تنظیم المدارس (اہلِ سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات

# نورانی گائیڈ

## حل شدہ پرچہ جات

خاصہ 2





مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

# امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

## پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

### حصہ اوّل......قرآن مجید

سوال نمبر 1:- درج ذیل میں سے کوئی سی چھ (6) آیات مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۱۰×۶=۶۰

(i) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ○

(ii) وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ○

(iii) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○

(iv) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ

(v) اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ

(vi) وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

(vii) اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ○

(viii) يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ○

(ix) وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ

(x) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ○

سوال نمبر 2:- درج ذیل میں سے کوئی سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۲×۵=۱۰

(i)انفال، (ii)الف، (iii)حجارة، (iv)العدوة الدنیا، (v)زید، (vi)ثمناً قلیلاً، (vii)اخوانکم، (viii)جنوداً

## حصہ دوم......اصول تفسیر

سوال نمبر3:-درج ذیل میں سے صرف تین اجزاء کے جواب تحریر کریں؟

(الف)لفظِ قرآن کا معنی اور وجہ تسمیہ تحریر کریں؟۱۰

(ب)قرآن اور حدیث کے درمیان فرق تحریر کریں؟۱۰

(ج)قرآن پاک کی تلاوت کے آداب وفضائل تحریر کریں؟۱۰

(د)جمع قرآن پر نوٹ تحریر کریں؟۱۰

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

## پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

## پہلا حصہ......قرآن مجید

سوال نمبر1:-درج ذیل آیات مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟

(i)یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ۝

(ii)وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۝

(iii)فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝

(iv)یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ

- عَامِهِمْ هٰذَا ۚ

(v)اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ

(vi)وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

(vii)اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۝

(viii)یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِیُرْضُوْكُمْ وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا

مُؤْمِنِيْنَ○

(ix) وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ

(x) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ○

جواب: ترجمہ اجزاء:

(i) اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو۔

(ii) اور تم جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

(iii) پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں، تو ان کی راہ چھوڑ دو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(iv) اے ایمان والو! مشرک نرے ناپاک ہیں، اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔

(v) جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے، جب دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے، غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

(vi) اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغات کا وعدہ دیا ہے کہ جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

(vii) کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے۔

(viii) تمہارے سامنے اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

(ix) اور ان کے دلوں میں میل کر دیا اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے، ان کے دل نہ ملا سکتے مگر اللہ نے ان کے دل ملا دیے۔

(x) تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

سوال نمبر 2:- درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(i) اَنْفَال، (ii) اَلْفِ، (iii) حِجَارَةٌ، (iv) اَلْعُدْوَةِ الدُّنْيَا، (v) زَيَّنَ، (vi) ثَمَنًا قَلِيْلًا،

(vii) اِخْوَانِكُمْ، (viii) جُنُوْدًا

## جواب: قرآنی الفاظ کے معانی:

(i) مالِ غنیمت، (ii) ہزار، (iii) پتھر، (iv) قریب کے کنارے، (v) اس نے مزین کیا، (vi) تھوڑی قیمت، (vii) تمہارے بھائی، (viii) لشکر۔

# حصہ دوم......اصول تفسیر

سوال نمبر 3:- درج ذیل میں سے صرف تین اجزاء کے جواب تحریر کریں؟

(الف) لفظِ قرآن کا معنیٰ اور وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) قرآن اور حدیث کے درمیان فرق تحریر کریں؟

(ج) قرآن پاک کی تلاوت کے آداب وفضائل تحریر کریں؟

(د) جمع قرآن پر نوٹ تحریر کریں؟

## (الف) لفظ قرآن کے معنیٰ اور اس کی وجہ تسمیہ:

لفظ قرآن یا تو قرء سے بنا ہے یا قراۃ سے مشتق ہے۔ (تفسیر کبیر پارہ نمبر ۲) قرء کے معنے جمع ہونے کے ہیں۔ اب قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بھی سارے اولین و آخرین کے علوم کا مجموعہ ہے۔ (تفسیر کبیر، روح البیان، پارہ نمبر ۲) دین دنیا کا کوئی ایسا علم نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ اسی لیے حق تعالیٰ نے خود فرمایا: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل:۸۹) نیز یہ سورتوں اور آیتوں کا مجموعہ ہے۔ اور تمام بکھروں کو جمع کرنے والا ہے۔ دیکھو ہندی، سندھی، عربی، عجمی لوگ ان کے لباس، طعام، رہن سہن طریق زندگی سب الگ الگ تھا کوئی صورت نہ تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بکھرے ہوئے بندے جمع ہوتے۔ لیکن قرآن کریم نے ان سب کو جمع فرمایا اور ان کا نام رکھا مسلمان۔ خود فرمایا: سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج:۷۸) جیسے کہ شہد مختلف باغوں کے رنگ برنگے پھولوں کا رس ہے مگر اب ان سب رسوں کے مجموعہ کا نام شہد ہے۔ اسی طرح ''مسلمان'' مختلف ملکوں، مختلف زبانوں کے لوگ ہیں۔ مگر اب ان کا نام ہے مسلمان، تو گویا یہ کتاب اللہ کے بندوں کو جمع فرمانے والی ہے۔ اسی طرح زندوں اور مردوں میں بظاہر کوئی علاقہ باقی نہ رہا تھا۔ لیکن اس قرآن عظیم نے ان کو بھی خوب جمع فرمایا: مردے مسلمان زندوں سے فیض لینے لگے کہ اسی قرآن سے ان پر ایصال ثواب وغیرہ کیا جاتا ہے۔ زندہ وفات شدہ لوگوں سے کہ وہ حضرات اسی قرآن کی برکت سے ولی، قطب، غوث بنے اور ان کا فیض بعد وفات جاری ہوا۔ انشاء اللہ اس کی بحث وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ (فاتحہ:۵) میں آئے گی۔

اگر یہ قراۃ سے بنا ہے تو اس کے معنی ہیں پڑھی ہوئی چیز۔ تو اب اس کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ اور انبیائے کرام کو کتابیں یا صحیفے حق تعالیٰ کی طرف سے لکھے ہوئے عطا فرمائے گئے۔ لیکن قرآن کریم پڑھا ہوا اترا۔ اس طرح کہ جبریل امین حاضر ہوتے اور پڑھ کر سنا جاتے اور یقیناً پڑھا ہوا نازل ہونا لکھے ہوئے نازل ہونے سے افضل ہے۔ نیز جس قدر قرآن کریم پڑھا گیا اور پڑھا جاتا ہے اس قدر کوئی دینی دنیوی کتاب دنیا میں نہ پڑھی گئی۔ کیونکہ جو آدمی کوئی کتاب بناتا ہے۔ وہ تھوڑے سے لوگوں کے پاس پہنچتی ہے اور وہ بھی ایک آدھ دفعہ پڑھتے ہیں۔ پھر کچھ زمانہ بعد ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پہلی آسمانی کتابیں بھی خاص خاص جماعتوں کے پاس آئیں اور کچھ دنوں رہ کر پہلے تو بگڑیں پھر ختم ہو گئیں جس کا ذکر تیسری فصل میں انشاء اللہ آئے گا لیکن قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ سارے عالم کی طرف آیا اور ساری خدائی میں پہنچا۔ سب نے پڑھا۔ بار بار پڑھا اور دل نہ بھرا، اکیلے پڑھا، جماعتوں کے ساتھ پڑھا۔ اگر کبھی تراویح کی جماعت یا شبینے کا اتفاق ہو تو معلوم ہوگا کہ اس عظمت کے ساتھ کوئی کتاب پڑھی ہی نہیں گئی۔ پرلطف بات یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں نے بھی پڑھا اور کفار نے بھی پڑھا۔

اگر یہ قرن سے بنا ہے تو قرن کے معنی ہیں ملنا۔ اور ساتھ رہنا۔ اب اس کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ حق اور ہدایت اس کے ساتھ ہے۔ نیز اس کی سورتیں اور آیتیں ہر ایک بعض بعض کے ساتھ ہیں۔ کوئی کسی کے مخالف نہیں۔ نیز اس میں عقائد اور اعمال اور اعمال میں اخلاق، سیاسیات، عبادات، معاملات تمام ایک ساتھ جمع ہیں نیز یہ مسلمان کے ہر وقت ساتھ رہتا ہے۔ دل کے ساتھ، خیال کے ساتھ، ظاہری اعضاء کے ساتھ اور باطنی عضووں کے ساتھ دل میں پہنچا۔ اس کو مسلمان بنایا ہاتھ، پاؤں، ناک، کان وغیرہ کو حرام کاموں سے روک کر حلال میں مشغول کر دیا۔ غرضیکہ سر سے لے کر پاؤں تک کے ہر عضو پر اپنا رنگ جما دیا۔ پھر زندگی میں ہر حالت میں ساتھ، بچپن میں ساتھ، جوانی میں ساتھ، بڑھاپے میں ساتھ، پھر ہر جگہ ساتھ رہا، تخت پر ساتھ، تختے پر ساتھ، گھر میں ساتھ، مسجد میں ساتھ، آبادی میں ساتھ، جنگل میں ساتھ، سوتے میں ساتھ، جاگتے میں ساتھ، مصیبت میں ساتھ، آرام میں ساتھ، سفر میں ساتھ، حضر میں ساتھ، غرضیکہ ہر حال میں ساتھ، پھر مرتے وقت ساتھ کہ پڑھتے اور سنتے ہوئے مرے۔ قبر میں ساتھ کہ بعض صحابہ کرام کو ان کی وفات کے بعد قبر میں قرآن پاک پڑھتے ہوئے سنا گیا۔ اور حشر میں ساتھ کہ گنہگار کو خدا سے بخشوائے۔ پل صراط پر نور بن کر مسلمان کے آگے آگے چلے اور راستہ دکھائے اور بتائے اور جب مسلمان جنت میں پہنچے گا تو فرمایا جائے گا کہ پڑھتا جا اور پڑھتا جا۔ غرضیکہ یہ مبارک چیز کبھی بھی ساتھ نہیں چھوڑتی۔

## (ب) قرآن اور حدیث کا فرق:

قرآن اور حدیث دونوں ہی وحی الٰہی ہیں۔ دونوں کی اطاعت ضروری ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قرآن کریم

کی عبارت خدا کی طرف سے ہے اور اور مضمون بھی۔ گویا جس طرح حضرت جبریل امین نے آ کر سنایا۔ اسی طرح بلا کسی فرق کے حضور علیہ السلام نے بیان فرما دیا۔ حدیث میں یہ ہے کہ مضمون رب کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ حضور علیہ السلام کے اپنے ہوتے ہیں۔ اب اس مضمون کا رب کی طرف اسے آنا یا بطور الہام ہوتا ہے یا فرشتہ ہی عرض کرتا ہے۔ لیکن اس کی ادائیگی حضور علیہ السلام کے اپنے الفاظ سے ہوتی ہے۔ اسی لیے اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری۔ لیکن اس کی تلاوت نماز میں بجائے قرآن شریف کے نہیں ہو سکتی' کیونکہ عمل مضمون پر ہوتا ہے اور تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے اور اسی وجہ سے قرآن پاک کے احکام حدیث سے منسوخ ہو سکتے ہیں ہم اس کی پوری بحث ان شاء اللہ تعالیٰ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا (البقرہ:۱۰۶) میں کریں گے۔ دیکھو غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے مگر حدیث نے اس کو منسوخ کر دیا وغیرہ۔ اسی لیے قرآن پاک فرماتا ہے: وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (البقرہ:۱۲۹) یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو قرآن شریف اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اگر حدیث شریف ماننے کی ضرورت نہ ہوتی تو حکمت کا ذکر نہ فرمایا جاتا فقط کتاب کا ذکر ہی کافی تھا۔ حدیث ماننے کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن ناقص ہے۔ قرآن پاک بالکل مکمل کتاب ہے لیکن اس مکمل میں سے مضامین حاصل کرنے کے لیے مکمل ہی انسان کی ضرورت تھی۔ اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سمندر میں موتی ضرور ہیں لیکن ان کے حاصل کرنے کے لیے کسی غواص (غوطہ خور) کی ضرورت ہے اگر قرآن پاک سے مسائل ہر شخص نکال لیا کرتا تو اس کے سکھانے کے لیے پیغمبر کیوں بھیجے جاتے۔ اس کی پوری بحث ان شاء اللہ آئندہ ہوگی۔ اور جس طرح کہ قرآن شریف ہوتے ہوئے حدیث پاک کے سننے کی ضرورت ہے اور حدیث کے ماننے سے قرآن کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا اسی طرح حدیث و قرآن کے ہوتے ہوئے ہم لوگوں کو فقہ کے ماننے کی بھی ضرورت ہے۔ فقہ ماننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن و حدیث ناقص ہوں اسی لیے قرآن کریم نے عام حکم فرمادیا کہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج (النساء:۵۹) یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول علیہ السلام کی اور اپنے میں سے امر والوں (علماء مجتہدین) کی یہ بھی خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل جو منقول ہو جائے وہ حدیث ہے خواہ ہمارے لیے لائق عمل ہو یا نہ ہو۔ مگر سنت صرف ان اقوال و اعمال کو کہا جاتا ہے جو ہمارے لیے لائق عمل ہوں۔ اسی لیے حضور نے فرمایا: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ تم پر میری سنت لازم ہے۔ یہ نہ فرمایا: عَلَيْكُمْ بِحَدِيْثِيْ، لہٰذا دنیا میں کوئی شخص اہل حدیث نہیں ہو سکتا' کیونکہ تمام حدیثوں پر عمل ناممکن۔ ہاں اہل سنت ہو سکتا ہے یعنی تمام سنتوں پر عمل۔

## (ج) قرآن پاک کی تلاوت کے آداب و فضائل:

انسان میں کیا طاقت ہے جو رب کے کلام کے فضائل اور اس کے فوائد کو پورے طور پر بیان کر سکے۔

مسلمانوں کی واقفیت کے لیے چند باتیں اس کے فضائل کے متعلق اور چند فائدے بیان کیے جاتے ہیں۔ کلام کی عظمت کلام کرنے والے کی عظمت سے ہوتی ہے۔ایک بات فقیر بے نوا کے منہ سے نکلتی ہے۔اس کی طرف کوئی دھیان بھی نہیں دیتا۔اور ایک بات کسی بادشاہ یا حکیم کے منہ سے نکلتی ہے۔تو اس کو دنیا سے شائع کیا جاتا ہے۔اخباروں اور رسالوں میں اس کی اشاعت ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ کلام کی عظمت کا پتہ کلام والے کی عظمت سے لگتا ہے۔اسی قاعدے کی بنا پر اندازہ لگالو کہ قرآن پاک ایسا معظم کلام ہے کہ اس کے مثل کسی کا کلام نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ خالق کا کلام ہے مثل مشہور ہے: كلام الملك ملك الكلام یعنی بادشاہ کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہے۔اس کلام ربانی میں سارے علوم اور ساری حکمتیں موجود ہیں جس میں سے ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق حاصل کرتا ہے۔اس کا پتہ عقل سے لگتا ہے اور تفسیریں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مفسر میں جیسی قابلیت ہے اسی قسم کے وہ بیش بہا موتی اس قرآن سے نکالتا ہے۔منطقی مفسر کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں از اوّل تا آخر منطق ہی منطق ہے۔نحوی اور صرفی مفسر کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں صرف اور نحو ہی ہے۔فصیح اور بلیغ مفسر کی تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں فصاحت و بلاغت کا دریا موجیں مار رہا ہے۔صوفیاء کرام کی تفسیروں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن عظیم میں علوم باطنی کے بیش قیمت موتی بھرے ہوئے ہیں۔اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قرآن میں سب کچھ ہے۔لیکن جیسا کہ اس کا شناور، ویسی اس کی تحقیق۔پھر جہاں تک سمجھنے والے کی سمجھ کی پہنچ وہاں تک اس کی تحقیق۔اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک جہاز سواریوں سے بھرا ہوا سمندر کے سفر سے آکر کنارے لگا۔ اس جہاز میں کپتان سے لے کر مسافروں تک ہر قسم کے لوگوں نے سفر کیا لیکن اگر کسی مسافر سے سمندر کے کچھ حالات دریافت کیے جائیں تو وہ کچھ نہ بتا سکے گا کیونکہ اس کی نظر فقط پانی کی ظاہری سطح پر تھی۔اگر خلاصی سے کچھ تحقیق کی جائے وہ وہاں کے حالات کا کچھ پتہ دے گا۔اگر کپتان سے معلومات حاصل کی جائیں تو وہ اوّل سے آخر تک کے سمندر کے تقریباً سارے اندرونی حالات بیان کر سکے گا کہ فلاں جگہ اس کی گہرائی اتنے میل تھی اور فلاں مقام پر پانی میں اس قسم کا پہاڑ تھا۔میں اپنے جہاز کو اس طرح سے بچا کے لایا وغیرہ وغیرہ۔اسی طرح قرآن کریم ہم بھی پڑھتے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی پڑھتے تھے اور صحابہ کرام بھی اسی قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی قرآن کو پڑھا۔ کتاب تو ایک ہی ہے لیکن پڑھنے والوں کے ذہن کی رسائی کی انتہائیں الگ الگ۔ہماری نگاہ فقط ظاہری الفاظ تک ہی بمشکل پہنچتی ہے۔یہ حضرات بقدر وسعت علمی اس کی تہہ تک پہنچ کر مسائل اور فوائد کو نکال لیتے ہیں۔بیہقی شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے بارہ سال میں سورۃ بقرہ پڑھی۔اب بتاؤ پڑھنے والے فاروق اعظم جیسے صاحب کمال، پڑھانے والے خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ سال کی مدت بتاؤ کہ آقا نے کیا کیا نہ دیا ہوگا اور ان کے نیاز مند خادم عمر فاروق رضی اللہ

عنہ نے کیا کیا نہ لیا ہوگا۔ پھر ذرا اس پر بھی غور کرتے چلو کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o (الرحمٰن: ۱، ۲) اپنے محبوب علیہ السلام کو رحمٰن نے قرآن سکھایا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام تو فقط پہنچانے والے ہیں۔ سوچو تو سکھانے والا الرحمٰن اور سیکھنے والا سید الانس والجان۔ اور کیا سکھایا۔ قرآن نہ معلوم رب نے کیا دیا اور محبوب علیہ السلام نے کیا کیا لیا۔ اسی لیے تفسیر روح البیان شریف نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت جبریل قرآن کی آیت الم لے کر آئے۔ عرض کیا: الف۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''میں نے جان لیا۔'' عرض کیا: میم۔ تو فرمایا: ''اس کا کرم ہے۔'' جبریل امین کہنے لگے کہ حضور آپ نے کیا سمجھا اور کیا جانا۔ میں تو کچھ بھی نہ سمجھا۔ فرمایا: یہ میرے اور رب کے درمیان راز ہیں۔

میان خالق و محبوب رمزیے است

کراماً کاتبین راھم خبر نیست

اب ہم قرآن پاک کے وہ فوائد بیان کرتے ہیں جو احادیث سے ثابت ہیں۔

(۱) حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں روزانہ سورہ بقر پڑھی جائے وہ گھر شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ لہٰذا جنات کی بیماریوں سے بھی محفوظ رہے گا۔

(۲) قیامت کے دن سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران ان لوگوں پر سایہ کریں گی اور ان کی شفاعت کریں گی۔ جو دنیا میں قرآن پاک کی تلاوت کے عادی تھے۔

(۳) جو شخص آیۃ الکرسی صبح و شام اور سوتے وقت پڑھا کرے تو اس کا گھر انشاء اللہ آگ کے لگنے اور چوری ہونے سے محفوظ رہے گا۔

(۴) سورہ اخلاص کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اسی لیے ختم و فاتحہ میں اس کو تین بار پڑھتے ہیں۔

(۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن پاک کا ایک حرف پڑھے اس کو دس نیکیوں کے برابر نیکی ملتی ہے۔ خیال رہے کہ الم ایک حرف نہیں بلکہ الف، لام، میم تین حروف ہیں۔ لہٰذا فقط اتنا پڑھنے سے تیس نیکیاں ملیں گی۔ خیال رہے کہ الم متشابہات میں سے ہے جس کے معنی ہم تو کیا جبریل بھی نہیں جانتے۔ مگر اس کے پڑھنے پر ثواب ہے۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کا ثواب اس کے سمجھنے پر موقوف نہیں بغیر سمجھے تلاوت پر ثواب ہے ولایتی مرکب دوائیں مریض کو شفا دیتی ہیں۔ ان کے اجزاء معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ یوں ہی قرآن کریم شفا اور ثواب ہے معنیٰ معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ دیکھو بھینس دودھ کے لیے، بیل کھیتی باڑی کے لیے، گھوڑے، اونٹ سواری اور بوجھ اٹھانے کے لیے پالے جاتے ہیں۔ مگر طوطی مینا صرف اس لیے پالے جاتے ہیں کہ وہ ہماری سی بولی بولتے ہیں اگرچہ بغیر سمجھے سہی۔ مینا طوطی تمہاری بولی بولیں تو تمہیں پیاری لگے، اگر تم جنابِ مصطفیٰ کی بولی بولو تو رب کو پیارے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے

ہیں کہ بغیر معنی سمجھے قرآن بیکار ہے اس کا کوئی ثواب نہیں۔

(۶) جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک آفتاب سے بڑھ کر ہوگی۔

(۷) قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے میں دوہرا ثواب ملتا ہے اور بغیر دیکھ کر پڑھنے میں ایک ثواب۔

(۸) قرآن پاک کی تلاوت اور موت کی یاد دل کو اس طرح صاف کر دیتی ہے جیسے کہ زنگ آلود لوہے کو صیقل۔

(۹) جو شخص کہ قرآن پاک کی تلاوت میں اتنا مشغول ہو کہ کوئی دعا نہ مانگ سکے تو خداوند تعالیٰ اس کو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہے۔

(۱۰) جو شخص ہر رات سورہ واقعہ پڑھا کرے، انشاء اللہ اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

(۱۱) سورہ الم تنزیل پڑھنے والا جب قبر میں پہنچتا ہے تو یہ سورۃ اس طرح اس کی شفاعت کرتی ہے کہ اے اللہ! اگر میں تیرا کلام ہوں تو اس کو بخش دے ورنہ تو مجھے اپنی کتاب سے نکال دے اور میت کو اس طرح ڈھک لیتی ہے جیسے چڑیا اپنے پروں سے اپنے بچوں کو اور اسے عذاب سے بچاتی ہے۔

(۱۴) سوتے وقت قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ o (الکافرون:۱) پڑھنے والا انشاء اللہ تعالیٰ کفر سے محفوظ رہے گا۔یعنی اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

(۱۵) سورہ فلق اور سورۃ الناس پڑھنے سے آندھی اور اندھیرں دور ہوتی ہے۔اور اس کا پابندی سے پڑھنے والا انشاء اللہ جادو سے محفوظ رہے گا۔

(۱۶) سورۃ فاتحہ جسمانی اور روحانی بیماریوں کی دوا ہے۔

## تلاوت قرآن کے آداب:

(i) قرآن مجید کی تلاوت باوضو ہو کر کی جائے۔

(ii) تلاوت قرآن قبلہ رخ ہو کر کی جائے۔

(iii) تلاوت قرآن ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہیے۔

(iv) تلاوت قرآن ثواب کی نیت سے کی جائے۔

## (د) جمع قرآن پر نوٹ:

جس وقت جو آیت اترتی حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق اونٹ کی ہڈیوں پر، کھجوروں کے پتوں پر اور مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے تھے۔اور یہ چیزیں متفرق طور پر لوگوں کے پاس رہیں لیکن ان حضرات کو زیادہ اعتماد حافظے پر تھا۔یعنی عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پورے قرآن کے حافظ تھے جیسا کہ آج حافظ ہیں۔بلکہ

اس سے زیادہ تو یوں سمجھو کہ قرآن پاک کی ترتیب خود حضور علیہ السلام نے دے دی تھی۔ لیکن ایک جگہ کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا تھا۔ اس کی تین وجہیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ چونکہ صدہا حافظ اس کو اسی ترتیب سے یاد کر چکے تھے جو آج تک چلی آ رہی ہے اور نماز میں پڑھنا فرض تھا۔ اور نماز کے علاوہ بھی صحابہ کرام برکت کے لیے اس کو کثرت اوقات پڑھتے ہی رہتے تھے۔ اس لیے اس کے ضائع ہونے کا کچھ اندیشہ نہ تھا اور دوسرے یہ کہ جہاد اور دیگر ضروریات زندگی کی وجہ سے اتنا موقعہ نہ مل سکا کہ اس کو ایک جگہ جمع کیا جاتا۔ اور تیسرے یہ کہ جب تک کہ پورا قرآن پاک نہ آ جاتا۔ اس کو جمع کرنا غیر ممکن تھا' کیونکہ ہر سورت کی کچھ آیات اتر چکی تھیں کچھ اترنے والی ہوتی تھیں حضور کی وفات سے کچھ روز پہلے نزول قرآن کی تکمیل ہوئی۔ غرضیکہ حضور علیہ السلام کی زندگی پاک میں قرآن کریم کتابی شکل میں ایک جگہ جمع نہ ہو سکا۔ البتہ مرتب ہو گیا اللہ کی شان کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں یعنی حضور علیہ السلام کی وفات ہی کے اول ملک یمانہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں سے صحابہ کرام کو سخت جنگ کرنی پڑی اور اس جنگ میں تقریباً سات سو حافظ قرآن بھی شہید ہو گئے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ صدیقی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اگر اسی طرح حافظ اور قرآء شہید ہوتے رہے تو بہت جلد قرآن پاک ضائع ہو جائے گا؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا جنھوں نے حضور علیہ السلام کے زمانہ میں وحی لکھنے کی خدمت انجام دی تھی اور اس کا مہتم حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرار دیا کہ تم تمام جگہ سے قرآن پاک کی آیات جمع کر کے کتابی شکل میں تیار کرو۔ زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے تھے: آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام نے نہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کام اچھا ہے۔ (نوٹ) اس بدعت حسنہ کا ثبوت ہوا۔ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے نہایت محنت اور جانفشانی سے ان تمام آیتوں کو یکجا جمع کیا جو کہ لوگوں کے سینوں اور کھجور کے پتوں اور ہڈیوں میں لکھی ہوئی تھیں اور ترتیب وہی رہی جو حضور علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ یہ قرآن کا نسخہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیات میں ان کے پاس رہا۔ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ پھر ان کے بعد فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ جو کہ آرمینیہ اور آذربائیجان کے کفار سے جنگ فرما رہے تھے۔ وہاں کی مہم سے فارغ ہو کر حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کیا:

"اے امیر المومنین لوگوں میں قرآن پاک کے متعلق اختلاف شروع ہو گئے ہیں' اگر یہ اختلاف بڑھتے رہے تو مسلمانوں کا حال یہود و نصاریٰ کی طرح ہو جائے گا۔ لہٰذا اس کا جلد کوئی انتظام کیجیے۔" وجہ اختلاف یہ تھی کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے نسخوں میں حضور علیہ السلام کے وہ الفاظ بھی لکھے تھے جو آپ نے بطور تفسیر ارشاد فرمائے تھے اور وہ حضرات اس کو قرآن ہی کا جزو سمجھ لیتے تھے۔ حالانکہ وہ الفاظ قرآن نہ تھے۔ جیسے کہ

مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نیز ایک نسخہ تمام ملک کے مسلمانوں کے لیے اب کافی نہ تھا۔ نیز حافظ صحابہ کرام کو جو لقمہ قرآن مجید میں لگتا تھا اس کے نکالنے میں بہت دشواری ہوتی تھی۔ ان وجوہ کی بنا پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پھر زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا اور ان کی مدد کے لیے عبداللہ ابن زبیر اور سعید ابن عاص اور عبداللہ ابن حارث ابن ہشام کو مقرر کیا۔ ان حضرات نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے پہلے جمع کیے ہوئے قرآن کو منگایا اور پھر اس کا مقابلہ حفاظ کے حفظ قرآن سے نہایت تحقیق سے کر کے چھ یا سات نسخے نقل کیے۔ اور یہ نسخے عراق، شام، مصر وغیرہ اسلامی ممالک میں بھیج دیے اور اصل نسخہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا اور جن صحابہ کرام کے پاس تفسیر سے ملے ہوئے قرآن کے نسخے تھے اور وہ اس کو قرآن پاک ہی سمجھ بیٹھے تھے ان کو منگوا کر جلوا دیا گیا کیونکہ ان نسخوں کا باقی رہنا آئندہ کے فتنوں کا دروازہ کھول دیتا کہ آئندہ لوگ اس کو قرآن پاک ہی سمجھ بیٹھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اب تک قرآن پاک اس طرح بلا کم و کاست مسلمانوں میں چلا آ رہا ہے۔ ناظرین ہماری اس تقریر سے سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن پاک کی ترتیب نزول قرآن کے مطابق ہو سکتی ہی نہیں تھی، کیونکہ موجودہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے اور قرآن پاک کا نزول ضرورت کے مطابق ہوا۔ یہ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن پاک کو ترتیب دینے والے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن اس کو کتابی شکل میں ترتیب دینے والے اولاً صدیق اکبر اور دوسرے عثمان غنی رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس لیے آپ کا لقب عثمان جامع القرآن ہوا۔

☆☆☆

# امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

## دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی سے دو، دو سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

## حصہ اوّل ...... حدیث شریف

سوال نمبر 1:- عن ابی هریرة رضی الله عنه قال من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلیکرم ضیفه ومن کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلیصل رحمه ومن کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیصمت .

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) ضیافت کتنے دن تک ہوتی ہے؟ نیز خط کشیدہ الفاظ کے صیغوں کی وضاحت کریں۔ ۵+۵+۵=۱۵

سوال نمبر 2:- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ سَلَّمَ عَلَیْهِمْ ثَلَاثًا .

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حیا کا معنی اور حدیث کی روشنی میں حیا کی فضیلت بیان کریں۔ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 3:- عن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال البسوا من ثیابکم البیاض فانها من خیر ثیابکم و کفنوا فیها موتاکم .

(الف) ترجمہ کریں نیز بیان کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون کون سے رنگ کا لباس پہنا؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی لمبائی کتنی تھی نیز ریشم کی حرمت کے حوالے سے کوئی ایک حدیث تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

## حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4:-ضرورتِ حدیث پر نوٹ تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5:-درج ذیل اصطلاحات میں سے تین کی تعریفات تحریر کریں؟ ۵×۳=۱۵

مرفوع، صحیح، ضعیف، موضوع

سوال نمبر 6:-حجیت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟ ۱۵

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

## دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

## حصہ اوّل......حدیث شریف

سوال نمبر 1:-عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ ۔

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) ضیافت کتنے دن تک ہوتی ہے؟ نیز خط کشیدہ الفاظ کے صیغوں کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے، وہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی اختیار کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموشی اختیار کرے۔

(ب) مہمان نوازی کی مدت:

کوئی شخص فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، جتنا عرصہ چاہے کسی کی مہمان نوازی کر سکتا ہے، مگر شرعی

نقطہ نظر سے اس کی مدت تین دن رات ہے اور اس سے زائد ایام صدقہ و خیرات کی صورت ہوگی۔ اسلام کے اس اصول پر عمل کرنے کی وجہ سے نہ مہمان کو دقت ہوگی اور نہ میزبان کو مشقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

## خط کشیدہ الفاظ کے صیغوں کی وضاحت:

۱-فَلْيُكْرِمْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل امر غائب معروف صحیح از باب افعال یعنی احترام کرنا، عزت افزائی کرنا۔

۲-يُؤْمِنُ: صیغہ واحد غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء از باب افعال، ایمان رکھنا، یقین رکھنا۔

سوال نمبر2:-عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَإِذَا أَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا ۔

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) حیاء کا معنی اور حدیث کی روشنی میں حیا کی فضیلت بیان کریں؟

## جواب: (الف) اعراب برحدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب برحدیث لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بات چیت کرتے، تو آپ اپنے الفاظ کا تین بار اعادہ کرتے حتیٰ کہ وہ اچھی طرح سمجھ لیے جاتے اور جب لوگوں کے پاس تشریف لاتے تھے، تو انہیں تین بار سلام کرتے تھے۔

## (ب) ''حیاء'' کا معنیٰ اور حدیث کی روشنی میں ''حیاء'' کی فضیلت:

''حیاء'' کے مفہوم میں متعدد اقوال ہیں جو درج ذیل ہیں:

(i) شرمندہ ہونا۔ (ii) وہ کیفیت جو کسی آدمی پر برائی یا عیب کے وقت طاری ہوتی ہے۔ (iii) نفس کو ایسے عمل میں مبتلا ہونے سے روکنا جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔ (iv) وہ کیفیت ہے جو کسی نعمت کا شکر بجا نہ لانے کے وقت پیدا ہوتی ہے۔ (v) وہ کیفیت ہے، جو آقا کے سامنے درخواست یا طلب سے روکتی ہے۔

فضیلت: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فان الحیاء من الایمان یعنی حیاء، ایمان کا حصہ ہے۔

سوال نمبر3:-عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

البسوا من ثیابکم البیاض فانها من خیر ثیابکم و کفنوا فیها موتاکم ۔

(الف) ترجمہ کریں نیز بیان کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون کون سے رنگ کا لباس پہنا؟

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی لمبائی کتنی تھی نیز ریشم کی حرمت کے حوالے سے کوئی ایک حدیث تحریر کریں؟

## جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کا رنگ:

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سفید لباس زیب تن کرو، یہ بہترین لباس ہے اور تم اسی (سفید کپڑے) میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

### آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کا رنگ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف رنگوں والا لباس زیب تن فرمایا مثلاً سبز، سرخ، سفید اور سیاہ۔

### (ب) آپ کی قمیص کی طوالت:

قمیص، عمامہ اور تہبند کو تکبر کی بناء پر لٹکانا حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستینیں کلائی تک تھیں اور آپ کی قمیص یا کرتا ٹخنوں سے اونچا تھا۔

### ریشم کی حرمت پر ایک حدیث:

مردوں کے لیے دنیا میں ریشم کا استعمال حرام ہے اور آخرت میں اس کا استعمال جائز ہوگا۔ اس مضمون پر کثیر روایات موجود ہیں، جن میں سے ایک روایت یہ ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی ریشم زیب تن کرے گا، آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

## حصہ دوم...... اصول حدیث

سوال نمبر 4:- ضرورتِ حدیث پر نوٹ تحریر کریں؟

قرآن کریم میں بہت سے مضامین و احکام نہایت اختصار سے بیان کیے گئے ہیں، مگر ان کی تفصیل احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اگر متن ہے، تو احادیث اس کی تفسیر ہے۔ اس سے ضرورت حدیث کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ اس حوالے سے ہم صلوٰۃ، زکوٰۃ، تیمم، حج اور عمرہ وغیرہ اعمال کو لیتے ہیں، تو احادیث کی تصریحات و توضیحات کے بغیر ان احکام کا حتمی طور پر سمجھنا دشوار و ناممکن ہے۔ اگر احادیث کو پیش نظر نہ رکھا جائے، تو قرآن ایک لم ینحل مسئلہ بن جائے گا۔

سوال نمبر 5:- درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات تحریر کریں؟

مرفوع، صحیح، ضعیف، موضوع

جواب: اصطلاحات فن حدیث کی تعریفات:

۱-مرفوع: وہ حدیث ہے، جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

۲-صحیح: وہ کتاب حدیث ہے، جس کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہو جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ۔

۳-ضعیف: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق روایت سے وہ کمی پوری نہ ہو۔

۴-موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

سوال نمبر 6:- حجیت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟

جواب: حجیت حدیث پر جامع نوٹ:

دوسرے امور کی طرح ''حجیت حدیث'' سے انکار نہیں کیا جا سکتا، اس پر کثیر دلائل ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) ارشاد ربانی ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کا تمہیں حکم دیں، وہ لے لو اور جس چیز سے آپ منع کریں تم اس سے رک جاؤ۔

(۲) ارشاد ربانی: اور رسول مسلمانوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

جس طرح ان آیات سے حجیت حدیث پر روشنی پڑتی ہے، اسی طرح بہت سی احادیث سے بھی یہ مضمون واضح ہوتا ہے۔ اکثر صحابہ کرام اپنے ذوق علمی کی تکمیل میں احادیث مبارکہ لکھ لیا کرتے تھے، ان ہستیوں کے یہی مجموعہ جات آگے چل کر تاریخ کا حصہ بن گئے۔ ان پاک ہستیوں میں اس حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سب کے امام و مقتداء دکھائی دیتے ہیں۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت جامع خطبہ ارشاد فرمایا، ابوشاہ نامی ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے یہ خطبہ لکھ دیجیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اسے یہ خطبہ لکھ دیں۔ تحریر احادیث کا یہی ذوق تابعین میں بھی بدرجہ اتم موجود تھا اور تبع تابعین کے دور میں احادیث مبارکہ کتابی شکل میں مرتب ہونا شروع ہو گئیں۔

☆☆☆

# امتحان سالانہ الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ / 2021ء

## تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوالات حل کریں۔

### حصہ اوّل......فقہ

سوال نمبر ۱:- وَيُسْتَحَبُّ لِلْمُتَوَضِّيءِ أَنْ يَّنْوِيَ الطَّهَارَةَ وَيَسْتَوْعِبَ رَأْسَهُ بِالْمَسْحِ وَيُرَتِّبُ الْوُضُوْءَ فَيَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِذِكْرِهٖ وَبِالْمَيَامِنِ وَالتَّوَالِيْ وَمَسْحُ الرَّقْبَةِ۔

(الف) ترجمہ کریں نیز وضو توڑنے والی کوئی سی پانچ چیزیں تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) قدوری شریف کی روشنی میں غسل کا سنت طریقہ بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- ويجوز تطهير النجاسة بالماء وبكل مائع طاهر يمكن ازالتها كالخل وماء الورد۔

(الف) ترجمہ کریں نیز نجاست کی اقسام اور ان کا حکم بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) استحاضہ کی تعریف کریں نیز حیض اور نفاس کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- يستحب في يوم الفطر ان يطعم الانسان شيئا قبل الخروج الى المصلى ويغتسل ويتطيب ويلبس احسن ثيابه۔

(الف) ترجمہ کریں نیز عید الاضحیٰ کے دن کے مستحبات سپرد قلم کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) سجدہ سہو کب لازم ہوتا ہے نیز سجدہ سہو کرنے کا طریقہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

### حصہ دوم:......اصول فقہ

سوال نمبر 4:- (الف) مطلق اور مقید کی تعریفات مع احکام زیب قرطاس کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) کتاب اللہ کی تعریف تحریر کر کے اس کی مختصر وضاحت سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5:- (الف) امر کی تعریف، حکم اور دیگر معانی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) علم اصولِ فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6:- (الف) اصول فقہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز وجہ حصر تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) خاص کی تعریف اور حکم مع اقسام لکھیں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

## تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

## حصہ اوّل......فقہ

سوال نمبر 1:- ويستحب للمتوضىء أن ينوى الطهارة ويستوعب رأسه بالمسح ويرتب الوضوء فيبدأ بما بدأ الله تعالىٰ بذكره وبالميامن والتوالى ومسح الرقبة .

(الف) ترجمہ کریں نیز وضوتوڑنے والی کوئی سی پانچ چیزیں تحریر کریں؟

(ب) قدوری شریف کی روشنی میں غسل کا سنت طریقہ بیان کریں؟

### جواب: (الف) ترجمہ عبارت اور وضو توڑنے والی پانچ چیزیں:

ترجمہ عبارت: وضو کرنے والے کے لیے مستحب یہ بات ہے کہ وہ طہارت کی نیت کرے، وہ پورے سر کا مسح کرے، اسی ترتیب کے مطابق وضو کرے، جس ترتیب کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کیا ہے (یعنی پہلے چہرہ، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت) ہر عمل کو دائیں طرف سے شروع کرنا، مسلسل کرنا اور گردن کا مسح کرنا۔

### وضوتوڑنے والی پانچ چیزیں:

وضوتوڑنے والی پانچ چیزیں درج ذیل ہیں:

(i) جو بھی چیز پیشاب یا پاخانہ کے راستہ سے نکلے، (۲) منہ بھر قے، (۳) خون، (۴) عقل پر بے ہوشی کا غلبہ، (۵) دیوانہ ہو جانا۔

### (ب) غسل کا مسنون طریقہ:

غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے: سب سے پہلے غسل کرنے والا اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر اپنی شرمگاہ دھوئے، اپنے جسم سے نجاست کو دور کرے، پھر نماز جیسا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے، اپنے سر اور

تمام جسم پر تین بار پانی بہائے، پھر غسل والی جگہ سے الگ ہو جائے اور اب اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ اگر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے، تو عورت کو اپنی مینڈھیاں کھولنے کی ضرورت نہیں ہے، تاہم مرد کے جوڑے بنے ہوں تو ان کا کھولنا اور سب بالوں کو دھونا ضروری ہے۔

سوال نمبر 2:- ویجوز تطهير النجاسة بالماء وبكل مائع طاهر يمكن ازالتها كالخل وماء الورد.

(الف) ترجمہ کریں نیز نجاست کی اقسام اور ان کا حکم بیان کریں؟

(ب) استحاضہ کی تعریف کریں نیز حیض اور نفاس کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت تحریر کریں؟

## جواب: (الف) ترجمہ عبارت، نجاست کی اقسام اور ان کا حکم:

ترجمہ عبارت: اور جائز ہے نجاست کو دور کرنا ہر ایسی چیز سے جو پاک ہو، جس سے نجاست کو دور کرنا ممکن ہو مثلاً سرکہ اور غلاب کا پانی۔

### نجاست کی اقسام اور ان کا حکم:

نجاست کی دو اقسام ہیں، ان کی تعریف اور حکم درج ذیل ہے:

۱- نجاستِ غلیظہ: وہ نجاست ہے، جس کے پلید ہونے میں کوئی نص موجود ہو اور اس سے متضاد کوئی نص موجود نہ ہو مثلاً خون، پاخانہ، پیشاب، شراب وغیرہ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ایک درہم یا اس سے کم مقدار میں ہو، تو اس سے نماز درست ہے۔ اگر اس سے زائد مقدار میں ہو تو اس سے نماز درست نہیں ہوگی۔

۲- نجاستِ خفیفہ: وہ نجاست ہے جو متعارض نصوص سے ثابت ہو مثلاً جانوروں کا پیشاب وغیرہ۔ اگر نجاست خفیفہ کپڑے کے چوتھائی حصہ سے کم کو لگ جائے تو اس سے نماز جائز ہوگی۔ اگر کپڑے کے چوتھائی حصہ یا زائد کو لگ جائے، تو اس کا دور کرنا یعنی دھونا ضروری ہے اور اس کو دھوئے بغیر نماز ادا کرنا درست نہیں ہوگی۔

## (ب) استحاضہ کی تعریف، حیض اور نفاس کم از کم اور زیادہ کی مدت:

استحاضہ: وہ خون ہے، جو حیض کی صورت میں تین دن سے کم ہو اور دس دن سے زیادہ ہو جبکہ نفاس کی صورت میں چالیس دنوں سے زیادہ ہو۔ اس کا حکم بیماری کے خون کا ہے یعنی عورت کو نماز اور روزہ منع نہیں ہوگا۔

### حیض اور نفاس کی کم از کم اور زیادہ کی مدت:

حیض وہ خون ہے، جو بالغہ عورت کو ہر ماہ مخصوص مقام سے آتا ہے۔ اس کی کم از کم مدت تین دن اور

زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتی ہے، ان دنوں میں عورت کو نماز معاف ہے اور روزوں کی قضاء کرے گی۔
نفاس وہ خون ہے، جو بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کو مخصوص مقام سے آتا ہے۔اس کے کم کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے، مگر زیادہ کی مدت چالیس دن ہے۔

سوال نمبر3:-یستحب فی یوم الفطر ان یطعم الانسان شیئا قبل الخروج الی المصلی ویغتسل ویتطیب ویلبس احسن ثیابه .

(الف) ترجمہ کریں نیز عید الاضحیٰ کے دن کے مستحبات سپرد قلم کریں؟

(ب) سجدہ سہو کب لازم ہوتا ہے نیز سجدہ سہو کرنے کا طریقہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت اور عید الاضحیٰ کے دن کے مستحبات:

ترجمہ عبارت: عید الفطر کے دن مستحب ہے کہ انسان عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے کوئی چیز کھالے، غسل کرے، خوشبو استعمال کرے اور اچھے کپڑے زیب تن کرے۔

عید الفطر کے دن کے مستحب امور:

عید الفطر کے دن کے مستحب امور درج ذیل ہیں:

(۱) نماز عید الفطر سے پہلے کوئی چیز کھانا، (۲) کھائی جانے والی چیز کھجور ہو یا کوئی دوسری میٹھی چیز ہو، (۳) کھجوریں طاق عدد میں ہوں، (۴) غسل کرنا، (۵) مسواک کرنا، (۶) خوشبو لگانا، (۷) اچھے کپڑے زیب تن کرنا، (۸) صدقہ و خیرات کرنا، (۹) اظہار مسرت کرنا، (۱۰) کثرت صدقہ کرنا، (۱۱) صبح جلدی بیدار ہونا، (۱۲) عید گاہ کی طرف جلدی روانہ ہونا، (۱۳) نماز فجر اپنے محلہ کی مسجد میں ادا کرنا۔

(ب) سجدہ سہو کا سبب وجوب اور اس کا طریقہ:

سجدہ سہو کا سبب وجوب: حالت نماز میں کوئی واجب چھوٹ جائے یا کسی فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہوگئی ہو، تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

سجدہ سہو کا طریقہ: نماز کے آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بعد ایک طرف سلام پھیرے، پھر دو سجدے کرے، بعد میں حسب معمول تشہد، درود اور دعائیں پڑھ کر سلام پھیر دے۔

## حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر4:-(الف) مطلق اور مقید کی تعریفات مع احکام زیب قرطاس کریں؟

(ب) کتاب اللہ کی تعریف تحریر کر کے اس کی مختصر وضاحت سپرد قلم کریں؟

## جواب: (الف) مطلق اور مقید کی تعریفات مع احکام:

مطلق کی تعریف: جو لفظ ذات مدلول پر دلالت کرے، اس میں صفات کا لحاظ نہ ہو جیسے رقبہ اور رسول۔

حکم مطلق: مطلق اپنے اطلاق پر ہی رہتا ہے اور یہ خاص قطعی ہے۔ لہٰذا اس کی تقیید کے لیے دلیل قطعی کا ہونا ضروری ہے۔ کسی دلیل ظنی مثلاً خبر واحد سے اسے مقید نہیں کیا جا سکتا مثلاً وضو میں صرف اعضاء دھونے کا حکم ہے، کیونکہ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ مطلق ہے اس میں ترتیب اور تسمیہ کی قید نہیں اور انہیں لازم قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ یہ دلائل ظنیہ سے ثابت ہیں۔

مقید کی تعریف و حکم: جو لفظ ذات مدلول پر مع الصفت دلالت کرے جیسے رَجُلٌ بَغْدَادِيٌّ، رِجَالٌ صَالِحُوْنَ، رَقَبَةٌ مُّؤْمِنَةٌ وغیرہ۔

کفارہ قسم میں ہے "فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ" (غلام کی آزادی) یہاں "رَقَبَةٍ" مطلق ہے، مگر کفارہ قتل میں ہے۔ "فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ" (مومن غلام کی آزادی) اس مقام پر "رَقَبَةٍ" مقید ہے۔

مقید کا حکم: اس میں قید کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا، کفارہ قتل میں مومن غلام ہی آزاد کیا جائے گا۔

## (ب) کتاب اللہ کی تعریف اور اس کی مختصر وضاحت:

کتاب اللہ کی تعریف: وہ کتاب ہے، جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے نازل کی اور اس کی تلاوت کرنا عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

وضاحت: چار مشہور کتب، چار مشہور انبیاء کرام پر نازل کی گئیں:

(۱) تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر،

(۲) زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر،

(۳) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر،

(۴) قرآن کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اسی طرح آپ کی کتاب بھی آخری آسمانی کتاب ہے۔ جس طرح آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، اسی طرح آپ کے بعد کوئی نئی کتاب نہیں آئے گی۔ آپ کی امت آخری امت، آپ کی کتاب آخری کتاب ہے۔

سوال نمبر 5:- (الف) امر کی تعریف، حکم اور دیگر معانی تحریر کریں؟

(ب) علم اصولِ فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟

## جواب: (الف) امر کی تعریف، حکم اور دیگر معانی:

امر کی تعریف: اگر عالی کی طرف سے طلب ہو، تو امر وحکم مثلاً اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ (تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو)

حکم: امر سے مقصود کسی کام کو لازم کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اس کا حکم لزوم ووجوب ہے۔ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (تم لوگوں سے بھلے طریقے سے بات کرو) قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (تم سیدھی بات کرو) تو اب اچھی اور احسن انداز میں لوگوں سے بات کرنا ہمارا فریضہ ہے۔

دیگر معانی: اگر کوئی قرینہ ہو، جو بتائے کہ یہاں امر لزوم کے لیے نہیں، تو پھر وہاں وجوب نہیں بلکہ دیگر پندرہ معانی میں سے کوئی معنی ہوگا۔

۱- تادیب وتربیت: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ (تم اپنے سامنے سے کھاؤ)

۲- اہانت: ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ تم چکھو، ہاں، ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے۔

۳- دھمکی دینا: فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے)

## (ب) اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض:

تعریف: ایسے قواعد کا علم، جن کے ذریعے ادلہ شرعیہ سے احکام کی کے اصول کا طریقہ معلوم ہو۔

موضوع: ادلہ شرعیہ اور احکام شرعیہ ہے۔

غرض: دلائل سے حصول احکام میں غلطی سے محفوظ رہنا۔

سوال نمبر 6:- (الف) اصول فقہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز وجہ حصر تحریر کریں؟

(ب) خاص کی تعریف اور حکم مع اقسام لکھیں؟

## جواب: (الف) اصول فقہ کی تعداد اور ان کی وجہ حصر:

اصول فقہ کی کل تعداد چار ہے:

(۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول، (۳) اجماع امت، (۴) قیاس۔

وجہ حصر: جس دلیل سے مسئلہ ثابت کیا جا رہا ہے، وہ وحی ہوگا یا غیر وحی، اگر وحی ہے، تو وہ وحی جلی ہے، یا وحی خفی، اگر وحی جلی ہے تو کتاب اللہ اور وحی خفی ہے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر وہ دلیل غیر وحی ہے تو تمام کا اس پر اتفاق ہے، تو اجماع ورنہ قیاس۔

## (ب) خاص کی تعریف مع حکم اور اقسام:

خاص کی تعریف: جس لفظ کی وضع معین چیز کے لیے ہو مثلاً نبی، قرآن اور علم۔

حکم: یہ معنی پر یقینی و قطعی طور پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا اس پر اعتقاد و عمل لازم و واجب ہے اور اس کا انکار کفر ہے یعنی اس کا حکم قطعی ہے۔ اگر کسی دلیل کی وجہ سے اس میں کسی دوسرے معنیٰ کا بھی احتمال ہو، تو پھر اس پر عمل واجب اور اس کا منکر فاسق ہوگا۔

خاص کی اقسام: خاص کی چار اقسام ہیں:

(i) خاص فردی، (ii) خاص نوعی، (iii) خاص جنسی، (iv) خاص عددی۔

☆☆☆

# امتحان سالانہ الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

## چوتھا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوال حل کریں۔

## حصہ اوّل......ھدایۃ النحو

سوال نمبر 1:-(الف) ھدایۃ النحو کی روشنی میں علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) اسم اور فعل کی تعریفات مع علامات تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 2:-(الف) اسمِ معرب کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں نیز اسباب منع صرف تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) درج ذیل میں سے تین کی تعریفات مع اعراب تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

اسم منقوص، جمع مؤنث سالم، اسم مقصور، جاری مجری صحیح

سوال نمبر 3:-(الف) منصوبات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز مفعول مطلق کی تعریف مع اقسام تحریر کریں؟ ۱۲+۸=۲۰

(ب) درج ذیل میں سے کسی تین کی تعریفات تحریر کریں؟ ۱۵

فاعل، منادیٰ، مفعول بہ، مبتدا، اسم معرب

## حصہ دوم......شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 4:-(الف) باء کے کوئی سے پانچ معانی تحریر کریں نیز مثالیں بھی دیں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) الصاق کا معنی تحریر کریں؟ ۵

سوال نمبر 5:-(الف) مِنْ کے معانی مع امثلہ تحریر کریں؟ ۸

(ب) عوامل نحو کتنے ہیں؟ نیز شرح مائۃ عامل کے مصنف کا نام تحریر کریں؟ ۵+۲=۷

سوال نمبر 6:- مندرجہ ذیل میں کسی تین کی ترکیب کریں؟ ۱۵

كتبت بالقلم، جعل الجنة مثواه، سرت من البصرة الى الكوفة، زيد بالبلد، مررت بزيد

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

## چوتھا پرچہ: نحو

## حصہ اوّل......هداية النحو

سوال نمبر 1:- (الف) هداية النحو کی روشنی میں علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟

(ب) اسم اور فعل کی تعریفات مع علامات تحریر کریں؟

جواب: (الف) نحو کی تعریف، موضوع اور غرض:

نحو کی تعریف: وہ ایسے اصول کا جاننا ہے، جس کے ذریعے کلمات ثلاثہ کے آخری احوال اعراب و بناء کی حیثیت سے پہچانے جائیں اور ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ ملانے کا طریقہ بھی معلوم ہو۔

موضوع: کلمہ اور کلام۔

غرض و غایت: عربی زبان میں ذہن کو اعرابی غلطی سے بچانا۔

(ب) اسم اور فعل کی تعریفات مع علامات:

۱- اسم کی تعریف اور علامات: وہ کلمہ ہے، جو از خود اپنا معنیٰ بتائے اور تینوں زمانوں میں سے اس میں کوئی زمانہ بھی نہ پایا جائے۔

علامات اسم گیارہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) مسند الیہ ہونا جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ، (۲) مضاف ہونا جیسے غُلَامُ زَيْدٍ، (۳) شروع میں الف لام ہونا جیسے اَلرَّجُلُ، (۴) شروع میں حرف جر ہونا جیسے بِزَيْدٍ، (۵) آخر میں تنوین ہونا جیسے رَجُلٌ، (۶) تثنیہ ہونا جیسے رَجُلَانِ، (۷) جمع ہونا جیسے رِجَالٌ، (۸) وصف ہونا جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ، (۹) تصغیر ہونا جیسے ضُوَيْرِبٌ، (۱۰) منسوب ہونا جیسے بَغْدَادِيٌّ، (۱۱) منادیٰ ہونا جیسے يَا اَللّٰهُ۔

۲- فعل کی تعریف اور علامات: وہ لفظ ہے، جو خود بخود اپنا معنیٰ بتائے اور تینوں زمانوں میں سے اس

میں کوئی زمانہ پایا جائے۔

علامات فعل گیارہ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) مسند ہونا جیسے قَامَ زَیْدٌ، (۲) شروع میں قَدْ ہونا جیسے قَدْ ضَرَبَ، (۳) شروع میں سَوْف ہونا جیسے سَوْفَ یَضْرِبُ، (۴) شروع میں سین ہو جیسے سَیَضْرِبُ، (۵) شروع میں حرف جازم ہو جیسے لَمْ یَضْرِبْ، (۶) آخر میں ضمیر متصل ہو جیسے ضَرَبْتُ، (۷) آخر میں تائے تانیث ساکنہ ہو جیسے ضَرَبَتْ، (۸) آخر میں نون تاکید متصل ہو جیسے لَاَضْرِبَنَّ، (۹) امر ہو جیسے اِضْرِبْ، (۱۰) نہی ہو جیسے لَا تَضْرِبْ، (۱۱) ماضی اور مضارع کی گردان ہونا۔

سوال نمبر2:-(الف) اسمِ معرب کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں نیز اسباب منع صرف تحریر کریں؟

(ب) درج ذیل کی تعریفات مع اعراب تحریر کریں؟

اسم منقوص، جمع مؤنث سالم، اسمِ مقصور، جاری مجری صحیح

جواب: (الف) اسم معرب کی اقسام مع تعریفات اور اسباب منع صرف:

اسم معرب کی اقسام: اسم معرب وہ ہے، جو غیر سے مرکب ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے۔

اسم معرب کی کل سولہ اقسام ہیں، جو مع تعریفات درج ذیل ہیں:

(۱) مفرد منصرف صحیح: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے زَیْدٌ۔

(۲) مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے دَلْوٌ، ظَبْیٌ۔

(۳) جمع مکسر: وہ ہے، جس کے واحد میں تبدیلی کر کے جمع بنائی گئی ہو جیسے رِجَالٌ۔

(۴) جمع مؤنث سالم: وہ ہے، جس کے واحد مؤنث کے آخر میں الف اور تا کا اضافہ کر کے بنائی جیسے مُسْلِمَاتٌ۔

(۵) غیر منصرف: وہ اسم ہے، جس میں اسباب منع صرف میں سے دو پائے جائیں یا ایک پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو جیسے اَحْمَدُ۔

(۶) اسماء ستہ مکبرہ: وہ اسماء ہیں جن کی تصغیر نہ کی گئی ہو، وہ تعداد میں چھ ہیں، اَبٌ، اَخٌ، هَمٌ، هَنٌ، فَمٌ اور ذُوْمَالٍ۔

(۷، ۸، ۹) مُثنّٰی، کِلَا وَکِلْتَا وَاِثْنَانِ وَاِثْنَتَانِ: مُثنّٰی سے مراد ہے واحد کے آخر میں الف نون یا یاء ونون ماقبل مفتوح اور نون مکسور ہو۔

کِلَا تثنیہ مذکر اور کِلْتَا تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ اِثْنَانِ مذکر اور اِثْنَتَانِ تثنیہ مؤنث کے لیے آتا ہے۔

(۱۰) جمع مذکر سالم: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور نون مفتوحہ لگا کر بنائی جاتی ہے جیسے مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِیْنَ۔

(۱۱) عِشْرُوْنَ مَا تِسْعُوْنَ: ان سے سب عقود عدد مراد ہیں۔

(۱۲) اُولُوْ: یہ ہمیشہ جمع کے لیے اور مضاف ہو کر استعمال ہوتے۔

(۱۳) اسم مقصورہ: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے موسیٰ۔

(۱۴) غیر جمع مذکر سالم یاء متکلم کی طرف مضاف ہو: یعنی جمع مذکر سالم نہ ہو اور یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے غُلَامِیْ۔

(۱۵) اسم منقوص: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے اَلْقَاضِیْ۔

(۱۶) جمع مذکر سالم یاء متکلم کی طرف مضاف ہو: یعنی ایسی جمع ہو جو مذکر سالم ہو اور یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے مُسْلِمِیَّ۔

## اسباب منع صرف:

اسباب منع صرف نو ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) عدل، (۲) وصف، (۳) تانیث، (۴) معرفہ، (۵) عجمہ، (۶) جمع، (۷) ترکیب، (۸) الف نون زائدتان، (۹) وزن فعل۔

## (ب) اصطلاحات کی تعریفات مع اعراب:

۱- اسم منقوص: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے اَلْقَاضِیْ۔ اس کا اعراب رفع ضمہ تقدیری سے، نصب فتحہ لفظی سے اور جر کسرہ تقدیری سے آتا ہے جیسے جَاءَ الْقَاضِیْ، رَأَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ۔

۲- جمع مؤنث سالم: وہ اسم ہے، جس کے واحد مؤنث کے آخر سے تاء تانیث کی حذف کر کے آخر میں الف اور تاء لگا کر جمع بنائی جاتی ہے جیسے مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ۔ اس کا اعراب رفع ضمہ لفظی سے، نصب اور جر دونوں کسرہ لفظی سے آتے ہیں جیسے جَاءَتْنِیْ مُسْلِمَاتٌ، رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

۳- اسم مقصور: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے موسیٰ۔ اس کا رفع، نصب اور جر تینوں اعراب تقدیری آتے ہیں جیسے جَاءَنِیْ مُوْسٰی، رَأَیْتُ مُوْسٰی وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی۔

۴-جاری مجریٰ صحیح: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے ظَبْیٌ وَدَلْوٌ۔ اس کے تینوں اعراب لفظی آتے ہیں جیسے جَاءَنِی دَلْوٌ وَّظَبْیٌ، رَأَیْتُ دَلْوًا وَظَبْیًا وَمَرَرْتُ بِدَلْوٍ وَظَبْیٍ۔

سوال نمبر3:-(الف) منصوبات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز مفعول مطلق کی تعریف مع اقسام تحریر کریں؟

(ب) درج ذیل میں سے کسی تین کی تعریفات تحریر کریں؟

فاعل، منادیٰ، مفعول بہ، مبتدا، اسم معرب

## جواب: (الف) منصوبات کی تعداد اور ان کے نام اور مفعول مطلق کی تعریف مع اقسام:

منصوبات اور ان کے نام: کل منصوبات بارہ ہیں، جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) مفعول مطلق، (۲) مفعول بہ، (۳) مفعول معہ، (۴) مفعول لہ (۵) مفعول فیہ، (۶) حال، (۷) تمیز، (۸) مستثنیٰ، (۹) اسم إنَّ اور اس کے بھائیوں کا، (۱۰) خبر کَانَ اور اس کے بھائیوں کی، (۱۱) خبر مَا وَلَا مشابہ بلیس، (۱۲) لائے نفی جنس کا اسم۔

مفعول مطلق کی تعریف و اقسام: وہ مفعول ہے، جو اپنے فعل کا ہم معنیٰ ہو مثلاً ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

مفعول مطلق کی تین اقسام ہیں:

(i) مفعول مطلق تاکید کے لیے آتا ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

(ii) نوع بیان کرنے کے لیے آتا ہے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِیْ۔

(iii) عدد کے لیے آتا ہے جیسے جَلَسْتُ، جَلْسَةً، جَلْسَتَیْنِ، جَلَسَاتٍ۔

## (ب) اصطلاحات نحویہ کی تعریفات:

۱-فاعل: وہ اسم ہے، جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل یا معنیٰ فعل اس طرح مسند ہو کہ وہ اس کے ساتھ قائم اس پر واقع نہ ہو جیسے قَامَ زَیْدٌ، ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا، زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْہُ عَمْرًوا۔

۲-منادیٰ: وہ اسم ہے، جسے حرف نداء کے ساتھ پکارا جائے جیسے یَا اَللّٰہُ۔

۳-مفعول بہ: وہ مفعول ہے، جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

۴-مبتداء: وہ اسم ہے، جو عامل لفظی سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔

۵-اسم معرب: وہ اسم ہے، جو غیر سے مرکب ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو جیسے قَامَ زَیْدٌ۔

# حصہ دوم......شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 4:-(الف) باء کے کوئی سے پانچ معانی تحریر کریں نیز مثالیں بھی دیں؟

(ب) الصاق کا معنی تحریر کریں؟

## (الف) باء کے پانچ معانی مع امثلہ:

حروف جارہ میں سے ایک باء ہے، جو دس معانی کے لیے آتی ہے، ان میں سے پانچ معانی مع امثلہ درج ذیل ہیں:

(i) باء استعانت کے لیے آتی ہے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ، (ii) تعلیل کے معنی میں آتی ہے جیسے ارشاد ربانی ہے اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ (تم نے بچھڑے کو معبود بنانے کی وجہ سے اپنے آپ پر ظلم کیا) (iii) مصاحبت کے لیے آتی ہے جیسے اِشْتَرَيْتُ الْفَرَسَ بِسَرْجِهٖ (میں نے گھوڑا خریدا مع زین) (iv) باء تعدیہ کے معنی میں آتی ہے جیسے ارشاد ربانی ہے: ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ (اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو لے گیا) (v) باء قسم کے معنی میں آتی ہے جیسے بِاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا (قسم بخدا! میں ایسا ضرور کروں گا)

## (ب) ''الصاق'' کا معنی:

لفظ ''الصاق'' کا مطلب ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا۔ اس کی دو صورتیں ہیں: (i) یہ ملانا حقیقی طور پر ہوگا جیسے بِهٖ دَاءٌ (اسے مرض ہے) (ii) یا یہ اتصال مجازی طور پر ہوگا جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (یعنی میرا گزرنا اس کے پاس سے ہوا)

سوال نمبر 5:-(الف) مِنْ کے معانی مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) عوامل نحو کتنے ہیں؟ نیز شرح مائۃ عامل کے مصنف کا نام تحریر کریں؟

## جواب: (الف) ''مِنْ'' کے معانی مع امثلہ:

حروف جارہ میں سے ایک حرف ''مِنْ'' ہے، جو چار معانی کے لیے آتا ہے، وہ معانی مع امثلہ درج ذیل ہیں:

(i) مِن ابتداء غایت کے لیے آتا ہے جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ (میں نے بصرہ سے کوفہ تک سیر کی) (ii) مِنْ تَبْعِيْض کے معنیٰ میں آتا ہے جیسے اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ (یعنی میں نے کچھ درہم حاصل کیے ہیں) (iii) مِنْ وضاحت و بیان کے لیے آتا ہے، جیسے ارشاد ربانی ہے: فَاجْتَنِبُوا

الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (تم بتوں سے بچو! کیونکہ وہ پلید ہیں)(iv)مِنْ زائدہ بھی ہوتا ہے، جیسے ارشاد ربانی ہے:يَغْفِرْلَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ ۔

**(ب)عوامل نحو کی تعداد اور شرح مائۃ عامل کے مصنف کا نام:**

کل عوامل نحو سو ہیں، جن میں سے اٹھانوے (۹۸) لفظی اور دو معنوی ہیں۔شرح مائۃ عامل کے مصنف کا نام ہے: عارف باللہ، عاشق رسول حضرت علامہ نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سوال نمبر 6:- مندرجہ ذیل میں کسی تین کی ترکیب کریں؟

كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ، جَعَلَ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ، سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ، زَيْدٌ بِالْبَلَدِ، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ

**جواب: جملوں کی ترکیب نحوی:**

(۱)كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ: كَتَبْتُ فعل بافاعل بِالْقَلَمِ باء حرف جار مبنی علی الکسر از مبنیات اصلیہ سے، الْقَلَمِ مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی، مجرور باجار متعلق ہوا ثَابِتاً، ثَابِتاً، اسم فاعل اپنی ضمیر فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲)جَعَلَ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ: جَعَلَ فعل بافاعل، اَلْجَنَّةَ مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی منصوب لفظاً مفعول اوّل مَثْوَاهُ مضاف با مضاف الیہ منصوب لفظاً مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳)سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ: سِرْتُ فعل بافاعل مِنَ الْبَصْرَةِ مجرور باجار ظرف لغو متعلق ہوا سِرْتُ کے، اِلَى الْكُوْفَةِ مجرور باجار ظرف لغو متعلق ہوا سِرْتُ کے، سِرْتُ فعل اپنے فاعل اور متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴)زَيْدٌ بِالْبَلَدِ: زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً مبتداء، بِالْبَلَدِ باء حرف جار الْبَلَدِ مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی مجرور لفظاً، مجرور باجار متعلق ہوا ثَابِتٌ کے، ثَابِتٌ اسم فاعل اپنی مقدر ضمیر فاعل اور متعلق سے ملکر خبر، مبتداء اور خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵)مَرَرْتُ بِزَيْدٍ: مَرَرْتُ فعل بافاعل بِزَيْدٍ باء حرف جار مبنی علی الکسر مبنیات اصلیہ سے، زَيْدٍ مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی مجرور لفظاً، مجرور باجار متعلق ہوا مَرَرْتُ کے، مَرَرْتُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆

# امتحان سالانہ الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

## پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: حصہ اوّل کے دونوں سوال اور حصہ دوم سے کوئی دو سوال حل کریں۔

## حصہ اوّل: ..... ادب عربی

سوال نمبر 1:- (الف) درج ذیل میں سے کسی ایک جز کا ترجمہ کریں؟ ۱۳

(i) قال الأفغاني لزعماء الهند وهو على وشك الرحيل: وعزة الحق وسر العدل لو أن ملايينكم مسخت ذبابا لأخرجت الإنجليز بطنينها من الهند ولو انقلبت سلاحف وخاضت البحر إلى الجزر البريطانية لجذبتها إلى القعر.

(ii) عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من أكبر الكبائر أن يعلن الرجل والديه قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكيف يعلن الرجل والديه قال يسب الرجل أبا الرجل فيسب أباه ويسب أمه فيسب أمه.

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے تین اشعار کا ترجمہ کریں؟ ۴×۳=۱۲

وهذا فؤادي وهذي يدي مشاعل تجلو طريق الغد
وهبتك روحي وغالي دمي وأسمى أماني أن تسلمي
وما أنا راض أنني واطئ الثرى ولي همة لا ترتضى الأفق مقعدا
على قدر أهل العزم تأتي العزائم وتأتي على قدر الكرام المكارم

سوال نمبر 2:- (الف) درج ذیل میں سے تین سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟
۵×۳=۱۵

(i) ماهی اللغات التی تعلمها الافغانی؟

(ii) ماذایحب الشعب الباکستانی؟

(iii) الی من کتب ابوبکر الرسالة؟

(iv)هل يدخل الجنة قاطع رحم؟

(v)ماذا الفرد "كارليل" في كتابه الابطال؟

(ب)درج ذیل الفاظ میں سے کوئی دو لفظ عربی جملوں میں استعمال کریں؟ ۲×۵=۱۰

هيئة، عضو، مضيف، غلب

## حصہ دوم ...... منطق

سوال نمبر 3:-(الف)علم منطق کی تعریف، موضوع اور غایت تحریر کریں؟ ۱۵

(ب)علم کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 4:-(الف)دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب)مرکب کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:-(الف)مفہوم اور اقسام مفہوم کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب)درج ذیل میں سے دو کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

جنس، تمام مشترک، خاصہ، قضیہ

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

## حصہ اوّل ...... ادب عربی

سوال نمبر 1:-(الف)درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(i)قال الأفغاني لزعماء الهند وهو على وشك الرحيل: وعزة الحق وسر العدل لو أن ملايينكم مسخت ذبابا لأخرجت الإنجليز بطنينها من الهند ولو انقلبت سلاحف وخاضت البحر إلى الجزر البريطانية لجذيتها إلى القعر.

(ii)عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من أكبر الكبائر أن يعلن الرجل والديه قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم و كيف يعلن الرجل والديه قال يسب الرجل أبا الرجل فيسب أباه ويسب أمه فيسب أمه.

(ب)درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں؟

وهـذا فـؤادي وهـذي يـدي | مشـاعـل تـجـلـو طـريـق الغد
وهبتك روحـي وغـالـي دمي | واسـمـى أمـانـي أن تسلمي
وما أنـا راض أنني واطئي الثرى | ولي همة لا ترتضي الأفق مقعدا
عـلى قدرا أهل العزم تأتي العزائم | وتـأتي على قدر الكرام المكارم

## جواب:(الف)ترجمۂ اجزاء:

(i)علامہ افغانی نے اپنے ہندوستان کے راہنماؤں سے کہا: جب آپ کوچ کرنے والے تھے،حق کی عزت اور عدل کے راز کی قسم! اگر آپ کے لاکھوں لوگ مکھیوں کی شکل میں بھی بدل دیے جائیں،تو وہ اپنی بھنبھناہٹ سے انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیں گے۔ اگر وہ کچھوے کی طرح بن جائیں اور برطانیہ کے جزیروں کی طرف غوطہ لگائیں،تو وہ ان کو گہرائی میں لے جائیں گے۔

(ii)حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: انہوں نے کہا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت بڑے گناہوں میں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو لعنت کرے،عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کوئی آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت کر سکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: آدمی کسی شخص کے باپ کو گالی دیتا ہے،تو وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دیتا ہے،پھر وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

## (ب)اشعار کا ترجمہ:

(۱)اور میرا یہ دل، جان اور ہاتھ شمعیں ہیں، جو آنے والے مستقبل کے راستے روشن کریں گے۔

(۲)میں نے اپنی جان اور اپنا قیمتی خون تحفے کے طور پر تمہیں دے دیا ہے اور میری سب سے زیادہ آرزو یہ ہے کہ تو ہمیشہ سلامت رہے۔

(۳)اور میں اس بات پر خوش نہیں ہوتا کہ میں زمین پر چلوں پھروں اس لیے کہ میرے پاس ایسی ہمت ہے، جو افق پر اپنا ٹھکانہ بنانے کو بھی پسند نہیں کرتا۔

(۴)ہمت والے شخص کو ارادے کے مطابق عزائم ملتے ہیں اور عزت والے شخص کی شان کے مطابق ہی فضائل ملتے ہیں۔

سوال نمبر2:-(الف)درج ذیل سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟

(i) ماهي اللغات التى تعلمها الافغاني؟

(ii) ماذايحب الشعب الباكستاني؟

(iii) الى من كتب ابوبكر الرسالة؟

(iv) هل يدخل الجنة قاطع رحم؟

(v) ماذا افرد "كارليل" فی كتابه الابطال؟

(ب) درج ذیل الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں؟

هيئة، عضو، مضيف، غلب

جواب: (الف) سوالات کے عربی میں جوابات:

(i) تعلم الافغانی العديدة من اللغات كالفرنسية والتركية والانجليزية والروسية والعربية والفارسية .

(ii) يحب الشعب الباكستانی النكت والدعابة .

(iii) كتب ابوبكرن الرسالة الٰی خالدين الوليد ومن معه .

(iv) لايدخل الجنة قاطعة رحم .

(v) قد افرد كارليل محمد رسول الله فی كتابه الابطال .

(ب) الفاظ کا عربی جملوں میں استعمال:

هيئة: هيئة اليوم الأن؟

عضو: الرأس عضو الانسان .

مضيف: اليوم انت مضيفی .

غلب: غلب احمد علی عدوه .

## حصہ دوم...... منطق

سوال نمبر3:- (الف) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غایت تحریر کریں؟

(ب) علم کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غایت:

علم منطق کی تعریف: ایسا قانونی آلہ ہے، جس کی رعایت کرنے سے ذہن کو فکری غلطی سے بچایا جاتا ہے۔

موضوع: معرف و قول شارح اور دلیل و حجت۔

غرض: ذہن کو فکری غلطی سے بچانا۔

## (ب) علم کی اقسام، ان کی تعریفات مع امثلہ:

علم کی دو اقسام ہیں:

۱۔تصور: وہ علم ہے، جو حکم سے خالی ہو جیسے زَیْدٌ، عَمْرٌو۔

۲۔تصدیق: وہ علم ہے، جو حکم کے ساتھ ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ، زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ۔

سوال نمبر 4:-(الف) دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ب) مرکب کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

## جواب: (الف) دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ:

دلالت لفظیہ: وہ دلالت ہے، جس میں دلالت کرنے والا لفظ ہو، اس کی تین اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(i) دلالت لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں وضع کو دخل ہو جیسے زَیْدٌ کی دلالت ذات زید پر۔

(ii) دلالت لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں طبیعت کو دخل ہو جیسے اُح اُح کی دلالت سینے کے درد پر۔

(iii) دلالت لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں عقل کو دخل ہو جیسے دیوار کے پیچھے سے سنائی دینے والی آواز ''دیز'' کی دلالت بولنے والے کے وجود پر۔

## (ب) مرکب کی اقسام، تعریفات مع امثلہ:

وہ جملہ جو دو یا دو سے زیادہ الفاظ سے ملکر بنے، اسے مرکب کہتے ہیں۔ مرکب کی دو اقسام ہیں:

۱۔مرکب تام: وہ مرکب ہے، جس پر سکوت صحیح ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔

۲۔مرکب ناقص: وہ مرکب ہے، جس پر سکوت درست نہ ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔

مرکب تام کی دو اقسام ہیں:

ا۔خبر وقضیہ: وہ مرکب ہے، جو صدق وکذب کا احتمال رکھے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔

۲۔انشاء: وہ مرکب ہے، جو صدق اور کذب کا احتمال نہ رکھتا ہو جیسے اِضْرِبْ۔

سوال نمبر 5:-(الف) مفہوم اور اقسام مفہوم کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ب) درج ذیل کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

جنس، تمام مشترک، خاصہ، قضیہ

جواب: (الف) مفہوم اور اس کی اقسام کی تعریفات مع امثلہ:

تعریف مفہوم: جو چیز ذہن میں آئے، اسے مفہوم کہا جاتا ہے۔

مفہوم کی دو اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- جزئی: وہ مفہوم ہے، جس کا نفسِ تصور شرکت کثیرین سے مانع ہو مثلاً زَیْدٌ۔

۲- کلی: وہ مفہوم ہے، جس کا نفسِ تصور شرکت کثیرین سے مانع نہ ہو جیسے اِنْسَانٌ ۔

(ب) اصطلاحات منطق کی تعریفات مع امثلہ:

۱- جنس: وہ کلی ہے، جو مختلف الحقائق کثیرین پر ماھو کے جواب میں واقع ہو مثلاً حیوان، انسان کے لیے۔

۲- تمام مشترک: دو ماہیتوں کے درمیان وہ جزء مشترک کہ کوئی بھی جزء مشترک اس سے خارج نہ ہو جیسے اِنْسَانٌ اور فَرَسٌ کے درمیان ایسا جزء مشترک ہے کہ ان دونوں کے درمیان پائے جانے والے تمام مشترک کہ اسی میں داخل ہیں، کوئی بھی جزء مشترک اس سے خارج نہیں ہے۔ لہٰذا حَیَوَانٌ، اِنْسَانٌ اور فَرَسٌ کے لیے تمام مشترک ہے۔

۳- خاصہ: وہ کلی ہے، جو ایک ہی حقیقت کے افراد پر صدق عرضی کے ساتھ صادق جیسے ضَاحِكٌ انسان کے لیے۔

۴- قضیہ: وہ قول جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو، یا وہ قول جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔

☆☆☆

# امتحان سالانہ الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ/ 2021ء

## چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

## حصہ اوّل......سیرت

سوال نمبر 1:- (الف) نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت رونما ہونے والے واقعات تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2:- (الف) دار الندوہ میں کفار کی طرف سے منعقدہ میٹنگ کا تفصیلی بیان لکھیں؟ ۱۵

(ب) اذان کی ابتداء کیسے ہوئی؟ تفصیل تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:- (الف) جناب عبد المطلب کی طرف سے چاہ زمزم کی کھدوائی کے واقعہ کی تفصیل لکھیں؟ ۱۵

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کرنے کا ثمرہ و انعام تحریر کریں؟ ۱۵

## حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4:- (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے دو واقعات تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) تاریخ الخلفاء کی روشنی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عتیق کہنے کی وجوہات تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:- (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلالت کرنے والی کوئی دو احادیث تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6:- (الف) دورِ صدیقی میں جمع قرآن کے واقعہ کی تفصیل تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوئی سی دو اولیات تحریر کریں؟ ۱۰

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

## حصہ اوّل......سیرت

سوال نمبر 1:-(الف) نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات تحریر کریں؟

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت رونما ہونے والے واقعات تحریر کریں؟

جواب:(الف) نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بلا واسطہ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا، پھر اسی نور کو خلق عالم کا واسطہ ٹھہرایا اور عالم ارواح ہی میں اس روح سراپا نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ ایک روز صحابہ کرام نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا: آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا: وآدم بین الروح والجسد یعنی میں اس وقت نبی تھا، جب کہ آدم کی پیدائش نہیں ہوئی تھی۔ بعد ازاں اسی عالم میں اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں سے وہ عہد لیا' جو واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الآیہ میں مذکور ہے، جس کے تحت ان پیغمبروں کی روحوں نے عہد مذکور کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت وامداد کا اقرار کرلیا۔ تو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ان روحوں میں وہ قابلیتیں پیدا ہوگئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصب نبوت عطا ہوا اور اس سے معجزات ظہور میں آئے۔ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوب فرمایا ہے:

وکل ای اتی الرسل الکرام بھا　　فانما اتصلت من نورہ بھم

فانہ شمس فضل ھم کواکبھا　　یظھرن انوارھا للناس فی الظلم

ترجمہ منظوم

معجزے، جتنے کہ لائے رسولان کرام　　لڑی کے نور سے جا ملتی ہے سب کی بہم

آفتاب فضل ہے وہ سب کواکب اس کے تھے　　ظلمتوں میں نور پھیلایا جنہوں نے بیش وکم

اسی عہد کے سبب سے حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے حضور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد و بشارت اور ان کے اتباع وامداد کی تاکید فرماتے رہے ہیں' اگر حضور نبی امی بابی ھو وامی کی نبوت دنیا میں ظاہر نہ ہوتی' تو تمام انبیاء سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتیں باطل ہو جاتیں اور وہ تمام بشارتیں ناتمام رہ جاتیں۔ پس دنیا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری نے تمام انبیائے سابقین علیہم السلام کی نبوتوں کی تصدیق فرمادی۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ٥

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور از ہر منبع انوار الانبیاء تھا' اسی طرح آپ کے جسم اطہر کا مادہ بھی لطیف ترین اشیاء سے تھا۔ چنانچہ حضرت کعب احبار سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا چاہا تو جبرئیل کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ پس جبرئیل بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اترے اور حضرت کی قبر شریف کی جگہ سے مٹھی بھر خاک سفید چمکتی دمکتی اٹھا لائے۔ پھر وہ مشت خاک سفید بہشت کے چشمہ تسنیم کے پانی سے گوندھی گئی' یہاں تک کہ سفید موتی کی مانند ہوگئی۔ جس کی بڑی شعاع تھی۔ بعدازاں فرشتے اسے لے کر عرش و کرسی کے گرد اور آسمانوں اور زمین میں پھرے یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ (روح انور و مادہ اطہر) کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا' تو اپنے حبیب پاک کے نور کو ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا' اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان اور چاند اندھیری رات میں۔ ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انوار پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حواء رضی اللہ عنہا سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے یہاں تک کہ وہ نور حضرت حواء رضی اللہ عنہا کے رحم پاک میں منتقل ہوگیا' اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے حضرت حواء کی پیشانی میں نمودار ہوئے۔ ایام حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے بپاس ادب و تعظیم حضرت حواء سے مقاربت ترک کر دی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے' تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہوگیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا اور لڑکی) پیدا ہوتا رہا اس طرح یہ نور پاک پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ ان سے بناء بر قول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

اسی نور کے پاک وصاف رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت کے تمام آباؤ امہات کو شرک و کفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعہ سے حضرت کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین و مرجع خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ملائک کے مسجود بنے اور اسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر آتش نمرود گلزار ہوگئی۔ اسی نور کے طفیل سے حضرت انبیائے سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات پر اللہ تعالیٰ کی عنایات بے غایت ہوئیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند اشعار عرض کیے۔ جن میں مذکور ہے کہ کشتی کا طوفان سے بچنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود کا گلزار ہو جانا' حضور کے نور ہی کی برکت سے تھا۔ حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رضی اللہ عنہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یوں فرماتے ہیں:

آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند کو روشنی ہے اور سورج آپ ہی کے نور زیبا سے چمک رہا ہے۔ آپ وہ ہیں کہ جب آدم نے لغزش کے سبب سے آپ کا وسیلہ پکڑا' تو وہ کامیاب ہو گئے حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں۔ آپ ہی کے وسیلہ سے خلیل علیہ السلام نے دعا مانگی تو آپ کے روشن نور سے آگ ان پر ٹھنڈی ہوگئی اور بجھ گئی اور ایوب نے اپنی مصیبت میں آپ ہی کو پکارا تو اس پکارنے پر ان کی مصیبت دور ہوگئی۔ مسیح آپ ہی کی بشارت اور آپ ہی کی صفات حسنہ کی خبر دیتے اور آپ کی مدح کرتے ہوئے آئے۔

## (ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت رونما ہونے والے واقعات:-

تولد شریف کے وقت غیب سے عجیب وغریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ و پسندیدہ ہیں۔ چنانچہ ستارے تعظیم کے لیے جھک کر آپ کے قریب آ گئے اور ان کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قصور ومحل نظر آ گئے۔ شیاطین پہلے آسمانوں پر چلے جاتے اور کاہنوں کو بعض مغیبات کی خبر دے دیتے تھے اور وہ لوگوں کو کچھ اپنی طرف سے ملا کر بتا دیا کرتے تھے۔ اب آسمانوں میں ان کا آنا جانا بند کر دیا گیا اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کردی گئی۔ اس طرح وحی وغیروحی میں خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ جاتا رہا۔ شہر مدائن میں محل کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اس میں اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس خادمان اسلام کے قبضہ میں آ جائے گا۔ فارس کے آتش کدے ایسے سرد پڑ گئے کہ ہر چند ان میں آگ جلانے کی کوشش کی جاتی تھی مگر نہ جلتی تھی بحیرہ ساوہ جو ہمدان وقم کے درمیان چھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا اور جس کے کناروں پر شرک و بت پرستی ہوا کرتی تھی' یکا یک بالکل خشک ہو گیا۔ وادی ساوہ (شام وکوفہ کے درمیان) کی ندی جو بالکل خشک پڑی تھی' لبا لب بہنے لگی۔

سوال نمبر 2:- (الف) دارالندوہ میں کفار کی طرف سے منعقدہ میٹنگ کا تفصیلی بیان لکھیں؟

(ب) اذان کی ابتداء کیسے ہوئی؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

## جواب: (الف) دارالندوہ میں کفار کی طرف سے منعقدہ میٹنگ:

قریش نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے ہیں اور مہاجرین مکہ کو انصار نے اپنی حمایت و پناہ میں لے لیا ہے' تو وہ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی وہاں چلے جائیں۔ اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر حملہ آور ہوں۔ اس لیے تمام قبائل قریش کے سردار عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ، ابوسفیان، طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود، ابوجہل بنیہ ومنبہ پسران حجاج اور امیہ بن خلف وغیرہ دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے۔ ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخ پارسا کی صورت بنائے دروازہ پر آموجود ہوا' انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ بولا ''میں نجدیوں سے ایک شیخ ہوں میں نے سن لیا ہے جس امر کے لیے تم جمع ہوئے ہو۔ اس لیے میں بھی حاضر ہوا ہوں تا کہ سنوں کہ تم کیا کہتے ہو اور مجھے تم سے اپنی رائے اور نصیحت سے بھی دریغ نہ ہوگا۔'' وہ بولے بہت اچھا آیئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ایک بولا اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دو اور کھانے پینے کو کچھ نہ دو خود ہلاک ہو جائے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے اچھی نہیں اللہ کی قسم! اگر تم اس کو اس طرح کوٹھڑی میں قید بھی کر دو تو اس کی خبر بند دروازے میں سے اس کے اصحاب تک پہنچ جائے گی۔ وہ تم پر حملہ کر کے اس کو چھڑا لیں گے۔ دوسرا بولا کہ اس کو شہر سے نکال دو' جہاں چاہے چلا جائے ہمیں اس کا خوف نہ رہے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ رائے بھی اچھی نہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کا کلام کیسا شیریں اور دلفریب ہے اگر تم ایسا کرو گے تو ممکن ہے وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے اور اپنے کلام سے اسے اپنا تابع کر لے اور پھر انہیں ساتھ لے کر تم پر حملہ کر دے۔ ابوجہل بولا: میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ ابوجہل نے کہا: ''وہ یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں اور ہر نوجوان کے ہاتھ میں ایک ایک تیز تلوار دے دیں۔ پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں۔ اس طرح جرم خون تمام قبائل پر عائد ہوگا۔ عبد مناف کی اولاد تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتی اس لیے وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم آسانی سے خون بہا دے دیں گے۔'' یہ سن کر شیخ نجدی بولا: ''یہی بات درست ہے' اس کے سوا کوئی اور رائے نہیں۔'' سب نے اس رائے پر اتفاق کیا اور مجلس برخاست ہو گئی۔ قرآن مجید کی آیہ ذیل میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ (انفال، ع:۴)

اور جس وقت کافر تیرے حق میں بدسگالی کرتے تھے کہ تجھ کو قید رکھیں یا تجھ کو مار ڈالیں یا تجھ کو جلاوطن کر

دیں اور وہ بد سگالی کرتے تھے اور اللہ بد سگالی کرتا تھا اور اللہ اچھا بد سگالی کرنے والا ہے۔

## (ب) اذان کی ابتداء:۔

جب مدینہ منورہ میں مسجد جامع تیار ہو چکی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ مسلمانوں کو نماز کے لیے کس طرح جمع کیا جائے۔ آپ نے اپنے اصحاب کرام سے مشورہ کیا۔ ظاہر ہے کہ وقت اور ایک مکان میں اجتماع بغیر اعلام و آگاہی کے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے صحابہ کرام نے اعلام کے لیے کئی طریقے پیش کیے۔ بعض نے کہا کہ آگ روشن کر کے اونچی کر دی جائے۔ مسلمان اسے دیکھ کر جمع ہو جایا کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوجہ مشابہت مجوس اس طریقہ کو پسند نہ فرمایا۔ بعضوں نے ناقوس تجویز کیا۔ مگر بوجہ مشابہت نصاریٰ تجویز رد کر دی گئی۔ اسی طرح بوق کو بوجہ مشابہت یہود پسند نہ کیا گیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ایک شخص کو نماز کے وقت بغرض اعلام بھیج دیا جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا: اٹھ کر نماز کے لیے ندا کر دے۔ چنانچہ حضرت بلال یوں ندا کر دیا کرتے الصلوٰۃ جامعة، اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن زید انصاری کو خواب میں ان سب سے بہتر طریق بتلا دیا گیا اور وہ مروجہ اذان شرعی ہے۔ حضرت عبداللہ نے اپنا خواب بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ حضور انور بابی ہو و امی پر اس سے پہلے اس بارے میں وحی آ چکی تھی۔ اس لیے آپ نے سن کر فرمایا: بیشک یہ رویاء حق ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اور حضرت عبداللہ کو حکم دیا کہ حضرت بلال کو کلمات اذان کی تلقین کر دو۔ وہ اذان دیں گے، کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند اور نرم و شیریں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

سوال نمبر 3:۔ (الف) جناب عبدالمطلب کی طرف سے چاہ زمزم کی کھدوائی کے واقعہ کی تفصیل لکھیں۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کرنے کا ثمرہ وانعام تحریر کریں۔

## جواب: (الف) چاہِ زمزم کی کھدائی:

عبدالمطلب نے چاہِ زمزم کو نئے سرے سے کھدوا کر درست کیا۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ حضرت اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کعبہ کی تولیت نابت بن اسمٰعیل کے سپرد ہوئی۔ نابت کے بعد نابت کا نانا مضاض بن عمرو جرہمی متولی ہوا۔ جب بنو جرہم حرم شریف کی بے حرمتی کرنے اور کعبہ کے مال اپنے خرچ میں لانے لگے تو بنو بکر بن عبد مناف بن کنانہ اور غبشان خزاعی نے ان کو مکہ سے یمن کی طرف نکال دیا۔ اس وقت سے خزاعہ متولی ہوئے۔ خزاعہ میں سے اخیر متولی حلیل بن حبشیہ تھا جس کے بعد تولیت قصی کے ہاتھ آئی جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ عمرو بن حارث بن مضاض جرہمی نے جاتے وقت کعبہ کے ہر دو غزال طلائی اور حجر رکن کو زمزم میں ڈال کر اسے ایسا بند کر دیا تھا کہ مدت گزرنے پر کسی کو اس کا

نشان تک معلوم نہ رہا۔ آخر کار عبدالمطلب کو خواب میں اس کے کھودنے کا اشارہ ہوا۔ عبدالمطلب کے ہاں اس وقت صرف ایک صاحبزادہ حارث تھا۔ اسی کو ساتھ لے کر کھودنے لگے۔ جب کنوئیں کا بالائی حصہ نظر آیا تو خوشی میں تکبیر کہی۔ کھودتے کھودتے ہر دو غزال اور کچھ تلواریں اور زرہیں برآمد ہوئیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے کہا: اس میں ہمارا بھی حق ہے۔ عبدالمطلب نے بجائے مقابلہ کے اس معاملہ کو قرعہ اندازی پر چھوڑا' چنانچہ ہر دو غزال کا قرعہ کعب پر اور تلواروں اور زرہوں کا قرعہ عبدالمطلب پر پڑا اور قریش کے نام کچھ نہ نکلا اس طرح عبدالمطلب نے زمزم کو کھود کر درست کیا۔ اس وقت سے زمزم کا پانی حاجیوں کے کام آنے لگا اور مکہ کے کنوؤں کے پانی کی ضرورت ہی نہ رہی۔

زمزم کے کھودنے میں عبدالمطلب نے اپنے معاونین کی قلت محسوس کر کے یہ منت مانی تھی کہ اگر میں اپنے سامنے دس بیٹوں کو جوان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ جب مراد بر آئی تو ایفائے نذر کے لیے دسوں بیٹوں کو لے کر کعبہ میں آئے اور پجاری سے اپنی نذر کا حال بیان کیا اور کہا کہ ان دسوں پر قرعہ ڈالو۔ دیکھو کس کا نام نکلتا ہے۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنے اپنے نام کا قرعہ دیا ایک طرف پجاری قرعہ نکال رہا تھا' دوسری طرف عبدالمطلب یوں دعا کر رہے تھے:

"یا اللہ میں نے ان میں سے ایک کی قربانی کی منت مانی تھی' اب میں ان پر قرعہ اندازی کرتا ہوں تو جسے چاہتا ہے اس کا نام نکال۔"

اتفاق سے عبداللہ کا نام نکلا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور عبدالمطلب کو سب بیٹوں میں پیارے تھے۔ عبدالمطلب چھری ہاتھ میں لے کر ان کو قربان گاہ کی طرف لے چلے مگر قریش اور عبداللہ کے بھائی مانع ہوئے۔ آخر کار عبداللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا۔ اتفاق یہ کہ عبداللہ ہی کے نام پر قرعہ نکلا۔ پھر عبداللہ اور بیس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا مگر نتیجہ وہی نکلا۔ بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹوں پر نوبت پہنچی تو قرعہ اونٹوں پر نکلا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے سو اونٹ قربانی کیے اور عبداللہ بچ گئے۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: انا ابن الذبیحین یعنی میں دو ذبیح (اسمٰعیل وعبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

## (ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کرنے کا ثمرہ وانعام:

ابولہب کی موت کے ایک سال بعد حضرت عباس نے خواب میں ابولہب کو برے حال میں دیکھا۔ پوچھا تجھے کیا ملا؟ ابولہب نے جواب دیا:

لم الق بعدکم غیر انی سقیت فی ھذہ بعتاقتی ثویبۃ ۔

تمہارے بعد مجھے کچھ آرام نہیں ملا سوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے سبب سے بمقدار اس (مغاک میان ابہام وسبابہ) کے پانی مل جاتا ہے جسے میں پی لیتا ہوں۔

اس حدیث عروہ بن زبیر کا مطلب یہ ہے کہ ابولہب بتا رہا ہے کہ میرے اعمال رائیگاں گئے سوائے ایک کے اور وہ یہ کہ میں نے حضرت کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس ایک عمل کا فائدہ باقی رہ گیا۔ اور وہ یوں ہے کہ اس کے بدلے ہر دوشنبہ کو ابہام وسبابہ کے درمیانی مغاک کی مقدار مجھے پانی مل جاتا ہے جسے میں انگلیوں سے چوس لیتا ہوں اور عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ یہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے ورنہ کافر کا کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔

فقیر گزارش کرتا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تولد شریف پر خوشی منانے سے ایک کافر کو یہ فائدہ پہنچا، تو قیاس کیجیے کہ ایک مسلمان جو ہر سال مولود شریف کراتا اور حضور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد شریف پر خوشیاں مناتا اس دار فانی سے رخصت ہو جائے، تو اسے کس قدر فائدہ پہنچے گا؟

## حصہ دوم ...... تاریخ

سوال نمبر 4: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے دو واقعات تحریر کریں؟

(ب) تاریخ الخلفاء کی روشنی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عتیق کہنے کی وجوہات تحریر کریں؟

### جواب: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے دو واقعات:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے دو واقعات درج ذیل ہیں:

### پہلا واقعہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا اور حسن اتفاق سے اس موقع پر میرے پاس کافی مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضرت ابوبکر سے آگے بڑھ جانا کسی دن میرے لیے ممکن ہوگا تو وہ آج کا دن ہوگا۔ میں کافی مال خرچ کر کے آج ان سے سبقت لے جاؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو میں آدھا مال لے کر خدمت میں حاضر ہوا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: ما ابقیت لاھلك ۔ یعنی اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کتنا چھوڑا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: آدھا مال ان کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کچھ ان کے پاس تھا سب لے آئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ما ابقیت لاھلك ۔ یعنی اے ابوبکر! اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ فقال ابقیت لھم اللہ ورسولہ ۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ان کے لیے اللہ و رسول کو چھوڑ آیا ہوں مطلب یہ ہے کہ میرے اور میرے اہل وعیال کے لیے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قلت لا اسبقه الى شيء ابداً ۔ یعنی میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی چیز میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر میں کبھی سبقت نہیں لے جاسکوں گا۔

(مشکوۃ شریف، ص:۵۵۶)

دوسرا واقعہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہوئے، اور اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس ہزار درہم تھے۔ آپ نے یہ سارا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر خرچ کر دیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے، تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے اور جب آپ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے آئے تو اس مال میں سے آپ کے پاس صرف پانچ ہزار باقی رہ گئے تھے۔ مکہ معظمہ میں آپ نے ۳۵ ہزار درہم مسلمان غلاموں کے آزاد کرانے اور اسلام کی مدد میں خرچ کر ڈالا تھا۔

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "عتیق" کہنے کی وجوہات:

"عتیق" آپ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں بلکہ لقب تھا۔

(۱) بعض کہتے ہیں کہ عتاقہ بوجہ یعنی حسن و جمال کے سبب آپ کا یہ لقب ہوا۔

(۲) ابونعیم فضل بن دکین کہتے ہیں: آپ کے قدم فی الخیر یعنی بھلائی میں سبقت ہونے کی وجہ سے یہ لقب ہوا۔

(۳) طبرانی نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسم کی بابت دریافت کی تو آپ نے فرمایا: عبداللہ تھا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ لوگ عتیق بتلاتے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابوقحافہ کے تین بیٹے تھے، ایک کا نام عتیق تھا، دوسرے کا معتق، تیسرے کا معتیق۔

(۴) ابن عساکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام گھر والوں نے تو عبداللہ رکھا تھا لیکن آپ عتیق کے نام سے مشہور ہوئے۔

(۵) ترمذی اور حاکم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: "اے ابوبکر تو دوزخ کی آگ سے خداتعالیٰ کا آزاد کیا ہوا ہے۔" پس اسی روز سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔

سوال نمبر 5:-(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ تحریر کریں؟
(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلالت کرنے والی کوئی دو احادیث تحریر کریں؟

## جواب:(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ:

دن بدن مسلمانوں کی تعداد بڑھتے ہوئے دیکھ کر ایک روز کفار مکہ جمع ہوئے اور سب نے یہ طے کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے۔(معاذ اللہ رب العالمین) مگر سوال پیدا ہوا کہ کون قتل کرے؟ مجمع میں اعلان ہوا کہ ہے کوئی بہادر ہے، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے؟ اس اعلان پر پورا مجمع تو خاموش رہا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان کو قتل کروں گا۔ لوگوں نے کہا: بے شک تم ہی ان کو قتل کر سکتے ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور تلوار لٹکائے ہوئے چل دیے۔ اسی خیال میں جا رہے تھے کہ ایک صاحب قبیلہ زہرہ کے جن کا نام حضرت نعیم بن عبداللہ بتایا جاتا ہے اور بعض لوگوں نے دوسروں کا نام لکھا ہے۔ بہرحال انہوں نے پوچھا کہ اے عمر! کہاں جا رہے ہو؟ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس قتل کے بعد تم بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح بچ سکو گے؟ وہ تمہیں ان کے بدلے میں قتل کر دیں گے۔ اس بات کو سن کر وہ بگڑ گئے اور کہنے لگے: معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔ تو لاؤ میں پہلے تجھی کو نپٹا دوں۔ یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے بھی یہ کہا کہ ہاں میں مسلمان ہو گیا ہوں اپنی تلوار سنبھالی۔ عنقریب دونوں طرف سے تلوار چلنے کو تھی کہ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو پہلے اپنے گھر کی خبر لے۔ تیری بہن فاطمہ بنت خطاب اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ دونوں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بے انتہا غصہ پیدا ہوا وہ وہیں سے پلٹ پڑے اور سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ دروازہ بند کیے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ ان کی آواز سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ گھر کے ایک حصہ میں چھپ گئے بہن نے دروازہ کھولا۔ آپ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا: تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ اور یہ آواز کس کی تھی؟ آپ کے بہنوئی نے ٹال دیا اور کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ کہنے لگے: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا ہے؟ بہنوئی نے کہا: ہاں باپ دادا کا دین باطل ہے اور دوسرا دین حق ہے۔ یہ سننا تھا کہ بے تحاشا ٹوٹ پڑے ان کی داڑھی پکڑ کر کھینچی اور زمین پر پٹک کر خوب مارا۔ ان کی بہن چھڑانے کے لیے دوڑیں تو ان کے منہ پر ایک گھونسا اتنی زور سے مارا کہ وہ خون سے تر بتر ہو گئیں۔ آخر وہ بھی حضرت عمر ہی کی بہن تھیں کہنے لگیں کہ عمر ہم کو اس وجہ سے مار رہے ہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ کان کھول کر سن لو کہ تم مار مار کر ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ نکال لو یہ ہو سکتا ہے،

لیکن ہمارے دل سے ایمان نکال لو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور آپ کی بہن نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بے شک ہم لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ تجھ سے جو ہو سکے تو کر لے بہن کے جواب اور ان کو خون سے تر بتر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ آپ نے فرمایا: اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تم لوگ پڑھ رہے تھے تا کہ میں بھی اس کو پڑھوں؟ آپ کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اس مقدس کتاب کو پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر چند اصرار کیا مگر وہ بغیر غسل کے دینے کو تیار نہ ہوئیں۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا پھر کتاب لے کر پڑھی۔ اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اس کو پڑھنا شروع کیا۔ جس وقت اس آیت کریمہ پر پہنچے: اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝ یعنی بے شک میں اللہ ہوں۔ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔ (پ: ۱۶، طٰہٰ: ۱۴) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ جس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے بات سن لی تو آپ باہر نکل آئے اور کہا کہ اے عمر! میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ کل جمعرات کی شب میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی کہ یا الٰہ العالمین! عمر اور ابوجہل میں جو تجھے محبوب و پیارا ہو اس سے اسلام کو قوت عطا فرما۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کی دعا تمہارے حق میں قبول ہو گئی۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا پہاڑی کے قریب حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ آپ کو ساتھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے چلے۔ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حضرت حمزہ، حضرت طلحہ اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حفاظت اور نگرانی کے لیے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا: عمر آ رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کی بھلائی منظور ہے تب تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے اور اگر ان کی نیت کچھ اور ہے تو اس وقت ان کا قتل کرنا بہت آسان ہے۔ اس درمیان میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان حالات کے بارے میں وحی نازل ہو چکی تھی، سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان سے باہر تشریف لا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دامن اور ان کی تلوار پکڑ لی اور فرمایا: اے عمر! کیا یہ فساد تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے جب تک کہ تم پر ذلت و رسوائی مسلط نہ ہو جائے؟ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اشھد ان لا الٰـہ الا اللہ وانك عبداللہ ورسولہ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس طرح اللہ کے محبوب پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں مقبول ہوئی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرضوان فرماتے ہیں:

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا دُلہن بن کے نکلی دُعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

## (ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں دو احادیث مبارکہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں دو احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

پہلی حدیث: سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔''

دوسری حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بلاشبہ نگاہ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ جن کے شیطان بھی اور انسان کے شیطان بھی دونوں میرے عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں۔

سوال نمبر 6: (الف) دورِ صدیقی میں جمعِ قرآن کے واقعہ کی تفصیل تحریر کریں؟

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوئی سی دو اولیات تحریر کریں؟

## جواب: (الف) دورِ صدیقی میں جمع قرآن کا واقعہ:

جس وقت جو آیت اترتی حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق اونٹ کی ہڈیوں پر، کھجوروں کے پتوں پر اور مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے تھے اور یہ چیزیں متفرق طور پر لوگوں کے پاس رہیں لیکن ان حضرات کو زیادہ اعتماد حافظے پر تھا۔ یعنی عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پورے قرآن کے حافظ تھے جیسا کہ آج حافظ ہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ تو یوں سمجھو کہ قرآن پاک کی ترتیب خود حضور علیہ السلام نے دے دی تھی۔ لیکن ایک جگہ کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا تھا۔ اس کی تین وجہیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ چونکہ صدہا حافظ اس کو اسی ترتیب سے یاد کر چکے تھے جو آج تک چلی آرہی ہے اور نماز میں پڑھنا فرض تھا۔ نماز کے علاوہ بھی صحابہ کرام برکت کے لیے اس کو کثرت اوقات پڑھتے ہی رہتے تھے۔ اس لیے اس کے ضائع ہونے کا کچھ اندیشہ نہ تھا اور دوسرے یہ کہ جہاد اور دیگر ضروریات زندگی کی وجہ سے اتنا موقعہ نہ مل سکا کہ اس کو ایک جگہ جمع کیا جاتا۔ تیسرے یہ کہ جب تک کہ پورا قرآن پاک نہ آجاتا۔ اس کو جمع کرنا غیر ممکن تھا کیونکہ ہر سورت کی کچھ آیات اتر چکی تھیں کچھ اترنے والی ہوتی تھیں حضور کی وفات سے کچھ روز پہلے نزول قرآن کی تکمیل ہوئی۔ غرضیکہ حضور علیہ السلام کی زندگی پاک میں قرآن کریم کتابی شکل میں ایک جگہ جمع نہ ہوسکا۔ البتہ مرتب ہوگیا اللہ کی شان ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں یعنی حضور علیہ السلام کی وفات ہی کے سال ملک یمامہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں سے صحابہ کرام کو سخت جنگ کرنی پڑی

اور اس جنگ میں تقریباً سات سو حافظ قرآن بھی شہید ہو گئے' تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ صدیقی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اگر اسی طرح حافظ اور قرآء شہید ہوتے رہے تو بہت جلد قرآن پاک ضائع ہو جائے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا جنہوں نے حضور علیہ السلام کے زمانہ میں وحی لکھنے کی خدمت انجام دی تھی اور اس کا نگران حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرار دیا کہ تم تمام جگہ سے قرآن پاک کی آیات جمع کر کے کتابی شکل میں تیار کرو۔ زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے تھے: آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام نے نہ کیا؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کام اچھا ہے۔ (نوٹ) اس بدعت حسنہ کا ثبوت ہوا۔ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے نہایت محنت اور جانفشانی سے ان تمام آیتوں کو یکجا جمع کیا جو کہ لوگوں کے سینوں، کھجور کے پتوں اور ہڈیوں میں لکھی ہوئی تھیں اور ترتیب وہی رہی جو حضور علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ یہ قرآن کا نسخہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیات میں ان کے پاس رہا۔ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ پھر ان کے بعد فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔

## (ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو اولیات:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو اولیات درج ذیل ہیں:

(i) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے۔

(ii) آپ نے سب سے پہلے قرآن کا نام مصحف رکھا۔

(iii) آپ ہی اپنے والد کی زندگی میں سب سے پہلے خلیفہ بنے۔



# امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

## پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

وقت: تین گھنٹے　　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

## حصہ اول...... قرآن مجید

سوال نمبر ۱:- درج ذیل اجزاء میں سے کوئی سے چھ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۶۰=۶×۱۰

(۱) ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ○ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ

(۲) لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

(۳) كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

(۴) يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○

(۵) اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(۶) وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

(۷) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ

(۸) مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ

(۹) اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا

يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ج اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

(۱۰) وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ج فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○

سوال نمبر 2:-کوئی سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟۱۰=۲×۵

نعف، اعينهم، الخوالف، رجسا، قاصدا، الشقة، الدين القيم، علية، كسادها، المؤتفكت

## حصہ دوم......اصول تفسیر

سوال نمبر 3:-درج ذیل میں سے صرف تین اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟۳۰=۳×۱۰

(الف) نزول قرآن کا مفہوم لکھ کر بتائیں قرآن کریم کا نزول کتنے طریقوں سے ہوا؟

(ب) قرآن کریم کی منسوخ آیات کے ذریعے قرآن میں تبدیلی ہونے کے اعتراض کا جواب کیسے دیا جائے گا؟

(ج) قرآن پاک کے فضائل وفوائد تحریر کریں؟

(د) حفاظت قرآن پر نوٹ لکھیں؟

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت سال 2022ء

## پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

## حصہ اول......قرآن مجید

سوال نمبر 1:-درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ○ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ج وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ج وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ج

(۲) لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

(۳) كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ط يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ

وَتَاْبٰی قُلُوْبُهُمْ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ

(۴) يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ

(۵) اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(۶) وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

(۷) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ

(۸) مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ

(۹) اَلَاۤ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

(۱۰) وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِیَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۚ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ

**جواب: اجزاء کا ترجمہ:**

آیت نمبر ۱: یہ تو تمہارے ساتھ معاملہ ہے اور اللہ کفار کی چالوں کو کمزور کرنے والا ہے۔ (آپ ان کافروں سے کہیے:) اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو لو فیصلہ تمہارے سامنے آچکا ہے۔ اور اگر تم (کفر اور شرک سے) باز آجاؤ تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے پھر یہی حرکت کی تو ہم پھر تمہیں سزا دیں گے۔

آیت نمبر ۲: تاکہ اللہ خبیث کو طیب سے الگ کر دے۔ اور سب خبیثوں کو اوپر تلے رکھے، پھر ان سب کا ڈھیر بنا دے پھر ان کو دوزخ میں ڈال دے، یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

آیت نمبر ۳: ان کا عہد کیسے معتبر ہو سکتا ہے کہ ان کا حال یہ ہے کہ جب وہ تم پر غالب ہوں تو وہ نہ تمہاری رشتہ داری کا خیال کریں گے اور نہ تم سے کیے ہوئے عہد کا پاس کریں گے۔ وہ تمہیں صرف اپنی زبانی باتوں سے خوش کرتے ہیں اور ان کے دل اس کے خلاف ہیں اور ان میں اکثر فاسق ہیں۔

آیت نمبر ۴: جس دن وہ (سونا اور چاندی) دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں، ان کے پہلوؤں اور ان کی پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے وہ (سونا اور چاندی) جس کو تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا۔ سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

آیت نمبر۵: بیشک جو خوشی سے صدقہ دینے والے مومنوں کو طعنہ دیتے ہیں اور ان کو جن کے پاس (صدقہ کے لیے) اپنی مزدوری کے سوا اور کچھ نہیں ہے، سو وہ ان کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اللہ ان کو ان کے مذاق اُڑانے کی سزا دے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

آیت نمبر۶: اور بعض منافقین نبی کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کانوں کے کچے ہیں آپ کہیے: وہ تمہاری بھلائی کے لیے ہر ایک کی بات سنتے ہیں، وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنین کی باتوں کی تصدیق کرتے ہیں اور تم میں سے ایمان والوں کے لیے رحمت ہے۔

آیت نمبر۷: یہ حکم اس لیے ہے کہ انہیں جب بھی اللہ کی راہ میں پیاس لگے گی یا کوئی تھکاوٹ ہوگی یا بھوک لگے گی اور وہ جب بھی کسی ایسی جگہ جائیں گے جس سے کفار غضب ناک ہوں۔

آیت نمبر۸: ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ گویا ان کے چہرے اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیئے گئے۔

آیت نمبر۹: سنو! وہ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تاکہ وہ اس سے چھپائیں۔ سنو! جس وقت وہ اپنے کپڑے اوڑھے ہوئے ہوتے ہیں (اس وقت بھی) وہ اس کو جانتا ہے جس کو وہ چھپاتے ہیں اور جس کو ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔

آیت نمبر۱۰: اور اگر اللہ لوگوں کو نقصان پہنچانے میں بھی اتنی جلدی کرتا جتنی جلدی وہ نفع کی طلب میں کرتے ہیں، تو انہیں موت آچکی ہوتی لیکن جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

سوال نمبر2:- درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

۱- نعف، ۲- اعینهم، ۳- الخوالف، ۴- رجسا، ۵- قاصدا، ۶- الشقة، ۷- الدين القيم، ۸- علية، ۹- کسادها، ۱۰- المؤتفكت

جواب: الفاظ کے معانی:

۱- ہم معاف کرتے ہیں، ۲- ان کی آنکھیں، ۳- پیچھے رہ جانے والی عورتیں، ۴- گندگی، ۵- آسان، ۶- مشقت کا راستہ، ۷- سیدھا دین، ۸- محتاجی/مفلسی، ۹- اس کا نقصان، ۱۰- اُلٹی ہوئی بستیاں۔

## حصہ دوم......اصول تفسیر

سوال نمبر3:- درج ذیل اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) نزول قرآن کا مفہوم لکھ کر بتائیں قرآن کریم کا نزول کتنے طریقوں سے ہوا؟

(ب) قرآن کریم کی منسوخ آیات کے ذریعے قرآن میں تبدیلی ہونے کے اعتراض کا جواب کیسے دیا جائے گا؟

(ج) قرآن پاک کے فضائل وفوائد تحریر کریں؟

(د) حفاظت قرآن پر نوٹ لکھیں؟

## جواب: (الف) نزول قرآن کا مفہوم وطریقے:

نزول کے معنی ہیں اوپر سے نیچے اترنا۔ پس کلام میں ایسی حرکت نہیں ہوسکتی۔ اس کے نزول کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں اسے کسی چیز پر لکھ کر منتقل کیا جائے یا کسی آدمی کے ذریعہ سے کوئی بات کہلا کر بھیج دی جائے یا کسی واسطے کے بغیر سننے والے سے براہ راست گفتگو کر لی جائے۔ پس قرآن کا نزول پہلے دو طریقوں سے ہوا ہے۔ یہ یکبارگی نازل نہیں ہوا بلکہ پہلے لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر اتارا گیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئس سال کے عرصہ میں ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا۔

## (ب) اعتراض کا جواب:

تحریف کے معنی ہیں کہ کلام کا مطلب ایسا بیان کیا جائے جو کلام کرنے والے کے مقصد کے خلاف ہو۔ یہاں تحریف سے مراد یہ ہے کہ صاحب کتاب کی غیر موجودگی میں اس کی کتاب میں کمی وبیشی کرنا لیکن اگر وہ خود ایسا کرے تو کوئی بے وقوف اور ناسمجھ آدمی اسے تحریف نہ کہے گا۔ جیسے ڈاکٹر کوئی نسخہ لکھ کر دے پھر مریض کی حالت کو دیکھتے ہوئے اس نسخہ میں کمی وبیشی کرے تو یہ ڈاکٹر کی قابلیت اور نسخہ مکمل ہونے کی دلیل ہے نہ کہ تحریف نسخہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ خود بھیجنے والے نے حالات کے موافق احکام بھیجے ہیں۔

## (ج) قرآن کے فضائل وفوائد:

انسان میں کیا طاقت ہے جو کلام خداوندی کے فضائل اور اس کے فوائد کو پورے طور پر بیان کر سکے، کلام کی عظمت کلام کرنے والے کی عظمت سے نمایاں ہوتی ہے۔ ایک بات فقیر بے نوا کے منہ سے نکلتی ہے اس کی طرف کوئی دھیان بھی نہیں دیتا، ایک بات کسی سلطان یا حکیم کے منہ سے نکلتی ہے تو اس کو دنیا سے شائع کیا جاتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں میں اس کی اشاعت ہوتی ہے۔ غرضیکہ کلام کی عظمت کا پتہ کلام والے کی عظمت سے لگتا ہے۔ اس قاعدہ کی بنا پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم ایسا معظم کلام ہے کہ اس کی مثل کوئی کلام نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ خالق کا کلام ہے اور بے مثل ہے۔ یہ مثل مشہور ہے: کلام الملك ملك الكلام یعنی بادشاہ کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ آج لوگوں نے اپنی بے علمی کی وجہ سے قرآن کریم کے فیوض وبرکات کو محدود سمجھ رکھا ہے، بعض لوگوں نے تو اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ

قرآن کریم فقط اس لیے آیا ہے کہ بیماری کے وقت بیمار پر پڑھ کر دم کرلو اور گھر میں برکت کے واسطے رکھ لو، جب کوئی مرنے لگے تو سورہ یٰسین شریف پڑھ کر دم کرلو اور بعد موت اس کو پڑھ کر ایصال ثواب کرلو۔

قرآن کریم کے فوائد کا احاطہ کسی زبان، کسی کا قلم، کسی کا دل اور دماغ ہرگز ہرگز نہیں کرسکتا، بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ عالم کی تمام روحانی، جسمانی، ظاہری اور باطنی ضرورتوں کو پورا فرمانے والا ہے۔ اگر ہم حدیث وفقہ کی روشنی میں قرآن کریم کے صحیح معنوں میں عامل بن جائیں تو ہم کو کبھی بھی کسی حاجت میں کسی قسم کی امداد نہ لینی پڑے۔ ہم اس کی دو طرح گفتگو کرتے ہیں: ایک عقلی، نقلی مسلمانوں کے لیے نقلی دلائل کے ہوتے ہوئے عقلی کی کوئی ضرورت نہیں لیکن زمانہ موجودہ میں روشنی کے دلدادوں کا اعتماد اپنی لولی لنگڑی عقل پر زیادہ ہے یعنی گلاب کی خوشبو کے مقابلہ میں گینڈے کی بدبو سے زیادہ مانوس ہو چکے ہیں۔ اس لیے اولاً ہم ان کی تواضع کے لیے عقلی فوائد بیان کر رہے ہیں: سخی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو فقیر کو بلا کر عطا کریں، دوسرے وہ جو فقیر کو گھر آ کر دیں۔ کنواں بلا کر دیتا ہے اور دریا آ کر دیتا ہے۔ سمندر بادل بنا کر عالم پر پانی دیتا ہے۔ کعبہ معظمہ بھی سخی ہے اور قرآن کریم بھی مگر فرق یہ ہے کہ کعبہ معظمہ کے پاس بھکاری جائیں اور جا کر فیض حاصل کریں جبکہ قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ مشرق ومغرب میں گھر گھر پہنچا اور اپنا فیض جا کر دیا اور لوگ جو بالکل ان پڑھ تھے ان کے لیے علماء مثل بادل بنا بنا کر اپنی رحمتوں کی بارش برسا دی۔

## (د) قرآن کریم کی حفاظت پر مضمون

قرآن کریم سے پہلے کئی کتابیں تھیں مثلاً تورات، انجیل اور زبور وغیرہ ایک خاص مدت تک اور خاص خاص اقوام کے لیے دنیا میں بھیجی گئیں، اس لیے ان کی حفاظت کا ذمہ حق تعالیٰ نے خود نہ لیا، جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ان انبیاء علیہم السلام کے وصال کے بعد وہ کتب قریب قریب ختم ہو گئیں، لیکن قرآن کریم تمام جہان کے لیے آیا اور ہمیشہ کے لیے آیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر:۹) ”ہم نے ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

اس کتاب کی حفاظت اس طرح ہوئی کہ کوئی شخص اس میں زبر، زیر کا فرق نہ کرسکا، اس کی حفاظت کا ذریعہ ہوا کہ قرآن فقط کاغذ تک محدود نہ رہا، بلکہ مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ کیا گیا۔ صحابہ کرام کے زمانہ کی حالت تو ہم سنی سنائی بیان کرسکتے ہیں، مگر اس زمانہ میں تو مشاہدہ ہو رہا ہے کہ اگر کسی چھوٹے سے گاؤں میں بھی کسی مجمع کے سامنے کوئی تلاوت کرنے والا ایک زیر، یا زبر کی بھی غلطی کرتا ہے، تو ہر چہار طرف سے صدائے احتجاج بلند ہو جاتی ہے کہ آپ نے کلام الٰہی غلط پڑھا ہے۔ اس وقت تو ہر علاقہ بلکہ ہر محلہ میں بلکہ تقریباً ہر دوسرے گھر حافظ قرآن موجود ہے۔

اس کی مثال یوں بھی بیان کی جاسکتی ہے کہ جب بچہ سکول میں داخل ہوتا ہے، تو چونکہ اسے ابھی کتاب سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہوتی، لہٰذا اس کے استاد چھوٹے چھوٹے قاعدے اور کتابیں، اسے استاد خرید کر دیتے ہیں، وہ بچہ کتابیں پڑھتا بھی جاتا ہے اور ضائع بھی کرتا ہے۔ جب بچہ قدرے ہوش سنبھالتا ہے، تو اب وہ بچہ کتابیں پھاڑتا نہیں لیکن ان پر لکھ لکھ کر خراب کرتا ہے۔ پھر جب وہ مزید سمجھدار ہو جاتا ہے اور اب وہ کتاب کی قدر و قیمت پہچانتا ہے، تو اب وہ کتاب کو جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ اس طرح دنیا سب سے پہلے خدائی کتابوں کو سنبھال کر نہ رکھ سکی، تو انہوں نے انہیں برباد کر دیا۔ پھر انہوں نے تورات، زبور اور انجیل میں بھی تبدیلی کر کے اسے غلط ملط بنا دیا۔ آخر میں قرآن کریم لایا گیا، لوگوں (امت محمدیہ) نے اس کو پہچانا، اس کی قدر و قیمت کو معلوم کیا، اس کی ضرورت و اہمیت کو جانا اور اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا۔ اس سلسلہ میں لاتعداد مدارس قائم ہوئے، جن میں خواتین و حضرات اپنے سینوں کو انوار قرآن کی روشنی سے منور کرتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

☆☆☆

# امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (الف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

## دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

## حصہ اول......حدیث شریف

سوال نمبر 1:-عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضى الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها ۔

(الف) ترجمہ کریں اور حدیث میں ذکر کردہ نفاق کی چاروں خصلتیں بیان کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) أتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن شببة متقاربون فأقمنا عنده عشرين ليلة وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم رحيما رفيقا فظن أنا قد اشتقنا أهلنا فسألنا عمن تركنا من أهلنا فأخبرنا ۔

ترجمہ کرکے وہ احکام بیان کریں جن کی حضور نے انہیں تلقین فرمائی؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 2:-عن أنس أن رسول الله كان يتنفس في الشراب ثلاثا ۔

عن أبي قتادة أن النبي نهى أن يتنفس في الإناء

(الف) ہر دو حدیث کا ترجمہ کرکے تطبیق دیں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) آداب طعام پر احادیثِ ریاض الصالحین کی روشنی میں مضمون لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:-عن معاذ بن انس رضى الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من ترك اللباس تواضعا لله وهو يقدر عليه دعاه الله يوم القيامة على رؤوس الخلائق حتى يخيره من اى حلل الايمان شاء يلبسها ۔

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) عن ابى هريرة رضى الله عنه قال ما اسفل من الكعبين من الازار ففى النار ۔

حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں نیز وعید مذکور کی وجہ تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

## حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4:- تدوین حدیث پر نوٹ لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 5:- درج ذیل اصطلاحات میں سے تین کی تعریف کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

معلق، متصل، مدرج، حسن لذاتہ

سوال نمبر 6:- کتب حدیث کی اقسام میں سے کوئی سی تین اقسام کی وضاحت کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

## دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

## حصہ اول......حدیث شریف

سوال نمبر 1:- عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها .

(الف) ترجمہ کریں اور حدیث میں ذکر کردہ نفاق کی چاروں خصلتیں بیان کریں؟

(ب) أتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن شببة متقاربون فأقمنا عنده عشرين ليلة و كان رسول الله صلى الله عليه وسلم رحيما رفيقا فظن أنا قد اشتقنا أهلنا فسألنا عمن تركنا من أهلنا فأخبرنا .

ترجمہ کر کے وہ احکام بیان کریں جن کی حضور نے انہیں تلقین فرمائی؟

**جواب: (الف) حدیث کا ترجمہ:**

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص کے اندر پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت موجود ہوتی ہے جب تک کہ اس خصلت کو وہ ترک نہ کرے۔

### نفاق کی چار خصلتیں:

کسی شخص میں نفاق کی خصلتیں یہ ہیں:

1-جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے۔

2-جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

3-جب عہد کرے تو اس کو توڑ دے۔

4-جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

### (ب) حدیث کا ترجمہ:

ہم آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اور ہم نوجوان ہم عمر تھے۔ پس ہم نے وہاں بیس دن قیام کیا۔ رسول اللہ بڑے رحم دل اور نرم مزاج تھے۔ پس انہوں نے خیال کیا کہ ہمیں اپنے گھر سے دوری مشقت میں ڈال رہی ہے۔ آپ نے ہم سے پوچھا: کیا چھوڑا تم نے گھر والوں کے لیے؟ پس ہم نے بتایا۔

### تلقین کردہ احکامات:

آپ نے ان لوگوں کو تین احکام کی تلقین فرمائی:

۱-نماز ادا کریں جب اس کا وقت ہو جائے۔

۲-نماز کے وقت کا اعلان کرنے کے لیے کوئی شخص اذان دے۔

۳-جو سب سے عمر رسیدہ ہو وہ تمہاری امامت کروائے۔

سوال نمبر2:-عن أنس أن رسول الله كان يتنفس في الشراب ثلاثا۔

عن أبي قتادة أن النبي نهى أن يتنفس في الإناء۔

(الف) ہر دو حدیث کا ترجمہ کر کے تطبیق دیں؟

(ب) آداب طعام پر احادیثِ ریاض الصالحین کی روشنی میں مضمون لکھیں؟

### جواب: (الف) ترجمہ احادیث مبارکہ:

۱-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پانی) پیتے ہوئے سانس لیا کرتے تھے تین مرتبہ۔

۲-حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ برتن میں سانس لیا جائے۔

## احادیث میں تطبیق:

پہلی روایت کا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیتے وقت برتن کو منہ مبارک سے الگ کر کے تین سانس لیا کرتے تھے۔ دوسری روایت میں برتن میں سانس لینے کی ممانعت ہے۔ اس طرح دونوں روایات میں تطبیق ثابت ہو جاتی ہے۔

برتن میں سانس لینا طبعی وطبی نقطہ نظر سے بھی منع ہے، کیونکہ سانس لیتے وقت منہ کا پانی میں تھوک شامل ہو جاتا ہے اور تھوک کے ذریعے جراثیم اس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر اسے نوش کرنے سے جراثیم پیٹ میں داخل ہو جاتے ہیں، جو انسان کے لیے مرض کا باعث بنتے ہیں۔

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سانس لیتے تو برتن کو منہ سے ہٹا لیتے تھے۔

## (ب) آداب طعام:

(۱) کھانے کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا۔

(۲) آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنا۔

(۳) دائیں ہاتھ سے کھانا۔

(۴) اپنے سامنے سے کھانا۔

(۵) کھانے سے نقص نہ نکالنا۔

(۶) ہر لقمہ پر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا۔

(۷) کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا۔

(۸) کھانے کے شروع میں پانی پینا۔

(۹) گرنے والے لقمہ کو اٹھا کر کھا لینا۔

(۱۰) ٹیک لگا کر نہ کھانا۔

(۱۱) برتن کو اچھی طرح صاف کرنا۔

(۱۲) درمیان سے کھانا نہ کھانا۔

(۱۳) کھانے کے آخر میں پانی نہ پینا وغیرہ۔

سوال نمبر 3:- عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا ۔

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَیْنِ مِنَ الْاَزَارِ فَفِی النَّارِ ۔
حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں نیز وعید مذکور کی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

حدیث کا ترجمہ: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع کی وجہ سے چھوڑ دے (قیمتی) لباس' حالانکہ وہ اسے پہن سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے یوم قیامت سب لوگوں کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ وہ پہن سکتا ہے جو حلہ چاہے۔

(ب) حرکات وسکنات: حرکات وسکنات اوپر لگا دی گئی ہیں۔

حدیث کا ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو گا وہ جہنم میں ہو گا۔

مذکورہ وعید کی وجہ: زمانہ جہالت میں لوگ غرور وتکبر کی وجہ سے اپنے تہبند کو نیچے لٹکاتے تھے، تاکہ لوگوں میں اپنی دھاک بٹھا سکیں۔ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

## حصہ دوم ..... اصول حدیث

سوال نمبر 4:- تدوین حدیث پر نوٹ لکھیں؟

جواب: تدوین حدیث پر نوٹ:

عام طور پر منکرین حدیث یہ کہتے ہیں کہ احادیث کی تدوین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اڑھائی سو سال بعد کی گئی ہے، اس لیے کتب احادیث قابل اعتبار نہیں ہیں، لیکن ان کا یہ قول سخت مغالطہ آفرینی پر مبنی ہے، کیونکہ احادیث رسول کی حفاظت اور کتابت کے سلسلہ میں عہد رسالت سے لے کر تبع تابعین تک پورے تسلسل اور تواتر سے کام ہوتا رہا اور اڑھائی سو سال کے اس طویل عرصہ میں کسی بھی وقت اس کام میں کا انقطاع نہیں ہوا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث کو قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا۔ امام بخاری اپنی "صحیح" میں روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل خطبہ دیا۔ یمن کے ایک شخص (ابو شاہ) نے آکر عرض کیا: "اُكْتُبْ لِی یارسول اللّٰه" یہ خطبہ مجھے لکھ دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا: "اكتبوا لابی فلان" اس شخص کو یہ خطبہ لکھ دو۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو احادیث لکھنے کی عام اجازت تھی۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے احادیث لکھنے کا تذکرہ کیا ہے، فرماتے ہیں:

"مامن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احد اکثر حدیثا عنہ منی الاما کان من عبداللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب ۔"

مذکورہ بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ رسالت سے لے کر تبع تابعین تک ہر دور میں احادیث کو قلم بند کیا جاتا رہا اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک ہر طرح سے حدیث کی حفاظت کی جاتی رہی۔ نیز ہر دور میں لوگوں نے اپنے زمانہ کے مخصوص تقاضوں اور تصنیف و تالیف کے رجحانات کو سامنے رکھ کر احادیث کی تدوین کی۔

سوال نمبر 5:- درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟
۱-معلق، ۲-متصل، ۳-مدرج، ۴-حسن لذاتہ

جواب: اصطلاحات کی تعریف:

معلق: وہ حدیث جس کی سند کے ابتداء سے راویوں کو حذف کر دیا جائے خواہ یہ حذف بعض کا ہو یا کل کا۔

متصل: وہ حدیث جس کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

مدرج: وہ حدیث جس کے متن میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

حسن لذاتہ: وہ حدیث جس میں کمال ضبط کے علاوہ صحیح لذاتہ کی تمام صفات پائی جائیں اور یہ کمی تعدد طرق سے بھی پوری نہ ہو۔

سوال نمبر 6:- کتب حدیث کی اقسام میں سے کوئی سی تین اقسام کی وضاحت کریں؟

اقسام کتب حدیث:

صحیح: جس کتاب کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ جمع کرنے کا التزام کیا ہو مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم۔

جامع: جس کتاب میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث جمع کی جائیں: سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط اور مناقب وغیرہ۔

سنن: جس کتاب میں فقہی ابواب کی ترتیب سے احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ وغیرہ۔



# امتحان سالانہ الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (الف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

## تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوالات حل کریں۔

## حصہ اول......فقہ

سوال نمبر ۱: وسنن الطهارة غسل اليدين ثلاثا قبل ادخالهما الاناء اذا استيقظ المتوضي من نومه وتسمية الله تعالٰى فى ابتداء الوضوء والسواك والمضمضة والاستنشاق ومسح الاذنين وتخليل اللحية والاصابع وتكرار الغسل الى الثلث.

(الف) عبارتِ مذکورہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) وضو کے فرائض تحریر کرتے ہوئے مسح کی فرض مقدار کے متعلق حدیث شریف لکھ کر ترجمہ کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:-أقل الحيض ثلثة أيام ولياليها ومانقص من ذلك فليس بحيض وهو استحاضة وأكثره عشرة أيام.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز حیض کی حالت میں عورت پر ممنوعہ پانچ امور تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) حیض، استحاضہ اور نفاس کی تعریف کریں؟ ۱۰

سوال نمبر3:-يجب على المصلى أن يقدم الطهارة من الأحداث والأنجاس على ماقدمناه ويستر عورته.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز مرد وعورت کے لیے بدن کا جو حصہ چھپانا فرض ہے تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) نماز کے اوقات مکروہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

## حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر 4:- (الف) اصول شریعت و فقہ کی تعداد اور نام لکھیں نیز ان کی وجہ حصر تحریر کریں؟ ۱۵=۸+۷

(ب) کتاب اللہ کی تعریف کریں؟ ۵

سوال نمبر 5:- (الف) وحی جلی اور خفی کے درمیان فرق کو بیان کریں؟ ۱۰

(ب) خاص اور عام کی تعریف لکھیں؟ ۱۰=۵+۵

سوال نمبر 6:- (الف) خاص کا حکم بمع مثال لکھیں نیز خاص کی چار اقسام کے نام تحریر کریں؟ ۱۰=۵+۵

(ب) امر اور التم اس کی تعریف بمع امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰=۵+۵

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

## تیسرا پرچہ: فقہ و اصول فقہ

## حصہ اول......فقہ

سوال نمبر 1:- وَسُنَنُ الطَّهَارَةِ غَسْلُ الْيَدَيْنِ ثَلَاثًا قَبْلَ اِدْخَالِهِمَا الْاِنَاءَ اِذَا اسْتَيْقَظَ الْمُتَوَضِّئُ مِنْ نَوْمِهٖ وَتَسْمِيَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اِبْتِدَاءِ الْوُضُوْءِ وَالسِّوَاكُ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَمَسْحُ الْاُذُنَيْنِ وَتَخْلِيْلُ اللِّحْيَةِ وَالْاَصَابِعِ وَتَكْرَارُ الْغُسْلِ اِلَى الثَّلٰثِ

(الف) عبارتِ مذکورہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) وضو کے فرائض تحریر کرتے ہوئے مسح کی فرض مقدار کے متعلق حدیث شریف لکھ کر ترجمہ کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ عبارت: جب کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو، برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھونا مسنون ہے۔ وضوء کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا، مسواک کرنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، دونوں کانوں کا مسح کرنا، داڑھی کا خلال کرنا، انگلیوں کا خلال کرنا اور (ہر عضو کو) تین بار دھونا بھی مسنون ہے۔

## (ب) وضو کے فرائض:

وضو کے چار فرائض ہیں:

1- چہرے کا دھونا، 2- دونوں ہاتھوں کا دھونا، 3- دونوں پاؤں کا دھونا، 4- سر کا مسح کرنا

## مسح کی فرض مقدار سے متعلق حدیث شریف وترجمہ:

حدیث: عن المغيرة بن شعبة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم اتى سباطة قوم فبال وتوضأ ومسح على ناصيته وخفيه .

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم روڑی کے پاس تشریف لائے پس آپ نے وضو توڑا اور وضو کیا اور اپنی پیشانی اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔

☆ مسح کی فرض مقدار تین چوتھائی سر ہے۔

سوال نمبر 2: اقل الحيض ثلثة أيام ولياليها ومانقص من ذلك فليس بحيض وهو استحاضة وأكثره عشرة أيام .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز حیض کی حالت میں عورت پر ممنوعہ پانچ امور تحریر کریں؟

(ب) حیض، استحاضہ اور نفاس کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین رات ہے۔ اس سے کم خون بیماری کا ہے۔ اور حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔

## حالت حیض میں ممنوعہ امور:

(۱) نماز ادا کرنا، (۲) روزہ رکھنا، (۳) تلاوت قرآن کرنا، (۴) قرآن کریم کو بلا غلاف چھونا، (۵) مسجد میں داخل ہونا، (۶) بیت اللہ کا طواف کرنا، (۷) جماع کرنا، (۸) ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک عورت کے جسم سے لطف اندوز ہونا۔

## (ب) اصطلاحات کی تعریفات:

حیض: حیض وہ خون ہے جو بالغہ عورت کو ہر ماہ مخصوص مقام سے آتا ہے۔

استحاضہ: استحاضہ سے مراد بیماری کا خون ہے، اس کی قلت وکثرت کی کوئی مدت نہیں ہے۔ جو خون تین ایام سے کم آکر ختم ہو جائے یا دس ایام حیض کے بعد آئے، وہ استحاضہ کا ہے۔ ان ایام میں نماز اور روزوں کی ادائیگی حسب معمول عورت پر بروقت لازم وفرض ہوگی۔

نفاس: نفاس وہ خون ہے جو بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کو مخصوص مقام سے آتا ہے۔

سوال نمبر3:-یجب علی المصلی أن یقدم الطهارة من الأحداث والأنجاس علی ماقدمناه ویستر عورته.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز مرد وعورت کے لیے بدن کا جو حصہ چھپانا فرض ہے تحریر کریں؟

(ب) نماز کے اوقات مکروہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: واجب ہے نمازی پر کہ وہ پہلے ناپاکیوں اور نجاستوں کو طہارت سے دور کرے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور اپنے مخصوص ستر کو چھپائے۔

بدن کا جو حصہ چھپانا فرض ہے:

مرد کے لیے: ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے تک۔ یہی حکم کنیز کے لیے ہے۔

عورت کے لیے: مکمل بدن سوائے چہرہ، دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے۔

(ب) نماز کے مکروہ اوقات:

☆ سورج کے نکلتے، ڈوبتے اور زوال کے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔

☆ لیکن اگر اس دن نماز عصر نہیں پڑھی تو سورج ڈوبتے وقت پڑھ لے اگرچہ تاخیر سخت گناہ ہے۔

## حصہ دوم ...... اصول فقہ

سوال نمبر4:-(الف) اصول شریعت وفقہ کی تعداد اور نام لکھیں اور ان کی وجہ حصر تحریر کریں؟

(ب) کتاب اللہ کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) اصول فقہ کی تعداد، نام اور وجہ حصر:

تعداد: اصول فقہ کی کل تعداد چار ہے:

نام: (۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول، (۳) اجماع امت، (۴) قیاس۔

وجہ حصر: جس دلیل سے مسئلہ ثابت کیا جا رہا ہے، وہ وحی ہوگا یا غیر وحی، اگر وحی ہے، تو وہ وحی جلی ہے، یا وحی خفی، اگر وحی جلی ہے تو کتاب اللہ اور وحی خفی ہے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر وہ دلیل غیر وحی ہے تو تمام کا اس پر اتفاق ہے، تو اجماع ورنہ قیاس۔

(ب) کتاب اللہ کی تعریف:

وہ مقدس الفاظ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیے گئے، ہم تک نقل متواتر کے ساتھ پہنچے اور اس کی تلاوت بطور عبادت کی جاتی ہے۔

اس بات پر تمام کا اتفاق ہے کہ قرآن نہ تو فقط معانی کا نام ہے اور نہ الفاظ کا بلکہ دونوں کے مجموعے کا نام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر واضح فرمایا ہے کہ قرآن عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 5:-(الف) وحی جلی اور خفی کے درمیان فرق کو بیان کریں؟

(ب) خاص اور عام کی تعریف لکھیں؟

جواب: (الف) وحی جلی وخفی میں فرق:

| نمبر شمار | وحی جلی | وحی خفی |
|---|---|---|
| -1 | اسے بے وضو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ | اسے بے وضو چھو سکتے ہیں۔ |
| -2 | اس کا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ | اس کو یہ مقام حاصل نہیں۔ |
| -3 | نماز میں اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ | نماز میں اس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ |
| -4 | یہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید ہے۔ | یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم |

(ب) خاص: جس لفظ کی وضع معین چیز کے لیے ہو جیسے قرآن، علم۔

عام: جس لفظ کی وضع غیر معین چیز کے مجموعے کے لیے ہو جیسے رِجَالٌ۔

سوال نمبر 6:-(الف) خاص کا حکم بمع مثال لکھیں نیز خاص کی چار اقسام کے نام تحریر کریں؟

(ب) امر اور التمس اس کی تعریف بمع امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) خاص کا حکم:

یہ معنیٰ پر یقینی وقطعی طور پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا اس پر اعتقاد وعمل لازم وواجب ہے اور اس کا انکار کفر ہے یعنی اس کا حکم قطعی ہے۔ اگر کسی دلیل کی وجہ سے اس میں کسی دوسرے معنیٰ کا بھی احتمال ہو، تو پھر اس پر عمل واجب اور اس کا منکر فاسق ہوگا۔ مثلاً اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ میں لفظ اَقِیْمُوْا خاص ہے۔

خاص کی اقسام: خاص کی چار اقسام ہیں:

(i) خاص فردی، (ii) خاص نوعی، (iii) خاص جنسی، (iv) خاص عددی۔

(ب) امر: اگر عالی کی طرف سے طلب ہو مثلاً: "اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ" ترجمہ: "تم اپنے رب کی عبادت کرو۔"

التماس: اگر مساوی کی طرف سے طلب ہو مثلاً دوست سے دوست کہے "اِشْرَبْ" (تو پانی پی)۔



# امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

## چوتھا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوال حل کریں۔

## حصہ اول ...... هداية النحو

سوال نمبر 1:- (الف) هداية النحو کی روشنی میں کلمہ کی اقسامِ ثلاثہ کی وجہ حصر لکھیں؟ ۱۵

(ب) اسم اور فعل کی تعریف مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

سوال نمبر 2:- (الف) غیر منصرف کی تعریف اور حکم لکھ کر اسباب منع صرف گنوائیں؟ ۱۵

(ب) درج ذیل میں سے دو اسباب منع صرف کی شرائط مع امثلہ بیان کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

تانیث، عجمہ، الف نون زائدتان

سوال نمبر 3:- (الف) مرفوعات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ غیر معرب اور مبنی کی تعریف و مثال لکھیں؟ ۲۰=۱۲+۸

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سی تین اصطلاحات کی تعریف و مثال لکھیں؟ ۱۵

مفعول مطلق، ترخیم، کلام، مبتداء کی قسم ثانی، تابع

## حصہ دوم ...... شرح مائة عامل

سوال نمبر 4:- (الف) لام کے معانی مثالوں سمیت تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) استدراک کا مفہوم واضح کریں؟ ۵

سوال نمبر 5:- (الف) تمنی اور ترجی کا فرق مثالوں سے واضح کریں؟ ۸

(ب) ماولا مشابه بليس کا فرق مثال سے بیان کریں؟ ۷

سوال نمبر 6:- کوئی سے تین جملوں کی ترکیب تحریر کریں؟ ۱۵=۳×۵

(ا) اشتريت الفرس بسرجه.

(۲) المال لزيد .

(۳) ولا تاكلوا أموالهم إلى أموالكم .

(۴) واللہ إن زيدا قائم .

(۵) وفي للظرفية وللاستعلاء .

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

## چوتھا پرچہ: نحو

## حصہ اوّل......هداية النحو

سوال نمبر 1:- (الف) هداية النحو کی روشنی میں کلمہ کی اقسامِ ثلاثہ کی وجہ حصر لکھیں؟

(ب) اسم اور فعل کی تعریف مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) کلمہ کی اقسامِ ثلاثہ کی وجہ حصر:

دیکھیں گے کہ کلمہ اپنے معنیٰ مستقل پر دلالت کرتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو حرف ہوگا اور اگر کرتا ہے تو پھر دیکھیں گے کہ وہ تین زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اسم ہوگا اور اگر ملا ہوا ہے تو فعل ہوگا۔

(ب) اسم کی تعریف:

اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنیٰ پر خود بخود دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے: رَجُلٌ، عِلْمٌ۔

وجہ تسمیہ:

لفظ اسم سَمُوٌّ سے بنا ہے جس کا معنیٰ بلندی ہے اور یہ فعل اور حرف سے بلند ہے، کیونکہ فعل اور حرف اسم کے محتاج ہوتے ہیں جبکہ اسم ان میں سے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ وہ اس طرح کہ حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ، فعل مسند ہوتا ہے مگر مسند الیہ نہیں ہوتا جبکہ اسم مسند ہوتا ہے اور مسند الیہ بھی ہوتا ہے۔

فعل کی تعریف:

وہ لفظ ہے جو خود بخود اپنا معنٰی بتائے اور تینوں زمانوں میں سے اس میں کوئی زمانہ پایا جائے جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ۔

**وجہ تسمیہ:**

اس کا نام اپنے اصل کی وجہ سے ہے اس کا اصل مصدر ہے اور مصدر حقیقتاً کسی فاعل کا فعل ہوتا ہے۔

سوال نمبر 2:-(الف) غیر منصرف کی تعریف اور حکم لکھ کر اسباب منع صرف گنوائیں؟

(ب) درج ذیل میں سے دو اسباب منع صرف کی شرائط مع امثلہ بیان کریں؟

تانیث، عجمہ، الف نون زائدتان

جواب: (الف) غیر منصرف: وہ اسم ہے، جس میں اسباب منع صرف میں سے دو پائے جائیں یا ایک پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو جیسے اَحْمَدُ۔

غیر منصرف کا حکم: اس پر جر ہمیشہ فتحہ کے ساتھ آتا ہے اور کسرہ اور تنوین نہیں آتی۔

**اسباب منع صرف**

اسباب منع صرف نو ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) عدل، (۲) وصف، (۳) تانیث، (۴) معرفہ، (۵) عجمہ، (۶) جمع، (۷) ترکیب، (۸) الف نون زائدتان، (۹) وزن فعل۔

**(ب) شرائط تانیث:**

تانیث بالتاء کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو جیسے طَلْحَۃُ۔ تانیث معنوی کی بھی یہی شرط ہے فرق صرف یہ ہے کہ تانیث بالتاء وجوبی جبکہ تانیث معنوی جوازی طور پر غیر منصرف کا سبب بنتی ہے۔

**شرائط عجمہ:**

اس کا مطلب ہے کہ عربی زبان کے علاوہ کسی بھی زبان میں علم ہو، اس کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط ہیں: (۱) عجمی زبان میں علم ہو۔ (۲) ثلاثی ہو تو متحرک الاوسط ہو جیسے: شَتَرَ یا زائد الثلاثی ہو جیسے: اِبْرَاھِیْمُ۔

**شرائط الف ونون زائدتان:**

الف ونون زائدتان: اگر الف ونون زائدتان اسم میں ہوں تو اس کے لیے شرط ہے کہ علم ہو جیسے: عِمْرَانُ وَ عُثْمَانُ۔ اگر وصف میں ہوں تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کی مؤنث فُعْلَانَۃٌ کے وزن پر نہ

ہو، چنانچہ سُکْرَانٌ غیر منصرف ہے، کیونکہ اس کی مؤنث فُعْلَانَةٌ کے وزن پر سُکْرَانَةٌ نہیں آتی۔

سوال نمبر 3:- (الف) مرفوعات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز معرب اور مبنی کی تعریف و مثال لکھیں؟

(ب) درج ذیل اصطلاحات کی تعریف و مثال لکھیں؟

مفعول مطلق، ترخیم، کلام، مبتداء کی قسم ثانی، تابع

**جواب: (الف) مرفوعات:**

مرفوعات، مرفوع کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ کلمہ ہے جو رفع کی حالت پر دلالت کرے۔ مرفوعات کی تعداد آٹھ ہے جو حسب ذیل ہیں:

(۱) فاعل، (۲) مفعول مالم یسم فاعلہ، (۳) مبتداء، (۴) خبر، (۵) خبر انَّ اور اس کے بھائیوں کی، (۶) اسم کان اور اس کے بھائیوں کا، (۷) اسم مَا وَلَا مُشَابِہ بِلَيْسَ، (۸) خبر لا جو نفی جنس کے لیے آتا ہے۔

**اسم معرب:**

اسم معرب وہ اسم ہے جو کسی دوسرے کلمہ سے مرکب ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو، اسے اسم متمکن بھی کہتے ہیں جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ میں زَيْدٌ معرب ہے، ترکیب کے بغیر زَيْدٌ معرب نہیں ہوگا۔

**اسم مبنی:**

وہ اسم ہے جو غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو یا مبنی الاصل کے مشابہ ہو، پہلی صورت میں یہ اسم بالفعل اور بالقوۃ معرب ہوتا ہے۔

**(ب) اصطلاحات کی تعریفات:**

مفعول مطلق: وہ مفعول ہے جو اپنے ماقبل فعل کا ہم معنیٰ ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

ترخیم: منادیٰ کے آخر سے ایک یا دو حروف کو تخفیف کی وجہ سے حذف کرنا منادیٰ کہلاتا ہے جیسے یَا مَالِكُ سے یَا مَالِ۔

کلام: وہ ہے جو دو کلمات سے مل کر بنے جس میں اسناد موجود ہو جیسے قَامَ زَيْدٌ، زَيْدٌ قَائِمٌ۔

مبتداء کی قسم ثانی: مبتداء کی قسم ثانی وہ اسم ہے جس سے پہلے ہمزہ استفہام یا مانافیہ پائی جائے۔ اس کے بعد صیغہ صفت ہو جو رفع دے اسم ظاہر کو جیسے أَقَائِمٌ زَيْدٌ۔

تابع: دوسرا اسم معرب اس کا اعراب ایک ہی جہت سے پہلے اسم کے مطابق ہوتا ہے جیسے جَاءَ زَيْدٌ

قَائِمٌ۔

## حصہ دوم......شرح مائة عامل

سوال نمبر 4:-(الف) لام کے معانی مثالوں سمیت تحریر کریں؟

(ب) استدراک کا مفہوم واضح کریں؟

### جواب: (الف) لام کے معانی اور ہر معنیٰ کی مثال:

لام پانچ معانی کے لیے آتی ہے، وہ معانی مع امثلہ حسب ذیل ہیں:

۱-اختصاص کے لیے جیسے: اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ (جل گھوڑے کے لیے ہے)

(۲) زیادت کے لیے جیسے رَدِفَ لَكُمْ (وہ تمہارے پیچھے سوار ہوا)

(۳) تعلیل کے لیے جیسے: جِئْتُكَ لِإِكْرَامِكَ (میں تمہارے اکرام کے لیے آیا)

(۴) قسم کے لیے جیسے لِلّٰهِ لَا يُؤَخَّرُ الْاَجَلُ (قسم بخدا! موت میں تاخیر نہیں ہوگی)

### (ب) استدراک:

اس کا لغوی معنیٰ "پالینا" اور لٰکن کے لیے ثابت ہے استدراک یعنی ایسے وہم کو دور کرنا جو پیدا ہو پچھلے کلام سے پیدا ہوا ہو جیسے غَابَ زَيْدٌ لٰكِنَّ بَكْرًا حَاضِرٌ۔

ہوسکتا ہے کہ زید اور بکر میں گہری دوستی ہونے کی وجہ سے وہ دونوں ہر جگہ اکٹھے موجود ہوں لیکن جب غَابَ زَيْدٌ کہا، تو اس سے سننے والے کو وہم ہوا کہ بکر بھی غائب ہوگا، کیونکہ دونوں ہر جگہ اکٹھے موجود ہوتے ہیں۔ وہم کو دور کرنے کے لیے مخاطب نے لٰكِنَّ بَكْرًا حَاضِرٌ کہا یعنی (زید غائب ہے لیکن بکر حاضر ہے)

سوال نمبر 5:-(الف) تمنی اور ترجی کا فرق مثالوں سے واضح کریں؟

(ب) مَا وَلَا مُشَابِهِ بِلَيْسَ کا فرق مثال سے بیان کریں؟

### جواب: (الف) تمنی و ترجی میں فرق:

تمنی کو ممکنات اور ممتنعات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ جبکہ ترجی کو صرف ممکنات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے لَعَلَّ الشَّبَابَ يَعُوْدُ۔

### (ب) مَا وَلَا مشابہ بلَيْسَ میں فرق:

مَا معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے اور یہ صرف حال کی نفی کرتا ہے۔ جیسے مَا زَيْدٌ قَائِمًا۔ جبکہ

''لا'' صرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے اور یہ مطلق نفی کے لیے آتا ہے جیسے لَا رَجُلٌ ظَرِيفًا۔

سوال نمبر 6:- درج ذیل جملوں کی ترکیب تحریر کریں؟

(۱) اشتريت الفرس بسرجه۔

(۲) المال لزيد۔

(۳) ولا تاكلوا أموالهم إلى أموالكم۔

(۴) والله إن زيدا قائم۔

(۵) وفي للظرفية وللاستعلاء۔

جواب: ترکیب:

1- اشتريت صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف اس میں تاء ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل الفرس مفعول بہ، ب حرف جار سرج مضاف ہ ضمیر مجرور متصل۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا۔ حرف جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو۔ اشتريت فعل کا فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

2- المال مبتداء ل حرف جار زيدٌ مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوا ثابت مقدر کا۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہوئی مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

3- و حرف عطف، لا تاكلوا صیغہ جمع مذکر حاضر فعل نہی، اموال مضاف، هم ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، الى حرف جار، اموال مضاف، كم ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو ہوا۔ لا تاكلوا فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

4- و حرف جار، الله اسم جلالت مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوا فعل مقدر اقسم کا۔ ان حرف شبہ بالفعل۔ زيدًا منصوب لفظا اسم قائم خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جواب قسم ہوا۔ قسم اپنے جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

5- و عطف، فی مرادا للفظ مبتداء، ل حرف جار، الظرفية مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف علیہ ہوا۔ و حرف عطف ل حرف جار الاستعلاء مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف ہوا۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف مستقر ہوا مستعملة مقدر کا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

# امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

## پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: حصہ اول کے دونوں سوال اور حصہ دوم سے کوئی دو سوال حل کریں۔

## حصہ اول......ادب عربی

سوال نمبر 1:- (الف) درج ذیل میں سے کسی ایک جز کا ترجمہ کریں؟ ۱۳

(۱) جمهورية باكستان الإسلاميه فى أحدى الدول الأسوية الكبرى وتحتل مكانة استراتيجية هامة جنوب آسيا أوشبه القارة وقد انفصلت عن الهند واستقلت فى سنة ۱۹۴۷ء وقد قامت باسم الإسلام على أساس ديمقراطى بعد انتخابات .

(۲) عن أبى ايوب الأنصارى رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال يلتقيان فيعرض هٰذا ويعرض هٰذا وخيرهما الذى يبدأ بالسلام .

(ب) درج ذیل میں سے صرف تین اشعار کا ترجمہ کریں؟ ۱۲=۴×۳

(۱) كن إلى الموت على حب الوطن ... من يخن أوطانه يوما يخن
(۲) وطن المرء حماه المفتدى ... يذكر المنة منه واليدا
(۳) قد عرفت الدار والأهل به ... كل حب شعبة من حبه
(۴) هو محبوبك باد محتجب ... يعرف الشوق له من يغترب

سوال نمبر 2:- (الف) درج ذیل میں سے تین سوالات کے عربی میں جوابات لکھیں؟ ۱۵=۳×۵

(۱) من أين أصدر الأفغانى مجلته العروة الوثقى؟

(۲) كم نكتة حكاها الأديب السعودى؟

(۳) من كان مؤسس باكستان وحاكمها الأول؟

(۴) ماهى أهم...... الصناعية لباكستان؟

(ب) درج ذیل الفاظ میں سے کوئی سے دو لفظ عربی جملوں میں استعمال کریں؟ ۱۰=۲×۵

نشأ، عضو، مناصب، رحیل

## حصہ دوم...... منطق

سوال نمبر 3:-(الف) تصور، تصدیق کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) اسم، کلمہ اور اداۃ کی تعریفات مثالوں کے ساتھ لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 4:-(الف) علم منطق کی تعریف اور وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) علم، متواطی اور مشکک کی تعریف کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5:-(الف) مشترک، منقول، حقیقت اور مجاز کی مثالوں کے ساتھ تعریف لکھیں؟ ۲۰

(ب) مرکب تام سے کیا مراد ہے؟ ۵

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

## پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

## حصہ اوّل...... ادب عربی

سوال نمبر 1:-(الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) جمهورية باكستان الإسلاميه فى أحدى الدول الأسوية الكبرى وتحتل مكانة استراتيجية هامة جنوب آسيا أوشبه القارة وقد انفصلت عن الهند واستقلت في سنة ۱۹۴۷ء وقد قامت باسم الإسلام على أساس ديمقراطى بعد انتخابات .

(۲) عن أبى ايوب الأنصارى رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا وخيرهما الذى يبدأ بالسلام .

جواب: (الف) اُردو ترجمہ عربی عبارات:

1- اسلامی جمہوریہ پاکستان ایشیاء کے بڑے بڑے ملکوں میں سے ایک ہے اور جنوبی ایشیاء دفاعی نقطہ نظر سے برصغیر میں اہم محل وقوع رکھتا ہے۔ یہ ہندوستان سے علیحدہ ہوا اور 1947ء میں قائم ہوا۔ یہ

انتخابات کے بعد اسلام کے نام پر قائم ہوا۔

2-حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جائز نہیں کسی آدمی کے لیے کہ وہ چھوڑے اپنے بھائی کو تین رات سے زیادہ ان دونوں کی ملاقات ہو تو ایک ادھر منہ کرلے اور دوسرا اُدھر۔ ان میں اچھا وہ ہے جو سلام کہنے میں پہل کرے۔

(ب) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں؟

(۱) كن إلى الموت على حب الوطن　　من يخن أوطانه يوما يخن

(۲) وطن المرء حماه المفتدى　　يذكر المنة منه واليدا

(۳) قد عرفت الدار والأهل به　　كل حب شعبة من حبه

(۴) هو محبوبك باد محتجب　　يعرف الشوق له من يغترب

**اشعار کا ترجمہ:**

1-(اے بہادر انسان!) تم مرتے دم تک وطن کی محبت پر قائم رہنا، جو آدمی (اپنے) وطن سے خیانت کرتا ہے، ایک دن اس سے بھی خیانت کی جاتی ہے۔

2-انسان کا وطن ایک ایسی چراگاہ ہے، جس کی حفاظت کے لیے قربانی دی جاتی ہے اور وہ اس وطن کے احسان اور مدد کو یاد رکھتا ہے۔

3-(اے میرے پیارے وطن!) تو نے اس میں رہنے والوں کو جان پہچان لیا ہے۔ (دراصل بات یہ ہے) کہ ہر محبت اس (وطن عزیز) کی محبت کا ہی ایک حصہ ہے۔

4-وہ اعلانیہ و پوشیدہ تیرا محبوب ہے۔ پردیسی اپنے وطن کی محبت اور شوق کو پہچان لیتا ہے۔

سوال نمبر 2:-(الف) درج ذیل سوالات کے عربی میں جوابات لکھیں؟

(۱) من أين أصدر الأفغاني مجلته العروة الوثقى؟

(۲) كم نكتة حكاها الأديب السعودى؟

(۳) من كان مؤسس باكستان وحاكمها الأول؟

(۴) ماهى أهم...... الصناعية لباكستان؟

(ب) درج ذیل الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں؟

نشأ، عضو، مناصب، رحيل

**جواب: (الف) عربی میں جوابات:**

۱- اصدر الافغاني مجلته "العروة الوثقى" من باريس۔

۲- حکی الادیب السعودی نکتین .

۳- القائد اعظم محمد علی جناح .

۴- من منتوجاتها الصناعية الاقمشة القطنية والسلكية والاحذية الجلدية والادوات الرياضية والجراحية .

(ب) عربی جملوں میں استعمال:

نشأ: السيد جمال الدين نشاء فی افغانستان .

عضو: الراس عضو الانسان .

مناصب: احتل عبدالقدير المناصب الجليلة .

رحيل: ماقابل زيد شيئا عند وقت رحيلة .

## حصہ دوم...... منطق

سوال نمبر3:- (الف) تصور تصدیق کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) اسم، کلمہ اور اداۃ کی تعریفات مثالوں کے ساتھ لکھیں؟

جواب: (الف) تصور: وہ علم جو بغیر حکم کے ہو جیسے مثال: زَیْدٌ۔

تصدیق: وہ علم ہے جو حکم کے ساتھ ہو جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ۔

(ب) اسم: وہ لفظ مفرد ہے جو مستقل معنی پر دلالت کرتا ہو اور اپنی ہیئت کے ساتھ کسی زمانہ (ماضی، حال، مستقبل) پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے زَیْدٌ۔

کلمہ: وہ لفظ مفرد ہے جو مستقل معنیٰ پر دلالت کرے اور تین زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کسی زمانہ پر دلالت کرتا ہو جیسے ضَرَبَ۔

اداۃ: وہ لفظ مفرد جو مستقل معنیٰ پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے مِنْ۔

سوال نمبر4:- (الف) علم منطق کی تعریف اور وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) علم، متواطی اور مشکک کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) علم منطق: ایسا قانونی آلہ ہے جس کی رعایت کرنے سے ذہن کو فکری غلطی سے بچایا جاتا ہے۔

علم منطق کی وجہ تسمیہ: منطق "نطق" سے مشتق ہے، نطق کی دو قسمیں ہیں: نطق ظاہری و نطق باطنی۔ چونکہ یہ علم ان دونوں میں تقویت دیتا ہے اس لیے اسے علم منطق کہتے ہیں۔

(ب)(۱) علم: وہ لفظ مفرد جس کا معنی ایک ہو اور معین و مشخص ہو جیسے زید، عمر، بکر۔
(۲) متواطی: وہ لفظ مفرد واحد المعنی ہے جس کا معنی معین و مشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق آتا ہو جیسے انسان کہ زید، عمر اور بکر وغیرہ پر برابر برابر صادق آتا ہے۔
(۳) مشکک: وہ لفظ مفرد واحد المعنی ہے جس کا معنی معین و مشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق نہ آتا ہو بلکہ اس کا صدق بعض پر اولیٰ، بعض پر غیر اولیٰ، بعض پر اشد بعض پر اضعف ہو جیسے سواد و بیاض۔

سوال نمبر 5:- (الف) مشترک، منقول، حقیقت اور مجاز کی مثالوں کے ساتھ تعریف لکھیں؟
(ب) مرکب تام سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) مشترک: وہ لفظ مفرد کثیر المعنیٰ جس کی وضع ابتداء تمام معانی کے لیے ہو جیسے لفظ عین جو آنکھ، چشمہ، سونا، گھٹنا وغیرہ کے معانی میں ہے۔
منقول: وہ لفظ مفرد کثیر المعنیٰ جس کی وضع ابتداً تمام معانی کے لیے ہو پھر پہلے معنی کو چھوڑ کر دوسرے معنیٰ میں استعمال ہونے لگے جیسے دَابَّةٌ۔
حقیقت: وہ لفظ مفرد ہے جو اپنے معنیٰ موضوع لَهٗ میں استعمال ہوتا ہو جیسے اَسَدٌ (حیوان مفترس)
مجاز: وہ لفظ مفرد ہے جو معنیٰ غیر موضوع لَهٗ میں استعمال ہو جیسے اَسَدٌ سے رَجُلٌ شُجَاعٌ (شجاع و بہادری کے لیے)

(ب) مرکب تام:
وہ مرکب جس پر سکوت صحیح ہو جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ۔

☆☆☆

# امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

## سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

## چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

### حصہ اول......سیرت

سوال نمبر 1:-(الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت رونما ہونے والے واقعات تحریر کریں؟۱۵

(ب) ہجرت نبوی کا واقعہ مختصر لکھیں؟۱۵

سوال نمبر 2:-(الف) مسجد نبوی کی تعمیر کس طرح ہوئی؟ سپرد قلم کریں؟۱۵

(ب) جنگ بدر کے حوالے سے مختصر نوٹ لکھیں؟۱۵

سوال نمبر 3:-(الف) وحی کی ابتداء کہاں اور کیسے ہوئی؟۱۵

(ب) اسلام سے پہلے عرب کے حالات کیا تھے؟۱۵

### حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4:-(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لقب صدیق کی وجوہات تحریر کریں؟۱۰

(ب) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے کس طرح مال خرچ کیا؟ تفصیلاً وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:-(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب فاروق کس طرح رکھا گیا؟۱۰

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کس طرح کی؟۱۰

سوال نمبر 6:-(الف) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حیاء کے حوالے سے ایک حدیث تحریر کریں؟۱۰

(ب) حدیث مبارکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا کیا حکم دیا گیا؟ تحریر کریں؟۱۰

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

## چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

### حصہ اول......سیرت

سوال نمبر 1:-(الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت رونما ہونے والے واقعات تحریر کریں؟

(ب) ہجرت نبوی کا واقعہ مختصر لکھیں؟

**جواب:(الف) وقت ولادت رونما ہونے والے واقعات:**

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت غیب سے عجیب وغریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ کی ولادت دنیا پر رحمت ہے۔ان کے نور سے حرم شریف کی زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آئے۔شیاطین پہلے آسمانوں پر چلے جاتے اور کاہنوں کو بعض مغیبات کی خبر دے دیتے تھے اور وہ لوگوں کو کچھ اپنی طرف سے ملا کر بتا دیا کرتے تھے۔اب آسمانوں میں ان کا آنا جانا بند کر دیا گیا اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی۔اس طرح وحی وغیر وحی میں غلط ملط ہو جانے کا اندیشہ جاتا رہا۔شہر مدائن میں محل کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔اس میں اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس خاندان اسلام کے قبضہ میں آجائے گا۔فارس کے آتش کدے ایسے سرد پڑ گئے کہ ہر چند ان میں آگ جلانے کی کوشش کی جاتی تھی مگر نہ جلتی تھی۔

**(ب) ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:**

قریش نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے اور مہاجرین مکہ کو اپنی حمایت وپناہ میں لے لیا ہے تو وہ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی وہاں چلے جائیں اور اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر حملہ آور ہوں۔تمام قبائل قریش کے سردار پسران حجاج، اُمیہ اور خلف دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے۔ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخ پارسا کی صورت بنائے دروازے پر آموجود ہوا، انہوں نے پوچھا: کون ہو تم؟ بولا: میں نجدیوں میں سے ایک شیخ ہوں، میں نے سن

لیا ہے کہ تم کس امر کے لیے جمع ہوئے ہو، اس لیے میں آ گیا تا کہ سنوں کہ تم کیا کہتے ہو اور مجھے تم سے اپنی رائے سے دریغ نہ ہوگا۔ وہ بولے بہت اچھا آئیے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ایک دشمن بولا: اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دو، کھانے پینے کے لیے کچھ نہ دو، خود ہلاک ہو جائے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے اچھی نہیں ہے، اگر قید کی خبر اس کے اصحاب کو پہنچ جائے گی، وہ حملہ کر کے اسے چھڑا لیں گے۔ دوسرا بولا: اسے جلاوطن کر دو، جہاں چاہے چلا جائے، ہمیں اس کا خوف نہ رہے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے بھی اچھی نہیں، تمہیں نہیں معلوم کہ اس کا کلام کتنا دلفریب اور شیریں ہے کہ وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے گا، اسے اپنے کلام سے تابع کر کے تم پر حملہ کرے گا۔ ابو جہل بولا: میرے ذہن میں ایک رائے ہے جواب تک کسی کو بھی نہیں سوجھی، انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ وہ بولا یہ کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں اور ہر جوان کے ہاتھ میں ایک تیز تلوار دے دیں، پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں۔ اس طرح جرم خون تمام قبائل پر ہوگا، اس طرح وہ تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتے، وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم انہیں آسانی سے خون بہا دے دیں گے۔ یہ سن کر نجدی بولا کہ یہی ٹھیک ہے، اس کے علاوہ کوئی رائے نہیں ہے۔ سب نے اسے مان لیا اور مجلس برخاست ہوئی۔ قرآن مجید میں اسی قصے کی طرف اشارہ ہے۔

ترجمہ: ''اور جس وقت کافر تیرے حق میں مشورہ کرتے ہیں کہ تجھ کو قید رکھیں یا جلاوطن کر دیں یا تجھ کو مار ڈالیں اور وہ بد سگالی کرتے ہیں اور اللہ تدبیر کرتا تھا اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔''

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت سورہ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے نکلے اور کسی کو دکھائی نہ دیئے۔ صبح کسی مخبر نے اطلاع دی کہ رسول اللہ تو تمہارے سروں میں خاک ڈال کر چلے گئے ہیں، جب کفار نے سروں پر ہاتھ پھیرا تو سب کے سروں میں خاک تھی۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور فرمایا: صبح لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آ جانا۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلے غار ثور میں تین دن قیام فرمایا۔ پھر وہاں سے قباء چلے گئے۔ وہاں پندرہ دن قیام فرما کر ایک مسجد تعمیر کی، جو اسلام کی پہلی مسجد تھی، جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔

سوال نمبر 2:-(الف) مسجد نبوی کی تعمیر کس طرح ہوئی؟ سپرد قلم کریں؟

(ب) جنگ بدر کے حوالے سے مختصر نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) مسجد نبوی کی تعمیر:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ جہاں بیٹھا تھا۔ وہ جگہ دو نجاری یتیموں (سہیل وسہل) کی تھی۔ جن

کے ولی حضرت اسعد بن زرارہ نجاری خزرجی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ اس زمین میں کھجوریں خشک کرنے کے لیے پھیلا دیا کرتے تھے۔ اس کے ایک حصہ میں حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے ایک مختصر جگہ بنائی ہوئی تھی، جس پر چھت نہ تھی۔ یہاں وہ نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ باقی زمین میں کھجور کے درخت اور مشرکوں کی قبریں اور گڑھے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں مسجد جامع بنانے کا ارادہ کیا۔ آپ نے ان یتیم بچوں کو بلا بھیجا اور ان سے قیمت پر زمین طلب کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم بلا قیمت آپ کی نذر کرتے ہیں۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اور قیمت دے کر خرید لی۔ تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ قبریں اکھڑوا کر ہڈیاں کسی دوسری جگہ دبا دی گئیں۔ درخت کاٹ دیے گئے اور گڑھے ہموار کر دیے گئے۔ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی کام کر رہے تھے۔ آپ اپنی چادر میں اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے اور یوں فرما رہے تھے:

هٰذا الحمال واحمال خيبر هٰذا ابر ربنا واطهر

اے ہمارے پروردگار! یہ اینٹیں خیبر کے تمر و زبیب سے زیادہ ثواب والی اور پاکیزہ ہیں۔

اور نیز فرما رہے تھے:

اللّٰهم ان الاجر اجر الاخره فارحم الانصار والمهاجره

خدایا! بیشک اجر صرف آخرت کا اجر ہے پس تو انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔

یہ مسجد نہایت سادہ تھی۔ بنیادیں تین ہاتھ تک پتھر کی تھیں۔ دیواریں کچی اینٹوں کی۔ چھت برگ خرما کی قد آدم سے کچھ اونچی اور ستون کھجور کے تھے۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا۔ تین دروازے تھے۔ ایک جانب کعبہ اور دو دائیں بائیں، جب قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف ہو گیا تو جانب کعبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا اور اس کے مقابل شمالی جانب میں نیا دروازہ بنا دیا گیا۔ چونکہ چھت پر مٹی کم تھی اور فرش خام تھا، اس لیے بارش میں کیچڑ ہو جایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ رات کو بارش بہت ہوئی۔ جو نمازی آتا کپڑے میں کنکریاں ساتھ لاتا اور اپنی جگہ پر بچھا لیتا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''یہ خوب ہے'' اور کنکروں کا فرش بنوا دیا۔

## (ب) واقعہ جنگ بدر:

سب سے پہلا غزوہ جو اسلام میں پیش آیا، وہ غزوۂ بدر تھا۔ اس کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ الانفال میں کیا گیا ہے، اس کو یوم فرقان بھی کہتے ہیں۔ اس کا سبب عمرو بن حضرمی کا قتل اور قریش کا شام کی طرف سے آنے والا تجارتی قافلہ تھا۔

یہ غزوہ 12 رمضان 2ھ کو پیش آیا۔ آپ کے ساتھ تین سو تیرہ مجاہدین، ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔

مہاجرین کی تعداد ساٹھ سے کچھ اوپر تھی باقی سب انصار مدینہ تھے۔ آٹھ صحابہ ان حضرات کے علاوہ تھے جو کسی نہ کسی مجبوری کی وجہ سے غزوہ میں شامل نہ ہو سکے، لیکن ان کو مال غنیمت سے پورا حصہ ملا۔ ان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جو ان کی اہلیہ تھیں) حضرت رقیہ کی تیمارداری کی وجہ سے غزوہ میں شامل نہ ہو سکے۔

ابوسفیان کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی اطلاع ملی تو اس نے ضمضم بن عمرو کو کفارِ مکہ کو خبر دینے کے لیے بھیجا۔ جب کفار کو خبر ملی تو وہ ایک ہزار کا لشکر لے کر نکلے۔ ادھر جب ابوسفیان مدینہ کے قریب پہنچا اور دیکھا کہ ابھی تک کوئی مدد کے لیے نہیں آیا، تو وہ پریشان ہو گیا۔ اسی پریشانی کے عالم میں وہ بدر جا پہنچا۔ اور مجدی بن عمرو سے پوچھا: اس نے کہیں رسول اللہ کے جاسوس دیکھے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، ہم نے کسی اجنبی کو نہیں دیکھا۔ ہاں مگر دو سوار کہہ کر اس عدی و بسبس کے مناخ کی طرف اشارہ کیا۔ ابوسفیان وہاں گیا اور اونٹوں کی مینگنیاں کو توڑا تو ان میں کھجور کی گٹھلیاں تھیں۔ یہ دیکھ کر کہنے لگا: وہ محمد کے جاسوس تھے۔ لہٰذا اس نے راستہ بدل لیا اور اونٹوں کا رخ ساحل کی طرف کر دیا۔

قافلے کو خطرے سے بچا کر اس نے قیس بن امرئ القیس کے ذریعے کفار مکہ کو اطلاع بھیجی کہ قافلہ کو بچا لیا گیا ہے، لہٰذا تم لوگ واپس چلے جاؤ۔ مگر ابوجہل نہ مانا اور کہنے لگا: ہم بدر سے کبھی واپس نہ جائیں گے اور تین دن وہاں عیش و عشرت سے گزاریں گے تاکہ عرب قبائل میں ہماری عظمت و ہیبت کا سکہ بیٹھ جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اطلاع ملنے پر جلد بدر پہنچے اور کنوئیں کے قریب والی زمین پر پڑاؤ ڈالا۔ یہ زمین ریتلی تھی۔ آپ نے میدان بدر کا جائزہ لینے کے دوران ہر کافر کے مرنے کی جگہ کی نشاندہی فرما دی، اللہ تعالیٰ سے خوب مناجات کیں۔ اللہ نے بارش اور فرشتوں کے ذریعے آپ کی مدد فرمائی۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور کفار تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود ذلیل و خوار ہوئے۔

سوال نمبر 3:-(الف) وحی کی ابتداء کہاں اور کیسے ہوئی؟

(ب) اسلام سے پہلے عرب کے حالات کیا تھے؟

## جواب: (الف) وحی کی ابتداء:

ابتداءِ وحی کا واقعہ اور نازل ہونے والی آیت مبارکہ: انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے تلامذہ اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں، خواہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اعلان نبوت چالیس سال کی عمر میں کرتے ہیں مگر قبل ازیں بھی اُس کی یاد اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی دستور کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ساتھ اشیاءِ خوردنی لے کر غار حراء میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن تک اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ ایک عرصہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ جب آپ کی عمر مبارک چالیس

سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں یادالٰہی میں مشغول تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہوئے۔انہوں نے آتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: پڑھیے۔آپ نے جواب دیا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔فرشتہ نے پھر کہا: پڑھیے: آپ نے پھر بھی پہلے والا جواب دیا۔اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو دو یا تین بار اپنے سینے کے ساتھ لگایا پھر عرض کیا: آپ پڑھیے۔ آپ نے پوری آیت پڑھ ڈالی۔

چونکہ یہ واقعہ اچانک اور پہلی بار پیش آیا تھا جس وجہ سے بتقاضائے بشریت آپ کے جسم اطہر پر کپکپی طاری ہوگئی' اور اسی حالت میں اپنے گھر تشریف لائے اور پوری صورتحال اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کردی اور ساتھ ہی فرمایا: مجھے کمبلی یا لحاف اڑھادو۔یہ پریشان کن صورتحال سامنے آنے پر حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن رہیں پروردگار عالم آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا' کیونکہ آپ اقرباء سے حسن سلوک کرتے ہیں' بے سہاروں کا سہارا بنتے ہیں' غریبوں اور یتیموں کی معاونت کرتے ہیں اور مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔اس کے بعد آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے چچازاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ جو آسمانی کتب کے عالم و ماہر تھے' کے پاس لے گئیں۔انہوں نے صورتحال سننے کے بعد کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہوں گے' کاش میں آپ کے اعلان نبوت تک زندہ رہتا۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی لے کر نازل ہوئے اور پہلی وحی یہ آیہ مبارکہ تھی: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ الخ۔

## (ب) اسلام سے پہلے عرب کے حالات:

عرب پہلے دین ابراہیمی کی پیروی کرتے تھے، مگر آہستہ آہستہ سوائے چند رسموں کے بالکل معدوم ہو گیا۔بت پرستی عام تھی۔لوگ بتوں کی پوجا کرتے، انہوں نے خانہ کعبہ میں (360) تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ان کے علاوہ درختوں، ستاروں، آگ، سورج اور چاند وغیرہ کی بھی پوجا کی جاتی تھی۔

دن رات شراب خوری، قمار بازی، زنا کاری اور قتل و غارت عام بات سمجھی جاتی تھی۔عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔کثرت ازدواج عام بات تھی۔دو سگی بہنوں کو نکاح میں لانا جائز تھا۔اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا، تو اسے اس کے ساتھ دفن کر دیا جاتا، یا بڑا بیٹا سوتیلی ماں کو میراث میں پا کر چاہتا تو خود اس سے نکاح کر لیتا، ورنہ کسی دوسرے بھائی یا رشتہ دار کو شادی کے لیے دے دیتا۔لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی

زندہ دفن کر دیا جاتا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر دیئے جاتے تھے۔

بتوں کو خوش کرنے کے لیے انسانوں کی قربانی دی جاتی۔ ان میں یہودی اور نصرانی بھی شامل تھے، جو اپنی تعلیمات کو فراموش کر چکے تھے۔ غرض یہودی اللہ کو مغلولۃ الید اور حضرت عزیر کو اس کا بیٹا مانتے تھے جبکہ نصرانیوں نے تین خدا بنا رکھے تھے۔ غرض قبل از اسلام انسانیت کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔

## حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4:-(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لقب صدّیق کی وجوہات تحریر کریں؟

(ب) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے کس طرح مال خرچ کیا؟ تفصیلاً وضاحت کریں؟

### جواب: (الف) لقب ''صدیق'' کا سبب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت ''صدیق'' کہلائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی، تو آپ نے اس کا لوگوں کے سامنے کیا تو وہ آپ کا مذاق اُڑانے لگے۔ ابوجہل دوڑتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: تمہارا دوست کہہ رہا ہے کہ اس نے راتوں رات آسمان کی سیر کی ہے اور بیت المقدس بھی گیا ہے، تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے جواب دیا: اگر وہ اس سے بھی بڑی کسی بات کی خبر دیتے تو میں اس کی بھی تصدیق کرتا (وہ سچ فرما رہے ہیں) پس اس دن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ''صدیق'' کا لقب عطا فرمایا اور آپ کو صدیق کہا جانے لگا۔ نیز آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا اور آپ کو جھوٹ سے نفرت تھی۔

### (ب) اسلام کے لیے مال خرچ کرنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہوئے، اور اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس ہزار درہم تھے۔ آپ نے یہ سارا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اسلام کے لیے خرچ کر دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے، تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے اور جب آپ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے آئے تو اس مال میں سے آپ کے پاس صرف پانچ ہزار باقی رہ گئے تھے۔ مکہ معظمہ میں آپ نے ۳۵ ہزار درہم مسلمان غلاموں کے آزاد کرانے اور اسلام کی مدد میں خرچ کر ڈالا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا اور حسن اتفاق سے اس موقع پر میرے پاس کافی مال تھا۔ میں

نے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضرت ابوبکر سے آگے بڑھ جانا کسی دن میرے لیے ممکن ہوگا تو وہ آج کا دن ہوگا۔ میں کافی مال خرچ کر کے آج ان سے سبقت لے جاؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو میں آدھا مال لے کر خدمت میں حاضر ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: ما ابقیت لاهلك ۔ یعنی اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کتنا چھوڑا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: آدھا مال ان کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کچھ ان کے پاس تھا سب لے آئے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ما ابقیت لاهلك یعنی اے ابوبکر! اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ فقال ابقیت لهم الله ورسوله یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ان کے لیے اللہ ورسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ میرے اور میرے اہل وعیال کے لیے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس　　　صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قلت لا اسبقه الی شیء ابدًا یعنی میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی چیز میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر میں کبھی سبقت نہیں لے جاسکوں گا۔

(مشکوٰۃ شریف، ص:۵۵۶)

سوال نمبر 5:-(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب فاروق کس طرح رکھا گیا؟

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کس طرح کی؟

## جواب:(الف) لقب "فاروق" کا ملنا/عطا ہونا:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے، تو مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے دارارقم میں اس قدر بلند آواز سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ پورا مکہ گونج اُٹھا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا: ہاں، اس پر انہوں نے عرض کیا: پھر یہ پوشیدگی اور پردہ کیوں؟ چنانچہ مسلمان دو صفوں میں بٹ کر نکلے۔ ایک صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر اسی حالت میں بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اعلانیہ طور پر نماز پڑھی۔ آپ کے قبول اسلام کی وجہ سے اسلام ظاہر ہوگیا تھا۔ حق وباطل کا فرق نمایاں وواضح ہوگیا۔ اسی بناء پر آپ نے انہیں "فاروق" کا لقب عطاء فرمایا یعنی حق وباطل میں فرق کرنے والا۔

## (ب) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت بے مثال ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی

اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص نے اعلانیہ ہجرت نہیں کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کی نیت سے نکلے تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی، کمان کندھے پر اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے، جہاں سارے اشراف قریش تھے۔ آپ نے اطمینان سے طواف کیا۔ پھر نہایت اطمینان سے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی، پھر اشراف قریش کی جماعت کے پاس آ کر ایک ایک شخص سے الگ الگ فرمایا: تم لوگوں کے چہرے بدشکل ہو کر بگڑ جائیں اور تمہارا ناس ہو۔ پھر فرمایا: جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد، اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ دیکھنا چاہتا ہے، وہ میرا مقابلہ کرے۔ اس للکار پر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے مقابلہ کرنے کی جرأت کرے، اس طرح آپ نے ہجرت فرمائی۔

سوال نمبر 6:- (الف) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حیاء کے حوالے سے ایک حدیث تحریر کریں؟

(ب) حدیث مبارکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا کیا حکم دیا گیا؟ تحریر کریں؟

## جواب (الف) حیائے عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے مکان میں لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کی ران یا پنڈلی سے کپڑا اٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ نے ان کو بلا لیا اور وہ اندر آ گئے۔ مگر حضور اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے، آپ نے ان کو بھی اندر بلا لیا مگر اسی طرح لیٹے رہے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست کیا۔ پھر حضرت عثمان کو اندر آنے کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ فرماتی ہیں کہ جب یہ حضرات چلے گئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: جب میرے والد آئے تو آپ بدستور لیٹے رہے اور حضرت عمر کے آنے پر بھی لیٹے رہے۔ لیکن جب حضرت عثمان آئے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست فرما لیا؟ فرمایا: اے عائشہ! کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

## (ب) حدیث مبارکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا حکم:

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق علی سے محبت نہیں کرتا اور مومن علی سے بغض و عداوت نہیں رکھتا۔ (ترمذی شریف)

حضرت علی کی یہ شان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے محبت نہ کرنے والے کو منافق قرار دے دیا۔ آپ سے بغض و عداوت رکھنے والے کو مومن نہ ہونے کا معیار بنایا۔

اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص نے اعلانیہ ہجرت نہیں کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کی نیت سے نکلے تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی، کمان کندھے پر اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے جہاں سارے اشراف قریش تھے۔ آپ نے اطمینان سے طواف کیا۔ پھر نہایت اطمینان سے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی، پھر اشراف قریش کی جماعت کے پاس آ کر ایک ایک شخص سے الگ الگ فرمایا: تم لوگوں کے چہرے بدشکل ہو کر بگڑ جائیں اور تمہارا ناس ہو۔ پھر فرمایا: جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد، اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ دیکھنا چاہتا ہے، وہ میرا مقابلہ کرے۔ اس للکار پر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے مقابلہ کرنے کی جرأت کرے، اس طرح آپ نے ہجرت فرمائی۔ 13

سوال نمبر 6:- (الف) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حیاء کے حوالے سے ایک حدیث تحریر کریں؟

(ب) حدیث مبارکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا کیا حکم دیا گیا؟ تحریر کریں؟

**جواب: (الف) حیائے عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک حدیث:**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے مکان میں لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کی ران یا پنڈلی سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ نے ان کو بلا لیا اور وہ اندر آ گئے۔ مگر حضور اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے آپ نے ان کو بھی اندر بلا لیا مگر اسی طرح لیٹے رہے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست کیا۔ پھر حضرت عثمان کو اندر آنے کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ فرماتی ہیں کہ جب یہ حضرات چلے گئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: جب میرے والد آئے تو آپ بدستور لیٹے رہے اور حضرت عمر کے آنے پر بھی لیٹے رہے لیکن جب حضرت عثمان آئے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست فرما لیا؟ فرمایا: اے عائشہ! کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

**(ب) حدیث مبارکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا حکم:**

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق علی سے محبت نہیں کرتا اور مومن علی سے بغض و عداوت نہیں رکھتا۔ (ترمذی شریف)

حضرت علی کی یہ شان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے محبت نہ کرنے والے کو منافق قرار دے دیا۔ آپ سے بغض و عداوت رکھنے والے کو مومن نہ ہونے کا معیار بنایا۔

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

## پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

### حصہ اوّل ...... قرآن مجید

سوال نمبر 1:- درج ذیل میں سے چھ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۶×۱۰=۶۰

(۱) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۝

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۝

(۳) اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَاۤءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝

(۴) اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

(۵) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰۤئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۝

(۶) مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰۤئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ۝

(۷) اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

(۸) وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۝

(٩) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ○ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ○

(١٠) الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ○ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ○

سوال نمبر 2:--کوئی سے دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟١٠

(١) اَلنَّضْرُ (٢) اَلصُّمُّ (٣) اَلْمَاكِرِيْنَ (٤) فِتْنَةٌ (٥) كُنُوْزٌ (٦) بَرَاءَةٌ (٧) سِقَايَةٌ (٨) يَصُدُّوْنَ (٩) كَارِهُوْنَ (١٠) لِقَاءَ (١١) اَلْخَائِنِيْنَ (١٢) حِجَارَةٌ (١٣) اَلْاَعْنَاقُ

## حصہ دوم......اصول تفسیر

سوال نمبر 3:--درج ذیل میں سے صرف تین اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟ ١٠×٣=٣٠

(الف) قرآن پاک کا نزول کتنی بار ہوا؟ نیز قرآن کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ہوا؟١٠

(ب) قرآن اور حدیث کا فرق واضح کریں؟١٠

(ج) تلاوت قرآن کے آداب سپرد قلم کریں؟١٠

(د) حفاظت قرآن مجید پر مضمون زینت قرطاس کریں؟١٠

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

## پہلا پرچہ: قرآن واصول تفسیر

### حصہ اول: قرآن مجید

سوال نمبر 1:- درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۝

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۝

(۳) اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝

(۴) اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝

(۵) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۝

(۶) مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ۝

(۷) اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

(۸) وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۝

(۹) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۝

(۱۰) الٓرٰ ۫ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ۝ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ۝

جواب: ترجمۃ الآیات المبارکہ:

(۱) بے شک ایمان والے وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جائیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔

(۲) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو قبول کرو جب وہ تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو زندگی بخشے اور جان لو کہ بے شک اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور بے شک اسی کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

(۳) جب منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے، کہتے تھے کہ یہ مومن اپنے دین پر مغرور ہیں اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھے پس بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(۴) اب تخفیف فرمائی اللہ نے تم سے اور وہ جانتا ہے کہ تم سے کچھ کمزور ہیں پس اگر ہوں تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے وہ دو سو پر غالب آئیں اور اگر تم میں سے ایک ہزار صبر کرنے والے ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(۵) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

(۶) مشرکین کے لائق نہیں کہ وہ اللہ کی مساجد کو آباد کریں اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے کر۔ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال اکارت ہیں اور وہ آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۷) بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے ہاں بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جس دن سے آسمان اور زمین اس نے پیدا فرمائے۔ ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ اور یہی سیدھا دین ہے۔"

(۸) اور نہیں تھے لوگ مگر ایک امت پھر مختلف ہوئے اور اگر تیرے رب کی طرف سے بات نہ ہو چکی ہوتی تو فیصلہ ہو گیا ہوتا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔"

(۹) اے لوگو! تحقیق آئی تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور شفاء اس کی جو تمہارے سینوں میں ہے۔ ہدایت اور رحمت مومنوں کے لیے، تم فرما دو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پس اسی پر چاہیے کہ وہ خوشی کریں؟ یہ بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

(۱۰) یہ کتاب ہے جس کی آیات حکمت سے بھری ہیں پھر حکمت والے خبر رکھنے والے کی طرف سے تفصیل کی گئی کہ تم نہ عبادت کرو مگر اللہ کی، بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔

سوال نمبر2:- درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱) اَلنَّصرُ (۲) اَلصُّمُّ (۳) اَلْمَاکِرِیْنَ (۴) فِتنَۃٌ (۵) کَفُوْرٌ (٦) بَرَاءَۃٌ (۷) سِقَایَۃٌ (۸) یَصُدُّوْنَ (۹) کَارِھُوْنَ (۱۰) لِقَاءَ (۱۱) اَلْخَائِنِیْنَ (۱۲) حِجَارَۃٌ (۱۳) اَلْاَعْنَاقُ

جواب:

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|---|---|
| اَلنَّصرُ | مدد | کَفُوْرٌ | ناشکری | کَارِھُوْنَ | ناپسند کرنے والے |
| اَلصُّمُّ | بہرہ | بَرَاءَۃٌ | بیزاری | لِقَاءَ | ملاقات |
| اَلْمَاکِرِیْنَ | مکر کرنیوالے | سِقَایَۃٌ | پانی پلانا | اَلْخَائِنِیْنَ | خیانت کرنے والے |
| فِتنَۃٌ | آزمائش | یَصُدُّوْنَ | وہ روکتے ہیں | حِجَارَۃٌ | پتھر |
| اَلْاَعْنَاقُ | گردنیں | | | | |

## حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال نمبر 3۔ درج ذیل اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) قرآن پاک کا نزول کتنی بار ہوا؟ نیز قرآن کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ہوا؟

(ب) قرآن اور حدیث کا فرق واضح کریں؟

(ج) تلاوت قرآن کے آداب سپرد قلم کریں؟

(د) حفاظت قرآن مجید پر مضمون زینت قرطاس کریں؟

### جوابات: (الف) نزول قرآن کی تعداد:

قرآن کریم کا نزول چند طریقوں سے اور چند بار ہوا۔ اول تو لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف نازل ہوا کہ یکبارگی ماہ رمضان کی لیلۃ القدر میں ہوا۔ اس کے متعلق قرآن فرماتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ) اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (القدر) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا بقدر ضرورت آتا رہا۔ احادیث سے ثابت ہے کہ رمضان میں حضرت جبرئیل آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر قرآن سنایا کرتے تھے۔ بعض آیات دو دو مرتبہ بھی نازل ہوئیں۔

### قرآن کا نزول آپ پر ہونے کا سبب:

بندوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے احکام کو مانیں لیکن یہ ماننا جب ضروری ہوگا، جب وہ احکام نبی کی پاک زبان سے ادا ہوں، حق تعالیٰ بلاواسطہ کسی غیر نبی سے کلام نہیں کرتا۔ اگر جبریل علیہ السلام

انسانی شکل میں آ کر لوگوں کو احکام سنا جاتے، تو کبھی ان پر عمل کرنا ضروری نہ ہوتا۔ اسی طرح کوئی غیر نبی خواب، یا الہام، یا غیبی آواز سے کسی حکم پر مطلع ہو جائے، تو اس کا ماننا شرعاً لازم نہ ہوگا، ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں سائل بن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ سے دریافت کیا: ایمان کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابات دیئے، وہ روانہ ہو گئے، تو آپ نے فرمایا: وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے، جو تمہیں دین کی باتیں سکھانے کے لیے آئے تھے۔ دیکھو اس موقع پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے خود ہی نہ کہہ دیا کہ اے صاحبو! میں جبریل ہوں، تمہیں فلاں فلاں حکم دیتا ہوں، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میری اطاعت ان پر واجب نہیں ہوگی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے وہ کلمات لوگوں کو سنوائے۔ آئمہ کرام کا قیاس بھی حق تعالیٰ کے فرمان یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مبنی ہوتا ہے، ہمارے ان کلام سے نتیجہ یہ برآمد ہوا:

اصل اصول بندگی اس تاجور کی ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

## (ب) قرآن وحدیث میں فرق:

قرآن وحدیث دونوں وحی الٰہی ہیں، دونوں کی اطاعت ضروری ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن کریم کی عبارت اور مضمون دونوں خدا کی طرف سے ہیں، گویا جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر قرآن سنایا، بالکل اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کاتبوں کو بیان کر دیا، انہیں لکھا دیا اور انہیں سمجھا دیا۔ حدیث میں یہ ہے کہ مضمون پروردگار کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ وعبارت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتی ہے۔ اب مضمون کا رب کی طرف سے ہونا، خواہ بطور الہام ہے، یا فرشتہ عرض کرتا ہے مگر تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ احکام قرآن، حدیث سے منسوخ ہو سکتے ہیں۔ دیکھیں غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا قرآن سے ثابت ہے، مگر حدیث میں اسے منسوخ قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (البقرہ:۱۲۹)

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔" اگر حدیث کو ماننا ضروری نہ ہوتا، تو آیت مبارکہ میں لفظ "الحکمة" استعمال نہ کیا جاتا۔

اگر قرآن کریم سے احکام ومسائل ہر شخص نکال لیا کرتا، تو اس کے سکھانے کے لیے پیغمبر کیوں بھیجے گئے؟ نیز جس طرح قرآن کریم کے ہوتے ہوئے، حدیث پاک سننے کی ضرورت ہے، حدیث کے ماننے سے قرآن کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا، اسی طرح قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے، ہم جیسوں کو فقہ کے

ماننے کی بھی ضرورت ہے اور فقہ کو ماننے سے بھی قرآن وحدیث کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا۔

تلاوت قرآن کرنے والا اطمینان کے ساتھ تلاوت کرتا ہوا جنت میں بڑھتا جائے گا جہاں اس کی تلاوت ختم ہوگی وہاں تک سب ملک اس کو دیا جائے گا۔ عربی کے مضامین پر غور کریں، رحمت کی آیات آئیں تو اظہار مسرت کریں، رحمت خداوندی کا سوال کریں، عذاب وسزا کی آیت آئے تو ڈرنے کی کیفیت پیدا کریں، نیز پناہ مانگنے کی کوشش کریں، تلاوت قرآن کے وقت خشوع وخضوع سے دل حاضر رہے، دل پر رقت طاری ہو جائے، آنکھوں میں آنسو آجائیں۔ اگر معانی ومفاہیم سمجھ نہ آتے ہوں تو تب بھی باقاعدگی کے ساتھ تلاوت قرآن کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے کہ اس سے لذت حاصل ہوگی اور یہ خیال کرے کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمائے تھے۔ تلاوت قرآن کے وقت باوضو ہونا چاہیے، کیونکہ طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے، گھر کی بجائے مسجد میں تلاوت کرنا افضل ہے، تلاوت کرتے وقت قبلہ رخ بیٹھا جائے تو نہایت باعث اجر ہے، خوشبو کا استعمال بھی مسنون ہے۔ تلاوت قرآن کا آغاز تعوذ وتسمیہ سے کیا جائے۔ دوران تلاوت ہر قسم کی بات سے احتراز کیا جائے۔

## (د) قرآن کریم کی حفاظت پر مضمون:

قرآن کریم سے پہلے کئی کتابیں تھیں مثلاً تورات، انجیل اور زبور وغیرہ ایک خاص مدت تک اور خاص خاص اقوام کے لیے دنیا میں بھیجی گئیں، اس لیے ان کی حفاظت کا ذمہ حق تعالیٰ نے خود نہ لیا، جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ان انبیاء علیہم السلام کے وصال کے بعد وہ کتب تحریف ہو کر ختم ہو گئیں، لیکن قرآن کریم تمام جہان کے لیے آیا اور ہمیشہ کے لیے آیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ (الحجر:۹) "ہم نے ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"

اس کتاب کی حفاظت اس طرح ہوئی کہ کوئی شخص اس میں زبر، زیر کا فرق نہ کر سکا، اس کی حفاظت کا ذریعہ ہوا کہ قرآن فقط کاغذ تک محدود نہ رہا، بلکہ مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ کیا گیا۔ صحابہ کرام کے زمانہ کی حالت تو ہم سنی سنائی بیان کر سکتے ہیں، مگر اس زمانہ میں تو مشاہدہ ہو رہا ہے کہ اگر کسی چھوٹے سے گاؤں میں بھی کسی مجمع کے سامنے کوئی تلاوت کرنے والا ایک زیر، یا زبر کی بھی غلطی کرتا ہے، تو ہر چہار طرف سے صدائے احتجاج بلند ہو جاتی ہے کہ آپ نے کلام الٰہی غلط پڑھا ہے۔ اس وقت تو ہر علاقہ بلکہ ہر محلہ میں بلکہ تقریباً ہر دوسرے گھر حافظ قرآن موجود ہے۔

اس کی مثال یوں بھی بیان کی جا سکتی ہے کہ جب بچہ سکول میں داخل ہوتا ہے، تو چونکہ اسے ابھی کتاب سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہوتی، لہٰذا اس کے استاد چھوٹے چھوٹے قاعدے اور کتابیں، اسے استاد خرید کر

دیتے ہیں، وہ بچہ کتابیں پڑھتا بھی جاتا ہے اور ضائع بھی کرتا ہے۔ جب بچہ قدرے ہوش سنبھالتا ہے، تو اب وہ بچہ کتابیں پھاڑتا نہیں لیکن ان پر لکھ لکھ کر خراب کرتا ہے۔ پھر جب وہ مزید سمجھدار ہو جاتا ہے اور اب وہ کتاب کی قدر و قیمت پہچانتا ہے، تو اب وہ کتاب کو جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ اس طرح دنیا سب سے پہلے خدائی کتابوں کو سنبھال کر نہ رکھ سکی، تو انہوں نے انہیں برباد کر دیا۔ پھر انہوں نے تورات، زبور اور انجیل میں بھی تبدیلی کر کے اسے غلط ملط بنا دیا۔ آخر میں قرآن کریم لایا گیا، لوگوں (امت محمدیہ) نے اس کو پہچانا، اس کی قدر و قیمت کو معلوم کیا، اس کی ضرورت واہمیت کو جانا اور اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا۔ اس سلسلہ میں لاتعداد مدارس قائم ہوئے، جن میں خواتین وحضرات اپنے سینوں کو انوار قرآن کی روشنی سے منور کرتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

☆☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

## دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

وقت: تین گھنٹے		کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوالات حل کریں۔

### حصہ اوّل......حدیث شریف

سوال نمبر 1:- (الف) درج ذیل اجزاء میں سے پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۵×۱۰=۵۰

(ب) درج ذیل احادیث میں سے صرف ایک حدیث شریف پر اعراب لگائیں؟ ۱۰

(۱) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها اذا اؤتمن خان واذا حدث كذب واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر .

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ .

(۳) عن ابن عباس رضى الله عنهما انه دفع مع النبى صلى الله عليه وسلم يوم عرفة فسمع النبى صلى الله عليه وسلم وراءه زجرا شديدا وضربا وصوتا للابل فاشار بسوطه اليهم وقال ايها الناس عليكم بالسكينة فان البر ليس بالايضاع .

(۴) عن ابى شريح رضى الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليكرم ضيفه جائزته قالوا وما جائزته يا رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال يومه وليلته والضيافة ثلاثه ايام فما كان وراء ذلك فهو صدقة عليه .

(۵) ان عبدالله بن عمر رضى الله عنهما كان يقول للرجل اذا اراد سفرا ادن منى حتى اودعك كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يودعنا فيقول استودع الله دينك وامانتك وخواتيم عملك .

(۶) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا ورجل يأكل فلم يسم الله حتى لم

یبق من طعامہ الا لقمة فلما رفعها الی فیہ قال بسم اللہ اولہ واخرہ فضحك النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال مازال الشیطن یأکل معہ فلما ذکر اسم اللہ استقاء مافی بطنہ .

(۷) دعا رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لطعام صنعہ لہ خامس خمسة فتبعهم رجل فلما بلغ الباب قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان هذا تبعنا فان شئت ان تاذن لہ وان شئت رجع قال بل اذن لہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .

(۸) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکل طعاما لعق اصابعہ الثلاث وقال اذا سقطت لقمة احدکم فلیأخذها ولیمط عنها الاذی ولیأکلها ولا یدعها للشیطن وامرنا ان نسلت القصعة وقال انکم لاتدرون فی ای طعامکم البرکة .

سوال نمبر2:- درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۵×۲=۱۰

الحائط، الجدول، الحدار، التراب، جزور، الجیش، الطریق، السفلی

## حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر3:- درج ذیل میں سے دو اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) حجت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) علم حدیث روایۃ اور علم حدیث درایۃ کی تعریف کریں نیز طبقات کتب حدیث میں سے کوئی ایک طبقہ سپرد قلم کریں؟ ۳×۵=۱۵

(ج) اقسام کتب حدیث میں سے کوئی سی تین اقسام کی وضاحت کریں؟ ۳×۵=۱۵

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

## دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

## حصہ اوّل......حدیث شریف

سوال نمبر1:- (الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(ب) درج ذیل احادیث میں سے صرف ایک حدیث شریف پر اعراب لگائیں؟

(۱) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلة منهن کانت فیہ خصلة من النفاق حتی یدعها اذا اؤتمن خان واذا

حدث كذب و اذا عاهد غدر و اذا خاصم فجر .

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ .

(۳) عن ابن عباس رضى الله عنهما انه دفع مع النبى صلى الله عليه وسلم يوم عرفة فسمع النبى صلى الله عليه وسلم وراء ه زجرا شديدا وضربا وصوتا للابل فاشار بسوطه اليهم وقال ايها الناس عليكم بالسكينة فان البر ليس بالايضاع .

(۴) عن ابى شريح رضى الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليكرم ضيفه جائزته قالوا وما جائزته يا رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال يومه وليلته والضيافة ثلاثه ايام فما كان وراء ذلك فهو صدقة عليه .

(۵) عن عبدالله بن عمر رضى الله عنهما كان يقول للرجل اذا اراد سفرا ادن منى حتى اودعك كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يودعنا فيقول استودع الله دينك وامانتك وخواتيم عملك .

(۶) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا ورجل يأكل فلم يسم الله حتى لم يبق من طعامه الالقمة فلما رفعها الى فيه قال بسم الله اوله واخره فضحك النبى صلى الله عليه وسلم ثم قال مازال الشيطن يأكل معه فلما ذكر اسم الله استقاء مافى بطنه .

(۷) دعا رجل النبى صلى الله عليه وسلم لطعام صنعه له خامس خمسة فتبعهم رجل فلما بلغ الباب قال النبى صلى الله عليه وسلم ان هذا تبعنا فان شئت ان تاذن له وان شئت رجع قال بل اذن له يا رسول الله صلى الله عليه وسلم .

(۸) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اكل طعاما لعق اصابعه الثلاث وقال اذا سقطت لقمة احدكم فليأخذها وليمط عنها الاذى وليأكلها ولا يدعها للشيطن وامرنا ان نسلت القصعة وقال انكم لاتدرون فى اى طعامكم البركة .

**جوابات: (الف) احادیث مبارکہ کا ترجمہ:**

۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں (درج ذیل) باتوں میں سے چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک بات پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جائے گی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب امانت رکھی جائے تو (اس میں) خیانت کرے، بات

کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جھگڑا کرے تو گالی گلوچ بکے۔

۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اتنے زور سے ہنستے نہیں دیکھا کہ منہ کا اندرونی حصہ نظر آئے آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔

۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں یوم عرفہ (کے دن) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آ رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سخت مارنے/جھڑکنے اور اونٹوں کا شور سنا تو اپنی چابک مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا: لوگو! اطمینان سے چلو سواریاں دوڑانے میں کوئی بھلائی نہیں۔

۴- حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کی اچھی طرح خاطر تواضع کرے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کب تک ہے؟ فرمایا: ایک دن اور ایک رات۔ ضیافت تین دن تک ہے اور اس کے بعد صدقہ ہے۔

۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس سے فرماتے: قریب آؤ کہ میں تمہیں الوداع کہوں/کروں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں الوداع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں تیرے دین، تیری امانت (جان) اور تیرے خاتمۂ اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

۶- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ایک شخص/آدمی (کھانا) کھا رہا تھا۔ پس اس نے بسم اللہ نہ پڑھی حتیٰ کہ ایک لقمہ باقی رہ گیا اس کے کھانے سے۔ جب وہ اسے منہ کی طرف لے جانے لگا تو کہا: ''بسم اللہ اوّلہ وآخرہ''۔ آپ مسکرانے لگے اور فرمایا: شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا۔ جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو اس کے (شیطان) پیٹ میں جو کچھ تھا سب کی قے کر دی۔

۷- ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر مدعو کیا۔ مدعوین میں آپ پانچویں فرد تھے۔ ایک شخص پیچھے ہولیا۔ جب دروازے پر پہنچے تو آپ نے (میزبان) سے فرمایا: یہ شخص ہمارے پیچھے آگیا ہے اگر تو چاہے تو اسے اجازت دے ورنہ یہ واپس لوٹ جائے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے اسے اجازت دی۔

۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا لیتے تو تینوں انگلیاں چاٹتے اور آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اسے اُٹھا لے اور گندگی وغیرہ دور کر کے کھا لے۔ شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ نیز آپ نے ہمیں پیالہ صاف کرنے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا: تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

(ب) اعراب: حدیث نمبر (5) پر اعراب سوالیہ حصہ میں ملاحظہ کریں؟

سوال نمبر 2:- درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

الحائط، الجدول، الجدار، التراب، جزور، الجیش، الطریق، السفلٰی

جواب:

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| اَلْحَائِطُ | باغ | اَلْجُدْوَلُ | چھوٹی نہر |
| اَلْجِدَارُ | دیوار | اَلتُّرَابُ | مٹی |
| جُزُوْرٌ | اونٹ کی قربانی | اَلْجَیْشُ | لشکر |
| اَلطَّرِیْقُ | راستہ | اَلسُّفْلٰی | نیچے کا |

## حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 3:- درج ذیل اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) حجت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟

(ب) علم حدیث روایۃ اور علم حدیث درایۃ کی تعریف کریں نیز طبقات کتب حدیث میں سے کوئی ایک طبقہ سپرد قلم کریں؟

(ج) اقسام کتب حدیث میں سے کوئی سی تین اقسام کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) حجیت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ:

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کی پیروی کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی طاعت کرو۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول تم کو جو چیز دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لیے رسول اکرم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور افعال کی اتباع قیامت تک مسلمانوں پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بعد کے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور افعال کا کس ذریعہ سے فائدہ ہوگا؟ وہ ذریعہ قرآن ہے اور اسوۂ حسنہ ہے جبکہ ہمیں اسوۂ رسول پر اطلاع صرف

احادیث سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہدایت تھی اس طرح ہمارے لیے آپ کی احادیث ہدایت ہیں۔ اگر احادیث رسول کو حضور کی دی ہوئی ہدایات اور آپ کے نمونہ کے لیے معتبر نہ مانا جائے' تو اللہ کی حجت بندوں پر تمام نہیں ہو گی۔ اس لیے ہمیں ہر کام میں حدیث کی حاجت پیش آتی ہے، اسی کو حجیت حدیث کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں بہت سے احکام ایسے ہیں جن کو بجالانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور ان کو ادا کرنے کا طریقہ ہمیں صرف اور صرف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مل سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں نماز، روزہ، حج وعمرہ ادا کرنے کے احکام ہیں۔ لیکن نماز کیسے پڑھنی ہے؟ اس کی رکعات کتنی ہیں؟ روزہ کے احکام کیا ہیں؟ حج وعمرہ ادا کرنے کا مکمل طریقہ کیا ہے؟ یہ سب جاننے کے لیے ہمیں احادیث کی ضرورت ہے، کیونکہ اگر ہم حدیث کو معتبر نہ مانیں تو ان تمام احکام پر عمل کرنا ہمارے لیے مشکل ہو جائے گا۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح معانی قرآن کے مبین ومعلم ہیں اسی طرح آپ بعض احکام کے شارع بھی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آپ کی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حلال اور حرام کیا ان کا تذکرہ قرآن میں موجود نہیں۔ ان کا ذکر صرف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ممکن ہے۔ حضور نے شکار کرنے والے پرندوں کو حرام قرار دیا اسی طرح دراز گوش اور حشرات الارض کو بھی۔ اس لیے ان احکام کا علم صرف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ممکن ہے۔ اگر احادیث کو حجت نہ مانا جائے' تو حلت وحرمت کے تمام احکام کے لیے شریعت اسلامیہ متکفل نہیں ہو گی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ فہم قرآن کے لیے احادیث نبویہ کو اگر معتبر مآخذ اور حجت نہ مانا جائے' تو قرآن کی بعض آیات ایک چیستان اور معمہ بن کر رہ جائیں گی۔

## (ب) علم حدیث روایۃ کی تعریف:

علم حدیث روایۃ اس علم حدیث کو کہتے ہیں جس کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، احوال اور اوصاف کی معرفت حاصل کی جاتی ہے۔

## علم حدیث درایۃ کی تعریف:

علم حدیث درایۃ اس علم حدیث کو کہتے ہیں جس سے راوی اور مروی عنہ کے حالات بہ حیثیت ردّ اور

قبول جان سکیں۔

**طبقہ کتب حدیث میں دوسرا طبقہ:**

یہ پہلے طبقہ کے قریب ہے اس کی اکثر کتابوں میں احادیث صحیح اور حسن ہیں اور بعض ضعیف روایات بھی آ گئی ہیں، لیکن ان کا ضعف بیان کر دیا گیا ہے جیسے جامع ترمذی، سنن نسائی اور ابوداؤد وغیرہ۔

**(ج) کتب حدیث کی اقسام:**

• کتب حدیث کی تین قسمیں یہ ہیں:

۱۔ سنن: وہ کتاب حدیث ہے جس میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن نسائی اور سنن ابی داؤد وغیرہ۔

۲۔ معجم: جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی وغیرہ۔

۳۔ مستدرک: جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو جمع کیا جائے جو کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے مستدرک علی الصحیحین۔

☆☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

## تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے　　　　　　　　　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں۔

### حصہ اوّل......فقہ

سوال نمبر1:-ویستحب للمتوضیء أن ینوی الطهارة ویستوعب رأسه بالمسح ویرتب الوضوء فیبدأ بما بدأ الله تعالیٰ بذکره وبالمیامن والتوالی ومسح الرقبة .

(الف) ترجمہ کریں نیز فرائض وضو تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) مختصر القدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر2:-ولیس فی شیء من الصلوٰة قرأة سورة بعینها لایجوز غیرها ویکره أن یتخذ قراء ة سورة بعینها للصلوٰة لایقرأ فیها غیرها .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) نماز میں کم از کم کتنی قرأت ضروری ہے؟ اس بارے میں امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا اختلاف تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر3:-ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنزل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الاستعمال زکوة .

(الف) ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ زکوۃ کس پر فرض ہے؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) مصارف زکوۃ تحریر کریں نیز بتائیں کہ سائمہ کسے کہتے ہیں؟ ۱۰+۵=۱۵

### حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر4:-(الف) اصول فقہ کتنے ہیں؟ نیز ان میں وجہ حصر تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) کتاب اللہ کی تعریف اور اس کی وضاحت تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر5:-(الف) امر کی تعریف لکھیں نیز اس کے دوسرے معانی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) قضا کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6:- (الف) مطلق اور مقید کی تعریفات تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) وحی جلی اور وحی خفی کے درمیان فرق تحریر کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

## تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

### حصہ اوّل: فقہ

سوال نمبر ۱:- ويستحب للمتوضىء أن ينوي الطهارة ويستوعب رأسه بالمسح ويرتب الوضوء فيبدأ بما بدأ الله تعالىٰ بذكره وبالميامن والتوالي ومسح الرقبة۔

(الف) ترجمہ کریں نیز فرائض وضو تحریر کریں؟

(ب) مختصر القدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں تحریر کریں؟

**جوابات: (الف) ترجمة العبارة:**

وضو کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ (طہارت) کی نیت کرے اور پورے سر کا مسح کرے، اسی ترتیب سے وضو کرے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے ہر عمل کو دائیں طرف سے شروع کرے اور گردن کا مسح کرے۔

**فرائض وضو:**

پس وضو میں جو چیزیں فرض ہیں وہ تین اعضاء (چہرہ، دو ہاتھ، دو پاؤں) کا دھونا اور سر کے چوتھائی حصہ کا مسح کرنا۔

**جواب: (ب) قدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں:**

قدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں حسب ذیل ہیں:

(۱) تسمیہ سے آغاز کرنا، (۲) نیت کرنا، (۳) دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونا، (۴) اگر جسم پر نجاست لگی ہو اسے دور کرنا، (۵) شرمگاہ کو دھونا، (۶) استنجاء کرنا، (۷) تمام جسم کو تین بار دھونا، (۸) سر کا مسح کرنا، (۹) اعضاء کو تین تین بار دھونا، (۱۰) پانی بہانے کے لیے سر سے شروع کرنا، (۱۱) پہلے پھر دائیں

کندھے پر پانی بہانا، (۱۲) پھر بائیں کندھے پر پانی بہانا، (۱۳) جسم کو اپنے ہاتھوں سے ملنا، (۱۴) مسلسل غسل کرنا۔

سوال نمبر2:-ولیس فی شیء من الصلوٰة قرأة سورة بعینها لایجوز غیرها ویکره ان یتخذ قراءة سورة بعینها للصلوٰة لایقرأ فیها غیرها ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) نماز میں کم از کم کتنی قرأت ضروری ہے؟ اس بارے میں امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا اختلاف تحریر کریں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اور نہیں ہے کسی نماز میں معین سورۃ کی قرأت اس نظریہ سے کرنا کہ اس سورۃ کے بغیر نماز جائز ہی نہیں اور یہ بھی مکروہ ہے کہ نماز کے لیے ایک سورۃ کی قرأت متعین کر دے کہ اس کے علاوہ دوسری نہ پڑھے گا۔

(ب) قرأت کی کم از کم مقدار میں اختلاف:

نماز میں قرأت کی کم از کم مقدار میں اختلاف آئمہ پایا جاتا ہے:

امام ابوحنیفہ کا مؤقف: امام اعظم کے نزدیک کم از کم اتنی قرأت سے نماز جائز ہو گی جس کو اسم قرآن شامل ہو۔

امام ابو یوسف و امام محمد کا مؤقف: ان کے نزدیک تلاوت کی کم از کم مقدار تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو۔ یا ایک لمبی آیت سے کم نہ ہو، ورنہ نماز جائز نہ ہو گی۔

سوال نمبر3:-ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنزل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الاستعمال زکوٰة ۔

(الف) ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

(ب) مصارف زکوٰۃ تحریر کریں نیز بتائیں کہ سائمہ کسے کہتے ہیں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ العبارۃ: اور نہیں ہے (زکوٰۃ) رہائشی گھروں، بدن کے کپڑوں، گھر کے سامان، سواری کے جانوروں، خدمت کرنے والے غلاموں اور استعمال کے اوزاروں پر۔

جن پر زکوٰۃ فرض ہے:

ہر مسلمان پر جو آزاد، عاقل اور بالغ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب نصاب بھی ہو۔

**(ب) مصارف زکوٰۃ:**

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں:

۱- فقراء، ۲- مساکین ۳- زکوٰۃ کے محکمہ میں کام کرنے والے ۴- گردن چھوڑانے کے لیے، ۵- مسافر، ۶- مقروض لوگ ۷- مؤلفۃ القلوب، ۸- اللہ کی راہ میں

سائمہ: ایسا چرنے والا جانور جو سال کے اکثر حصہ میں چرا ہو۔

## حصہ دوم...... اصول فقہ

**سوال نمبر 4:- (الف) اصول فقہ کتنے ہیں؟ نیز ان میں وجہ حصر تحریر کریں؟**

**(ب) کتاب اللہ کی تعریف اور اس کی وضاحت تحریر کریں؟**

**جواب: (الف) اصول فقہ کی تعداد اور ان کی وجہ حصر:**

اصولِ فقہ چار ہیں: (۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول، (۳) اجماع، (۴) قیاس۔

وجہ حصر: ان کی وجہ حصر یہ ہے کہ ان کے احکام وحی سے ثابت ہوں گے یا غیر وحی سے، پہلی صورت میں اگر وحی جلی ہو، تو وہ کتاب اللہ ہے اور اگر وحی خفی ہو، تو وہ سنت رسول ہے۔ اگر حکم شرعی غیر وحی سے ثابت ہو، تو پھر دیکھیں گے اگر اس پر کسی زمانے کے مجتہدین کا اتفاق ہوگا، تو وہ اجماع ہے اور اگر ان کا اتفاق نہ ہو، تو وہ قیاس ہوگا۔

**(ب) کتاب اللہ کی تعریف:**

وہ مقدس کتاب یا الفاظ جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہو، ہم تک نقل متواتر کے ذریعے پہنچا اور اس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

**مختصر وضاحت:**

**اللفظ:** یہ کلمہ بمنزل جنس ہے، مفرد و مرکب دونوں کو شامل ہے، کیونکہ احکام پر استدلال دونوں سے ہوتا ہے۔

**المنزل علی النبی:** اس قید سے جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل شدہ کتب، تعریف سے خارج ہو گئیں، مثلاً تورات، زبور، انجیل وغیرہ۔ اسی طرح دیگر انسانی کلام بھی اس سے خارج ہو گئے، کیونکہ وہ نازل شدہ نہیں ہیں۔

**المنقول عنہ بالتواتر:** نقل متواتر سے مراد یہ ہے کہ اسے ہر دور میں کثیر تعداد لوگوں نے نقل کیا ہو

جن کا جھوٹ پر جمع ہونا بطور عادت محال ہو۔
**المتعبد بتلاوته:** یعنی وہ کلام جس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔اس سے احادیث قدسیہ خارج ہو گئیں۔

سوال نمبر 5:-(الف) امر کی تعریف لکھیں نیز اس کے دوسرے معانی تحریر کریں؟
(ب) قضا کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں؟

## جواب:(الف) امر کی تعریف، حکم اور دیگر معانی:

**امر کی تعریف:** اگر عالی کی طرف سے طلب ہو، تو امر و حکم مثلاً اعبدوا ربکم (تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو)

**حکم:** امر سے مقصود کسی کام کو لازم کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اس کا حکم لزوم و وجوب ہے قولوا للناس حسناً (تم لوگوں سے بھلے طریقے سے بات کرو) قولوا قولاً سدیدًا (تم سیدھی بات کرو) تو اب اچھی اور احسن انداز میں لوگوں سے بات کرنا ہمارا فریضہ ہے۔

**دیگر معانی:** اگر کوئی قرینہ ہو، جو بتائے کہ یہاں امر لزوم کے لیے نہیں، تو پھر وہاں وجوب نہیں بلکہ دیگر پندرہ معانی میں سے کوئی معنی ہوگا۔

ا-**تادیب و تربیت:** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل مما یلیك (تم اپنے سامنے سے کھاؤ)

۲-**اہانت:** ذق انك انت العزیز الکریم تم چکھو، ہاں، ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے۔

۳-**دھمکی دینا:** فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر (تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے)

## قضاء کی اقسام:

قضاء کی دو قسمیں ہیں:

ا-**قضاء بمثل معقول:** یعنی مامور بہ کی ایسی مثال شرعاً اور عقلاً دونوں طرح اس کے ہم مثل ہو جیسے نماز کی مثل نماز۔

۲-**قضاء بمثل غیر معقول:** مامور بہ کی ایسی مثال بجالانا جو شرعاً تو اس کی مثل ہو لیکن عقلاً نہ ہو جیسے روزے کا بدل فدیہ۔

سوال نمبر 6:-(الف) مطلق اور مقید کی تعریفات تحریر کریں؟
(ب) وحی جلی اور وحی خفی کے درمیان فرق تحریر کریں؟

جواب: (الف) مطلق کی تعریف: کسی ذات پر دلالت کرنے والے لفظ کے ساتھ کسی صفت کا لحاظ کیا جائے، تو اسے مطلق کہتے ہیں۔

تعریف مقید: کسی ذات پر دلالت کرنے والے لفظ کے ساتھ اگر کسی وصف کا لحاظ کیا جائے، تو اسے مقید کہتے ہیں۔

(ب) وحی جلی و خفی میں فرق:

| نمبر شمار | وحی جلی | وحی خفی |
|---|---|---|
| 1- | اسے بے وضو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ | اسے بے وضو چھو سکتے ہیں۔ |
| 2- | اس کا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ | اس کو یہ مقام حاصل نہیں۔ |
| 3- | نماز میں اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ | نماز میں اس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ |
| 4- | یہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید ہے۔ | یہ حدیث رسول اللہ ﷺ ہے۔ |

☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

## چوتھا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں۔

### پہلا حصہ...... ہدایۃ النحو

سوال نمبر 1:- (الف) علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(ب) ہدایۃ النحو کی روشنی میں فعل کی تعریف اور علامات بیان کریں؟ ۵+۱۵=۲۰

سوال نمبر 2: اَلثَّالِثُ اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْفَتْحَةِ

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز اس عبارت میں کس قسم کا اعراب بیان کیا گیا ہے؟ ۵+۱۰+۵=۲۰

(ب) مندرجہ ذیل میں سے تین کی تعریفات تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(۱) فاعل (۲) مفعول لہ (۳) مبتدا

(۴) فاعل (۵) اعراب

سوال نمبر 3:- (الف) غیر منصرف کی تعریف، حکم اور اسباب منع صرف تحریر کریں؟ ۵+۵+۱۰=۲۰

(ب) مرفوعات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ۱۵

### حصہ دوم...... شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 4:- حروف جارہ میں سے حرف "ب" کے کوئی سے تین معانی مثالیں دے کر تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

سوال نمبر 5:- حروفِ مشبہ بالفعل کا عمل مع امثلہ تحریر کریں نیز تمنی اور ترجی کے مابین فرق بیان کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 6:- مندرجہ ذیل میں سے تین کی ترکیب تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(۱) کتبت بالقلم (۲) الحمد للہ (۳) ذھب اللہ بنورھم

(۴) مررت بزید (۵) أخذت من الدراهم

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

## چوتھا پرچہ: نحو

### پہلا حصہ......ہدایۃ النحو

سوال نمبر 1:-(الف) علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟

(ب) ہدایۃ النحو کی روشنی میں فعل کی تعریف اور علامات بیان کریں؟

**جواب: (الف) نحو کی تعریف، موضوع اور غرض:**

نحو کی تعریف: ایسے اصول کا جاننا ہے، جس کے ذریعے کلمات ثلاثہ کے آخری احوال اعراب و بناء کی حیثیت سے پہچانے جائیں اور ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ ملانے کا طریقہ بھی معلوم ہو۔

موضوع: کلمہ اور کلام۔

غرض وغایت: عربی زبان میں ذہن کو اعرابی غلطی سے بچانا۔

**(ب) فعل کی تعریف اور علامات:**

وہ لفظ ہے، جو خود بخود اپنا معنیٰ بتائے اور تینوں زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ پایا جائے۔

علامات فعل گیارہ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) مسند ہونا جیسے قام زید، (۲) شروع میں قد ہونا جیسے قد ضرب، (۳) شروع میں سوف ہونا جیسے سوف یضرب، (۴) شروع میں سین ہو جیسے سیضرب، (۵) شروع میں حرف جازم ہو جیسے لم یضرب، (۶) آخر میں ضمیر متصل ہو جیسے ضربت، (۷) آخر میں تائے تانیث ساکنہ ہو جیسے ضربت، (۸) آخر میں نون تاکید متصل ہو جیسے لاضربن، (۹) امر ہو جیسے اضرب، (۱۰) نہی ہو جیسے لاتضرب، (۱۱) ماضی اور مضارع کی گردان ہونا۔

سوال نمبر 2:-اَلثَّالِثُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْفَتْحَةِ

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز اس عبارت میں کس قسم کا اعراب بیان کیا گیا ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل میں سے تین کی تعریفات تحریر کریں؟

(۱) فاعل (۲) مفعول لہ (۳) مبتدا (۴) فاعل (۵) اعراب

جواب: (الف) اعراب وترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: ''اعراب کی تیسری قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ، نصب اور جر فتحہ کے ساتھ۔''

اعراب کی یہ قسم غیر منصرف کے ساتھ خاص ہے۔

## (ب) تعریفات:

فاعل کی تعریف: ہر وہ اسم جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کی طرف مسند ہو اس طرح کہ اس کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو۔

مفعول لہ کی تعریف: وہ اسم جس کی وجہ سے فعل مذکورہ واقع ہو۔

مبتداء کی تعریف: وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو۔

عامل کی تعریف: وہ شی ہے جس کی وجہ سے رفع، نصب اور جر آتا ہے۔

اعراب کی تعریف: وہ حرف یا حرکت ہے جس کے سبب معرب کا آخر بدلے۔

سوال نمبر 3:- (الف) غیر منصرف کی تعریف، حکم اور اسبابِ منع صرف تحریر کریں؟

(ب) مرفوعات کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: (الف) غیر منصرف: وہ اسم ہے، جس میں اسباب منع صرف میں سے دو پائے جائیں یا ایک پایا جائے، جو دو کے قائم مقام ہو جیسے اَحْمَدُ۔

غیر منصرف کا حکم: اس پر جر ہمیشہ فتحہ کے ساتھ آتا ہے اور کسرہ اور تنوین نہیں آتی۔

## اسباب منع صرف:

اسباب منع صرف نو ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) عدل، (۲) وصف، (۳) تانیث، (۴) معرفہ، (۵) عجمہ، (۶) جمع، (۷) ترکیب، (۸) الف نون زائدتان، (۹) وزن فعل۔

## (ب) اسمائے مرفوعات:

مرفوعات کی تعداد آٹھ ہے جو حسب ذیل ہیں:

(۱) فاعل، (۲) مفعول مالم یسم فاعلہ، (۳) مبتداء، (۴) خبر، (۵) خبر إنَّ اور اس کے بھائیوں کی، (۶) اسم کان اور اس کے بھائیوں کا، (۷) اسم مـا و لا مشبھتین بلیس، (۸) خبر لا جو نفی جنس کے

لیے آتا ہے۔

## حصہ دوم......شرح مائۃ عامل

سوال نمبر4:-حروف جارہ میں سے حرف "ب" کے کوئی سے تین معانی مثالیں دے کر تحریر کریں؟

**جواب: مصاحبت، تعلیل اور تعدیہ: باء کے معانی اور مثالیں:**

باء دس معانی کے لیے آتی ہے، ان میں سے تین معانی مع امثلہ حسب ذیل ہیں:

(۱) مصاحبت کے لیے جیسے: اشتریت الفرس بسرجه .

(۲) تعلیل کے لیے جیسے ارشاد ربانی ہے: انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل .

(۳) تعدیت کے لیے جیسے: ذهبت بزيد اى اذهبته .

سوال نمبر5:-حروفِ مشبہ بالفعل کا عمل مع امثلہ تحریر کریں نیز تمنی اور ترجی کے مابین فرق بیان کریں؟

**جواب: حروف مشبہ بالفعل کا عمل:**

حروف مشبہ بالفعل جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مبتداء کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع جیسے ان زیداً قائم .

**تمنی وترجی میں فرق:**

تمنی کو ممکنات اور ممتنعات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے لیت الشباب یعود جبکہ ترجی کو صرف ممکنات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے لعل الشباب یعود .

سوال نمبر6:-مندرجہ ذیل کی ترکیب تحریر کریں؟

(۱) کتبت بالقلم (۲) الحمد لله (۳) ذهب الله بنورهم (۴) مررت بزید

(۵) أخذت من الدراهم

**جواب: ترکیب نحوی:**

کتبت بالقلم: کتبت فعل وفاعل ب حرف جار القلم مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الحمد لله: الحمد مبتداء ل حرف جار الله مجرور۔ جار ومجرور مل کر ظرف مستقر ثابت مقدر کا۔ ثابت صیغہ اسم فاعل۔ اس میں ھو ضمیر پوشیدہ فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔

مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ذھب اللہ بنورھم: ذھب فعل اللہ فاعل ب جار نور مضاف ھم مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف سے لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مررت بزید: مررت فعل وفاعل۔ ب حرف جار زید مجرور جار اور مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اخذت من الدراھم: اخذت فعل وفاعل۔ من جار الدراھم مجرور۔ جار اور مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

## پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: حصہ اوّل کے تمام سوالات اور حصہ دوم سے دو سوالات حل کریں۔

### حصہ اوّل......عربی ادب

سوال نمبر 1:۔ (الف) درج ذیل میں سے کسی ایک جز کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۱۰

(۱) وكان أبوبكر رضى الله عنه قد بعث المثنى بن حارثة الشيبانى رضى الله عنه على جيش الى العراق فقدم العراق فقاتل وأغار على أهل فارس ونواحى السواد فقاتل حولا أونحوه ثم بعث أخاه مسعود بن حارثة الى أبى بكر رضى الله عنه يستمده .

(۲) عن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمؤمن على المؤمن ست خصال يعوده اذا مرض ويشهده اذا مات ويجيبه اذا دعاه ويسلم عليه اذا لقيه ويشمت اذا عطس وينصح له اذا غاب أو شهد .

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے تین اشعار کا ترجمہ کریں؟ ۳×۵=۱۵

(۱) كن الى الموت على حب الوطن　　من يخن أوطانه يوما يخن

(۲) وطن المرء حماه المفتدى　　يذكر المنة منه واليدا

(۳) سواى يهاب الموت أويرهب الردى　　وغيرى يهوى أن يعيش مخلدا

(۴) ولكننى لاأرهب الدهر ان سطا　　ولا أحذر الموت الزؤام اذا عدا

سوال نمبر 2:۔ (الف) درج ذیل میں سے تین سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(۱) لما ذا خرج الأفغانى من مسقط رأسه؟

(۲) من ينكت خلال الأزمات واللحظات الخطيرة؟

(۳) لماذا كتب أبوبكر رضى الله عنه الى خالد بن الوليد رضى الله عنه رسالة؟

(۴) ماهى المكانة التى تحتلها باكستان فى شبه القارة؟

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے دو جملوں کی عربی بنائیں۔ ۲×۵=۱۰

(۱) یہ چراغ تیرے ہاتھ آ گیا ہے۔

(۲) مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔

(۳) وہ نہانے کے لیے حمام میں داخل ہوا۔

## حصہ دوم...... منطق

سوال نمبر 3:-(الف) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟ ۳×۵=۱۵

(ب) مرکب تام کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں؟ ۲×۵=۱۰

سوال نمبر 4:-(الف) دلالتِ لفظیہ کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(ب) معرف و قول شارح اور دلیل و حجت کسے کہتے ہیں؟ ۲×۵=۱۰

سوال نمبر 5:-(الف) مندرجہ ذیل میں سے تین کی تعریفات تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(۱) اداۃ (۲) متواطی (۳) منقول (۴) لفظ مفرد

(ب) جزئی کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۲×۵=۱۰

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

## پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

## حصہ اوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1:-(الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۱) وكان أبوبكر رضي الله عنه قد بعث المثنى بن حارثة الشيباني رضي الله عنه على جيش الى العراق فقدم العراق فقاتل وأغار على أهل فارس ونواحي السواد فقاتل حولا أونحوه ثم بعث أخاه مسعود بن حارثة الى أبي بكر رضي الله عنه يستمده .

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمؤمن على المؤمن ست خصال يعوده اذا مرض ويشهده اذا مات ويجيبه اذا دعاه ويسلم عليه اذا لقيه ويشمت اذا عطس وينصح له اذا غاب أو شهد .

(ب) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں؟

(۱) کن الی الموت علی حب الوطن      من یخن أوطانه یوما یخن
(۲) وطن المرء حماه المفتدی      یذکر المنة منه والیدا
(۳) سوای یهاب الموت أویرهب الردی      وغیری یهوی ان یعیش مخلدا
(۴) ولکننی لاأرهب الدهر ان سطا      ولا أحذر الموت الزؤام اذا عدا

## جوابات: (الف) اجزاء کا ترجمہ:

۱- اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مثنی بن حارث شیبانی کو ایک لشکر دے کر عراق کی طرف بھیجا، پس وہ عراق آئے، لڑائی کی اور فارس اور اس کے نواحی علاقوں پر غارت گری کی اور پس ایک سال یا تقریباً اتنا عرصہ لڑتے رہے۔ پھر اس نے اپنے بھائی مسعود بن حارث کو امداد طلب کرنے کے لیے حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا۔

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مومن پر دوسرے مومن کے چھ حقوق ہیں: جب وہ بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے، جب مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو، جب اسے دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے، جب وہ اسے ملے تو اسے سلام کہے، جب وہ چھینکے تو اس کا جواب دے اور وہ موجود ہو یا نہ ہو اس کا خیر خواہ رہے۔

## (ب) اشعار کا ترجمہ:

۱- اے بہادر انسان! تم مرتے دم تک وطن کی محبت پر قائم رہنا۔ جو آدمی وطن سے خیانت کرتا ہے، تو اس سے بھی خیانت کی جاتی ہے۔

۲- انسان کا وطن ایک ایسی چراگاہ ہے جس کی حفاظت کے لیے قربانی دی جاتی ہے اور وہ (وطن) اس کے احسان اور مدد کو یاد رکھتا ہے۔

۳- میرا غیر موت سے ڈرتا ہے اور بربادی سے ڈرتا ہے اور وہ چاہتا ہے/ یعنی اس کی خواہش ہے کہ ہمیشہ زندہ رہے۔

۴- لیکن میں زمانے سے خوفزدہ نہیں ہوتا اگرچہ وہ حملہ بھی کردے اور میں خوفناک موت سے بچنے کی کوشش بھی نہیں کرتا، اگرچہ وہ بھاگتی ہوئی بھی آئے۔

سوال نمبر 2:- (الف) درج ذیل سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟

(۱) لما ذا خرج الأفغانی من مسقط رأسه؟
(۲) من ینکت خلال الأزمات واللحظات الخطیرة؟
(۳) لماذا کتب أبوبکر رضی الله عنه الی خالد بن الولید رضی الله عنه رسالة؟

(٤) ماهی المكانة التی تحتلها باكستان فی شبه القارة؟

(ب) درج ذیل جملوں کی عربی بنائیں۔

(١) یہ چراغ تیرے ہاتھ آ گیا ہے۔

(٢) مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔

(٣) وہ نہانے کے لیے حمام میں داخل ہوا۔

**جوابات: (الف) عربی میں جوابات:**

١- لكی یزور بلاد العالم وعواصمها ویطوف فیها ماشاء الله ان یطوف .

٢- الشعب الباكستانی ینكث خلال الازمات و اللحظات الخطیرة .

٣- امر ابوبكر فی هذه الرسالة خالدا بالمسیر الی العراق .

٤- تحتل باكستان مكانة استراتیجیة هامة فی شبه القاره .

**(ب) جملوں کی عربی:**

١- هذا المصباح قد وقع بیدك .

٢- یدخل المسلمون فی الجنة .

٣- هو دخل فی الحمام للغسل .

## حصہ دوم...... منطق

سوال نمبر 3:- (الف) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟

(ب) مرکب تام کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم منطق کی تعریف: منطق ایسا قانونی آلہ ہے جس کی رعایت کرنے سے ذہن کو فکری غلطی سے بچایا جاسکتا ہے۔

موضوع: معرف وقول شارح اور دلیل و حجت۔

غرض: ذہن کو فکری غلطی سے بچانا۔

(ب) مرکب تام کی اقسام: مرکب تام دو قسم پر ہے: (١) خبر و قضیہ (٢) انشاء۔

خبر و قضیہ کی تعریف: وہ مرکب تام جو صدق و کذب کا احتمال رکھے جیسے زید قائم۔

انشاء کی تعریف: وہ مرکب تام جو صدق و کذب کا احتمال نہ رکھے۔

سوال نمبر 4:- (الف) دلالتِ لفظیہ کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

(ب) معرف وقول شارح اور دلیل و حجت کسے کہتے ہیں؟

**جواب: (الف) دلالت لفظیہ کی اقسام:**

دلالت لفظیہ کی تین قسمیں ہیں: 15

(۱) وضعیہ (۲) طبعیہ (۳) عقلیہ

**دلالت لفظیہ وضعیہ:** وہ دلالت لفظیہ جس میں وضع کو دخل ہو جیسے لفظ زید کی دلالت ذاتِ زید پر۔

**دلالت لفظیہ طبعیہ کی تعریف:** وہ دلالت جس میں طبیعت کے تقاضا کو دخل ہو جیسے اُح اُح کی دلالت سینے کے درد پر۔

**دلالت لفظیہ عقلیہ کی تعریف:** وہ دلالت جس میں وضع اور طبیعت کے تقاضا کا دخل نہ ہو جیسے دیوار کے پیچھے سے سنائی دینے والے لفظ دیز کی دلالت بولنے والے کے وجود پر۔

**(ب) معرف وقول شارح:**

وہ معلومات تصوریہ جن کو ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصور حاصل ہو جیسے حیوان اور ناطق کو جب الگ الگ ترتیب دی جائے اور یوں کہا جائے حیوان ناطق تو اس انسان کا تصور حاصل ہوگا جو پہلے نہیں تھا۔

**دلیل و حجت کی تعریف:** وہ معلومات تصدیقیہ جن کو ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصدیق حاصل ہو جائے جیسے یہ معلوم ہو کہ عالم متغیر ہے اور یہ معلوم ہے کہ ہر متغیر حادث ہے۔ پھر ان کو ترتیب دے کر یوں کہا جائے کہ العالم متغیر وکل متغیر حادث تو نتیجہ آئے گا العالم حادث۔

سوال نمبر 5:- (الف) مندرجہ ذیل کی تعریفات تحریر کریں:

(۱) اداۃ (۲) متواطی (۳) منقول (۴) لفظ مفرد

(ب) جزئی کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

**(الف) اداۃ کی تعریف:** وہ لفظ مفرد جو مستقل معنی پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے مِن، اِلیٰ۔

**متواطی کی تعریف:** وہ لفظ مفرد واحد المعنی جس کا معنی معین و مشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق آتا ہو جیسے انسان کہ زید، عمر، بکر وغیرہ پر برابر برابر صادق آتا ہے۔

**منقول کی تعریف:** وہ لفظ مفرد کثیر المعنی جس کی وضع ابتداء ایک معنی کے لیے ہو پھر اس کا استعمال کسی دوسرے معنی کے لیے ہونے لگا ہو اور پہلے معنی کو چھوڑ دیا گیا ہو۔

**لفظ مفرد کی تعریف:** وہ لفظ جس کی جزء سے یعنی مرادی کی جزء پر دلالت کرانا مقصود نہ ہو۔

**(ب) جزئی کی اقسام:**

جزئی دو قسم پر ہے:

(۱) حقیقی (۲) اضافی

جزئی حقیقی کی تعریف: وہ مفہوم جس کا نفس تصور شرکت کثیرین سے مانع ہو جیسے زید۔

جزئی اضافی کی تعریف: وہ مفہوم اخص جو کسی اعم کے تحت داخل ہو جیسے زید کا مفہوم جو کہ انسان کے تحت داخل ہے۔

☆☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

## چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

### حصہ اوّل......سیرت

سوال نمبر 1 - (الف) تحویل قبلہ پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۵

(ب) غزوہ احد کے حوالے سے مختصر مضمون تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2 - (الف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں، عورتوں اور غلاموں پر شفقت و رحمت کے حوالے سے مضمون زینت قرطاس کریں؟ ۱۵

(ب) سیرت ...... کی اہمیت پر مضمون تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3 :- (الف) حرب فجار اور حلف الفضول میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی شرکت کی مختصر مضمون سپرد قلم کریں؟ ۱۵

(ب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا اعزاز کن خواتین کو حاصل ہوا؟ نیز رضاعت دوران جو واقعات رونما ہوئے ان میں سے ایک واقعہ زینت قرطاس کریں؟ ۱۵

### حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4 :- (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر جامع نوٹ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے حوالے سے مختصر مضمون سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5 -(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ اختصار کے ساتھ تحریر کریں

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر نازل ہونے والی آیات میں سے تین آیات تحریر کریں؟

سوال نمبر 6 :-(الف) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان اور فضائل پر جامع نوٹ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب حیدر کیوں ہے؟ آپ کی شجاعت پر کوئی واقعہ سپرد قلم کریں؟

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

## چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

### حصہ اوّل: سیرت

سوال نمبر 1:-(الف) تحویل قبلہ پر جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) غزوہ احد کے حوالے سے مختصر مضمون تحریر کریں؟

جواب: (الف) تحویل قبلہ پر جامع نوٹ:

نماز اسلام کا ایک رکن ہے اور نماز کی روح خشوع وخضوع ہے۔اس کے لیے باطنی یکجہتی کے ساتھ ظاہری یکجہتی بھی درکار ہے، کیونکہ ظاہر کا اثر باطن پر ضرور پڑتا ہے اور مقصود اصلی کو تقویت پہنچتی ہے نماز جماعت و جمعہ میں اتحاد جہت کا اثر جو نمازیوں پر پڑتا ہے محتاج بیان نہیں۔اس لیے نماز میں ایک جہت کا تعین ضروری ہے مگر اس تعین میں انسانی عقل کو دخل نہیں بلکہ جو ذات پاک ہے یہ تعین اس کا حق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مکہ میں کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ہجرت کے بعد حکم الٰہی بنا بر حکمت و مصلحت وقت بیت المقدس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ مقرر ہوا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ ماہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری مخالفت کرتے ہیں۔مگر قبلہ میں ہمارے تابع ہیں۔اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آرزو تھی کہ ملت ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہی ہو۔مدت مذکورہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آرزو پوری کردی۔

ارشاد ربانی ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ (البقرہ،ع:۱۷)

بے شک ہم دیکھتے ہیں تیرے منہ کا پھرنا آسمان کی طرف پس ضرور ہم پھیریں گے تجھ کو اس قبلہ کی طرف کہ تو اسے پسند کرتا ہے۔پس پھیر منہ اپنا مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو، پس پھیرو منہ اپنے اس کی طرف۔

اس تحویل کی کیفیت یہ ہے کہ نصف رجب یوم دوشنبہ یا نصف شعبان یوم سہ شنبہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی سلمہ میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے۔تیسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ وحی الٰہی سے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے نماز ہی میں کعبہ کی طرف رخ کرلیا۔اور مقتدیوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کی
اس مسجد کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ایک نمازی جو شامل جماعت تھا عصر کے وقت مسجد بنی حارثہ میں گیا۔
نے دیکھا کہ وہاں انصار نماز عصر بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے ہیں۔اس نے تحویل قبلہ کی خبر دی۔
لوگ نماز میں ہی کعبہ رخ ہو گئے۔دوسرے روز قباء میں عین اسی وقت خبر پہنچی جبکہ لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے
تھے۔انہوں نے بھی اسی حال میں اپنا رخ بدل کر کعبہ شریف کی طرف کرلیا۔

تحویل قبلہ یہودیوں پر سخت ناگوار گزرا۔وہ اس پر اعتراض کرنے لگے۔ان کا اعتراض اور اس
جواب قرآن کریم میں یوں مذکور ہے:

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ
وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○

اب کہیں گے لوگوں میں سے کچھ بے وقوف کہ کس چیز نے پھیرا ان کو ان کے قبلے سے جس پر وہ تھے
کہہ دو اللہ کا ہے مشرق اور مغرب، چلاتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى
عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ (البقرہ،ع:۱۷)

اور نہیں مقرر کیا ہم نے قبلہ اس کو کہ جس پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ معظمہ) مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کو
تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں اور البتہ یہ قبلہ ہے شاق و دشوار۔مگر ان لوگوں پر جن
کو راہ دکھائی اللہ تعالیٰ نے (حکمت احکام کی)

پہلی آیت میں ان کا اعتراض نقل کر کے یوں جواب دیا گیا کہ مشرق و غرب بلکہ جہات ستہ سب خدا
ہیں۔اس کو کسی خاص جہت سے خصوصیت نہیں، کیونکہ وہ مکان و جہت سے پاک ہے۔وہ جس جہت
چاہے قبلہ مقرر کردے۔ہمارا کام اطاعت ہے۔دوسری آیت میں مذکور ہے کہ تحویل قبلہ اس واسطے ہوا
ثابت و متزلزل میں تمیز ہو جائے۔

## (ب) غزوۂ احد کا مختصر تعارف:

ماہ شوال میں غزوۂ احد وقوع میں آیا۔جب قریش بدر میں شکست کھا کر مکہ آئے تو ابوسفیان کے قافلے
سامان دارالندوہ میں رکھا ہوا تھا۔لہٰذا جن رؤسائے قریش کے بھائی یا باپ اس جنگ میں قتل ہوئے
انہوں نے ابوسفیان سے کہا: ایک لڑکے لشکر کی تیاری کے لیے اپنے مال کے نفع سے ہماری مدد کرو، تا کہ ہم
ایک لشکر تیار کریں اور مسلمانوں سے بدلہ لیں۔

پس قریش نے بڑی سرگرمی سے تیاری کی۔قبائل عرب کو بھی دعوت جنگ دی۔مردوں کے ساتھ

ں کی ایک جماعت بھی شامل ہوئی۔ تا کہ ان کو مقتولین بدر کی یاد دلا کر ان کو لڑائی پر ابھاریں۔ کچھ
ں اپنے شوہروں کے ساتھ نکلیں۔ کل جمعیت تین ہزار تھی۔ کچھ عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ نکلیں۔
جمعیت تین ہزار تھی۔ جن میں سات سوزرہ پوش، دوسو گھوڑے، تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں تھیں۔
حضرت عباس بن عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ خط قریش کی تیاری کی خبر دے دی
۔ آپ نے حضرت انس و مونس کو بطور جاسوس بھیجا وہ خبر لائے کہ قریش نے اپنے اونٹ و گھوڑے
ن میں چھوڑ دیے ہیں جنہوں نے چراگاہوں میں سبزے کا نام ونشان نہیں چھوڑا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا جس کے سبب آپ کی رائے تھی کہ مدینہ میں رہ کر لڑائی کی
عبداللہ بن ابی کی بھی یہی رائے تھی، مگر جو لوگ جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے ان کی رائے تھی کہ شہر
باہر نکل کر لڑائی کی جائے۔
پس آپ نے تین جھنڈے تیار کیے۔ اوس کا جھنڈا حضرت اسید بن حضیر، خزرج کا جھنڈا حباب بن
ر کو اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی کو عطا فرمایا۔ ایک ہزار کا لشکر لیکر نکلے۔
کوہ عینین میں ایک شگاف یا درہ تھا جس میں سے دشمن عقب سے مسلمانوں پر حملہ کر سکتا تھا۔ لہٰذا آپ
اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر انداز وہاں مقرر کیے اور انہیں ہدایت کی کہ تم دیکھو کہ ہمیں پرندے اچک
۔ گئے ہیں' تو بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔ یہاں تک کہ میں تمہارے پاس کسی کو بھیجوں۔ اگر تم دیکھو کہ ہم نے
ن کو شکست دی ہے' تو بھی ایسا ہی کرنا۔
پس بہادران اسلام نے خوب داد و شجاعت کا مظاہرہ کیا جس سے مشرکین کے پاؤں اکھڑ گئے۔
مان قتل و غارت میں مشغول تھے۔ یہ دیکھ کر عینین پر تیراندازوں نے آپس میں کہا غنیمت، غنیمت!
ارے اصحاب غالب آ گئے۔ اب تم کیا دیکھتے ہو۔ حضرت عبداللہ بن جبیر نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ
و سلم کا ارشاد یاد دلایا، مگر وہ اس خیال سے کہ اب مشرکین واپس نہیں آ سکتے اپنی جگہ چھوڑ کر مال غنیمت
ٹنے پر مشغول ہو گئے۔ حضرت عبداللہ کے ساتھ چند لوگ رہ گئے خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل نے
موقع کو غنیمت جان کر کوہ عینین پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ آور ہوئے اور ان کی صفوں کو
م برہم کر دیا۔ ابلیس نے پکار کر کہا: (نعوذ باللہ) محمد قتل ہو چکے۔ یہ سن کر مسلمانوں کے تین گروہ بن
۔ ایک فرقہ بھاگ گیا اور مدینہ کے قریب پہنچ گیا، دوسرا فرقہ صحابہ کرام کا تھا جو یہ سن کر حیران تھے کہ
پ قتل ہو گئے ہیں جو جہاں تھا وہیں رہ گیا اور اپنی جان بچاتا رہا یا جنگ کرتا رہا اور تیسرا فرقہ جو بارہ کے
ب صحابہ کا تھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہا۔ فتح کے بعد مسلمانوں کو جو شکست
اس کی وجہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی تھی۔ اس میں آپ کے دو دندان مبارک شہید ہو گئے۔ اس کے
ہ ستر سے زائد مسلمان جن میں حضرت حمزہ بھی شامل تھے شہید ہو گئے۔

سوال نمبر 2:- (الف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں، عورتوں اور غلاموں پر شفقت و رحمت کے حوالے سے مضمون زینت قرطاس کریں؟

(ب) سیرتِ رسول کی اہمیت پر مضمون تحریر کریں؟

## جوابات: (الف) بچوں، عورتوں اور غلاموں پر شفقت:

بچوں پر شفقت: آپ کو بچوں سے بہت پیار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نہایت شفقت فرماتے۔ بچوں کو آپ کے پاس دعا اور تحنیک کی غرض سے لایا جاتا۔ آپ بچوں کو اپنی گود میں بٹھا لیتے انہیں چومتے اور ان سے پیار کرتے۔ اگر کوئی نیا پھل آتا تو سب سے پہلے بچوں کو ایک دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے تھے کہ اقرع بن حابس آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے دیکھ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ! میرے دس بچے ہیں مگر میں نے ان میں سے کسی کو نہیں چوما، آپ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

حضرت ابو رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کے چچا بیان کرتے ہیں: میں لڑکپن میں انصار کے نخلستان میں جاتا اور درختوں پر ڈھیلے مارتا۔ وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے، آپ نے پوچھا: اے لڑکے! تو درختوں پر ڈھیلے کیوں مارتا ہے؟ میں نے کہا: کھجوریں کھانے کے لیے۔ آپ نے فرمایا: ڈھیلے نہ مارا کرو، کھجوریں جو نیچے گری ہوں کھا لیا کرو۔ پھر آپ نے اپنا دست شفقت میرے سر پر پھیرا اور یوں دعا دی: خدایا! اس کا پیٹ بھر دے۔

عورتوں پر شفقت: اسلام سے پہلے عورتوں سے بہت ناروا سلوک رکھا جاتا تھا۔ بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور عورتوں کو معاشرے میں عزت دی۔ آپ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: پس عورتوں کے معاملہ میں تم اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ لیا ہے۔

ایک روز عورتوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کے پاس ہر وقت مردوں کا ہجوم رہتا ہے۔ آپ ہمارے لیے بھی ایک دن مقرر فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے عورتوں کے لیے ایک دن مختص فرما دیا وہ اس دن حاضر ہوتیں اور آپ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے۔

غلاموں پر شفقت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو آزاد کرنے کو موجب نجات فرمایا۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے: ''جو کسی مسلمان غلام کو آزاد کرتا ہے اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک عضو دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے۔''

آپ غلاموں کے حقوق کا خاص خیال رکھتے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے غلاموں میں جو تمہارے موافق

ہوا سے کھلاؤ اس میں سے جو تم کھاتے ہو۔ تم انہیں پہناؤ اس میں سے جو تم پہنتے ہو۔ ان میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو اسے بیچ دو اور خلق خدا کو عذاب نہ دو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! ہم غلام کو کتنی بار معاف کر دیا کریں؟ آپ خاموش رہے، اس نے پھر پوچھا: آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب اس نے تیسری مرتبہ پوچھا، تو آپ نے فرمایا: ہر روز ستر بار معاف کر دیا کرو۔

## (ب) سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے مکمل طور پر واقف ہونا ہر مسلمان پر فرض ہے، کیونکہ آپ ارشاد الٰہی کے مطابق مسلمانوں کے لیے واجب التقلید نمونہ ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: بیشک رسول اللہ میں تمہارے لیے نہایت عمدہ نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہو۔ (سورۃ الاحزاب: 21)

اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال، اخلاق و عادات، حرکات و سکنات، وضع قطع، رفتار و گفتار اور طریق معاشرت وغیرہ سب کے سب بطریق اسناد نہایت صحت کے ساتھ محفوظ ہیں تاکہ وہ قیامت تک آپ کے چاہنے والوں کے لیے دستور العمل بنیں۔

حضرت سعد بن ہشام بن عامر نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اخلاق کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ جو کچھ قرآن میں ہے وہی آپ کا خلق ہے۔

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم قرآن کو سمجھیں، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کی اتباع و اطاعت کو لازم اور فرض قرار دیا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانا جائے، کیونکہ کسی چیز پر عمل اس کو جان کر ہی ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر 3:- (الف) حرب فجار اور حلف الفضول میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی شرکت کی بابت مختصر مضمون سپردِ قلم کریں؟

(ب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا اعزاز کن خواتین کو حاصل ہوا؟ نیز رضاعت کے دوران جو واقعات رونما ہوئے ان میں سے ایک واقعہ زینتِ قرطاس کریں؟

## جوابات: (الف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرب فجار میں شرکت:

آغاز اسلام سے پہلے عرب میں جو لڑائیاں ان مہینوں میں پیش آتی تھیں جن میں لڑنا ناجائز تھا حروب

فجار کہلاتی تھیں۔ چوتھی یعنی اخیر حرب فجار میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ نعمان بن منذر شاہ حیرہ ہر سال اپنا تجارتی مال بازار عکاظ میں فروخت ہونے کے لیے اشراف عرب میں سے کسی کی پناہ میں بھیجا کرتا تھا۔ اس دفعہ اس نے جو اونٹ لدوا کر تیار کیے۔ اتفاقاً عرب کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر تھی جن میں بنی کنانہ میں سے براض اور ہوازن میں سے عروہ رحال موجود تھا۔ نعمان نے کہا: اس قافلہ کو کون پناہ دے گا؟ براض بولا: میں بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہوں۔ نعمان نے کہا: میں ایسا شخص چاہتا ہوں جو اہل نجد و تہامہ سے پناہ دے۔ یہ سن کر عروہ نے کہا: میں اہل نجد و تہامہ سے پناہ دیتا ہوں۔ براض نے کہا: اے عروہ کیا تو بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہے؟ عروہ نے کہا: تمام مخلوق سے۔ پس عروہ اس قافلہ کے ساتھ نکلا۔ براض بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا اور موقع پا کر عروہ کو ماہِ حرام میں قتل کر ڈالا۔ ہوازن نے قصاص میں براض کو قتل کرنے سے انکار کر دیا، کیونکہ عروہ ہوازن کا سردار تھا۔ وہ قریش کے کسی سردار کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ مگر قریش نے منظور نہ کیا۔ اسی لیے قریش و کنانہ اور ہوازن میں جنگ چھڑ گئی۔ کنانہ کا سپہ سالار اعظم حرب بن امیہ تھا۔ جو ابوسفیان کا باپ اور حضرت امیر معاویہ کا دادا تھا اور ہوازن کا سپہ سالار اعظم مسعود بن معتب ثقفی تھا۔ لشکر کنانہ کے ایک پہلو پر عبداللہ بن جدعان اور دوسرے پر کریز بن ربیعہ اور قلب بن امیہ تھا۔ اس جنگ میں کئی لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سے ایک میں حضرت کے چچا آپ کو بھی لے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک چودہ سال کی تھی۔ مگر آپ نے خود لڑائی نہیں کی۔ بلکہ تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے رہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: وکنت انبل علی اعمامی ۔ بعضے کہتے ہیں: آپ نے بھی تیر پھینکے تھے۔ بہرحال اخیر میں فریقین میں صلح ہو گئی۔

### حلف الفضول میں شرکت:

جب قریش حرب فجار سے واپس آئے، تو یہ واقعہ پیش آیا کہ شہر زبید کا ایک شخص اپنا مال تجارت مکہ میں لایا جسے عاص بن وائل سہمی نے خرید لیا۔ مگر قیمت نہ دی۔ اس پر زبیدی نے اپنے احلاف عبدالدار و مخزوم جمح و سہم و عدی بن کعب سے مدد مانگی۔ مگر ان سب نے مدد دینے سے انکار کیا۔ پھر اس نے جبل ابوقبیس پر چڑھ کر فریاد کی، جسے قریش کعبہ میں سن رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی تحریر پر بنو ہاشم زہرہ اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ سب عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور باہم عہد کیا کہ ہم ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کیا کریں گے۔ اور اموال واپس کرا دیا کریں گے۔ اس کے بعد وہ سب عاص بن وائل کے پاس گئے اور ان سے زبیدی کا مال واپس کرایا۔ اس معاہدہ کو حلف الفضول اس واسطے کہتے ہیں: یہ معاہدہ اس معاہدے کے مشابہ تھا جو قدیم زمانہ میں جرہم کے وقت مکہ میں بدیں مضمون ہوا تھا کہ ہم ایک دوسرے کی حق رسانی کیا کریں گے اور قوی سے ضعیف کا اور مقیم سے مسافر کا حق

لے کر دیا کریں گے۔ چونکہ جرہم کے وہ لوگ جو اس معاہدہ کے محرک تھے ان سب کا نام فضل تھا۔ جن میں سے فضل بن حارث اور فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ تھے۔ اس لیے اس کو "حلف الفضول" سے موسوم کیا گیا تھا۔

اس معاہدہ قریش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے۔ اور عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدے کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیے جاتے تو میں اسے نہ توڑتا اور ایک روایت میں ہے کہ میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایسے معاہدے میں حاضر ہوا کہ اگر اس سے غیر حاضری پر مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیے جاتے تو میں پسند نہ کرتا۔ اور آج اسلام میں بھی اگر کوئی مظلوم یا آل حلف الفضول کہہ کر پکارے تو میں مدد دینے کو حاضر ہوں۔

**(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والداؤں کے نام:**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ نے چند روز دودھ پلایا۔ بعد ازاں حلیمہ سعدیہ نے یہ خدمت اپنے ذمہ لے لی۔

**دوران رضاعت رونما ہونے والا واقعہ:**

حضرت حلیمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی دور نہ جانے دیتیں۔ ایک روز غافل ہو گئیں اور آپ اپنی رضاعی بہن حضرت شیما کے ساتھ دوپہر کے وقت بکریوں کے ریوڑ میں تشریف لے گئے۔ حضرت حلیمہ تلاش میں نکلیں اور آپ کو شیما کے ساتھ پایا۔ کہنے لگیں: اس تپش میں؟ شیما بولی: اماں جان! میرے بھائی نے تپش محسوس نہیں کی۔ بادل آپ پر سایہ کرتا تھا، جب آپ ٹھہر جاتے تو بادل بھی ٹھہر جاتا۔ جب آپ چلتے تو بادل بھی چلنے لگتا۔ یہی حال رہا یہاں تک کہ ہم یہاں آ پہنچے۔

## حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4:- (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر جامع نوٹ تحریر کریں؟

(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے حوالے سے مختصر مضمون سپرد قلم کریں؟

**جواب: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب:**

مصعب بن زبیر وغیرہ لکھتے ہیں: اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے، کیونکہ آپ نے بے خوف اور نڈر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور اسی پر مضبوط رہے۔ آپ سے کبھی بھی کسی امر میں ترش روئی سرزد نہیں ہوئی۔ اسلام میں آپ کا درجہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے۔

صدیق کا لقب ملنے میں معراج کا بھی قصہ مشہور ہے کہ آپ نے کافروں کے جواب میں ثابت قدمی دکھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا ہجرت کرنا، اہل وعیال کو چھوڑنا، غار اور تمام راستہ میں اپنے آقا کی خدمت بجالانا بلکہ اپنے اوپر لازم کر لینا، غزوہ بدر میں کلام کرنا، حدیبیہ میں جو بوجہ مکہ شریف میں نہ داخل ہونے کے لوگوں میں شبہ پڑ گیا تھا اس کو دور کرنا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا وآخرت میں جسے چاہے پسند کر لے، سن کر رو پڑنا، وفات حسرت آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ثابت قدم رہنا، لوگوں میں خطبہ کے ذریعہ اس وقت تسکین پیدا کرنا، مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خلافت کے لیے تیار ہو جانا۔ پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر ملک شام کی طرف بھیجنا اور اس سے نہ ہٹنا، مرتدوں سے ایسے نازک وقت میں لڑائی کے لیے تیار ہو جانا، صحابہ کو قائل کر دینا، صحابہ کا شرح صدر کر کے ان کو حق دکھلا دینا، ملک شام کو فتح کرنا، لشکر شام روانہ کرنا، آپ کے اس مناقب اور اجل فضائل میں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب لاتعداد ہیں جو اس مختصر میں نہیں سما سکتے۔

(ب) حضرت عثمان غنی کی شہادت کا واقعہ:

جب مروان کی سازش بے نقاب ہو گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خدشہ ہوا کہ اگر انہوں نے مروان کو لوگوں کے حوالے کر دیا، تو یہ اسے قتل کر دیں گے۔ اس لیے آپ نے اسے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر لوگوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حتیٰ کہ پانی کا اندر جانا بھی بند کر دیا۔ حضرت عثمان نے اوپر سے جھانک کر فرمایا: تم میں حضرت علی موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں! پھر آپ نے فرمایا: حضرت سعد موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں! آپ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے تھوڑی دیر بعد آپ نے پھر فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہے جو حضرت علی سے جا کر کہہ دے کہ وہ ہم پیاسوں کو پانی پلا دیں؟ یہ خبر حضرت علی کو ملی تو آپ نے تین مشکیزے فوراً پانی کے آپ کے ہاں بھجوا دیئے جو بہت مشکل سے آپ تک پہنچے۔

حضرت علی کو خبر ملی کہ اگر مروان کو سپرد نہ کیا گیا تو حضرت عثمان قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہ خبر سن کر آپ نے اپنے صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو حضرت عثمان کے دروازے پر کھڑے کر دیا تا کہ کوئی شخص اندر داخل نہ ہو سکے۔ حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور چند دیگر صحابہ نے بھی اپنے لڑکے آپ کی حفاظت کے لیے بھیج دیئے جو برابر آپ کے گھر کی حفاظت کرتے رہے اور کسی کو اندر نہ گھسنے دیا۔

یہ دیکھ کر محمد بن ابوبکر نے تیر چلانے شروع کر دیئے۔ وہ حضرت عثمان پر تیر چلانا چاہتے تھے مگر حضرت

حسن کو وہ تیر جا کر لگا۔ ایک مروان کو لگا، ایک محمد بن طلحہ کے آ کر لگا۔ قنبر حضرت علی کا غلام زخمی ہو گیا۔ محمد بن ابوبکر کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں حضرت حسن کا خون دیکھ کر بنو ہاشم نہ بگڑ جائیں تو انہوں نے یہ سوچ کر دو آدمیوں کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اگر بنو ہاشم آ گئے تو وہ حضرت عثمان کو بھول کر ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے اور ہمارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ اس لیے ایسا کرتے ہیں کہ ہم تینوں چپکے سے دوسرے گھر سے کود کر حضرت عثمان کے گھر میں کود پڑیں اور ان کو قتل کر دیں۔ کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہوگی۔ یہ مشورہ کر کے وہ تینوں ایک انصار کے مکان سے ہو کر حضرت عثمان تک پہنچ گئے، کیونکہ باقی تمام افراد چھت پر موجود تھے اور آپ اپنی اہلیہ کے ساتھ نیچے مکان میں تھے۔ محمد بن ابوبکر نے اندر جا کر آپ کی داڑھی پکڑ لی۔ آپ نے فرمایا: اگر تیرا باپ تجھ کو ایسی حرکت کرتے دیکھتا تو کیا کہتا؟ یہ سن کر محمد بن ابوبکر کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا، مگر اتنے میں وہ دونوں آدمی آ گئے اور حضرت عثمان کی طرف جھپٹے اور قتل کر کے اسی راستے سے واپس بھاگ گئے۔

آپ کی اہلیہ چیخنے لگیں مگر شور زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی آواز کسی نے نہ سنی آخر آپ مکان کی چھت پر چڑھیں اور کہا: امیر المومنین شہید ہو گئے ہیں، لوگ دوڑے ہوئے آئے، تو واقعی حضرت عثمان ذبح کیے ہوئے پڑے تھے۔ جب یہ خبر حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور اہل مدینہ کو پہنچی تو ایسی وحشت ناک خبر سن کر سب کے ہوش اڑ گئے اور مدہوشانہ بھاگتے دوڑتے جب یہاں پہنچے تو آپ کو مقتول پایا اور سب نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا۔ آپ کی وفات وسط ایام تشریق ۳۵ ہجری میں ہوئی۔ بعض کے نزدیک ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

سوال نمبر 5:- (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ اختصار کے ساتھ تحریر کریں؟

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر نازل ہونے والی آیات میں سے تین آیات تحریر کریں؟

## جوابات: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ:

امام احمد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں: میں ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے کے لیے چلا تو معلوم ہوا کہ آپ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ چکے ہیں۔ میں آپ سے کسی قدر پیچھے ٹھہر گیا آپ نے سورۃ الحاقۃ پڑھنا شروع کی۔ میں تالیف قرآن سن کر تعجب کرتا رہا میں نے اپنے دل میں کہا: واللہ یہ شخص شاعر ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں لیکن جب آپ اس آیت پر پہنچے: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ الخ تو میرے دل میں اسلام گھر کر گیا اور مجھے اس کی عظمت معلوم ہو گئی۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام لانے کا اس طرح قصہ بیان کیا کہ میری ہمشیرہ کو درد زہ لاحق ہوا تو میں گھر سے نکل کر کعبہ شریف کے پردوں

میں چلا گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجر کی طرف تشریف لائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونی کپڑا اوڑھے ہوئے تھے آپ نے وہاں کچھ نماز پڑھی اور پھر تشریف لے گئے۔ آپ سے میں نے کچھ ایسا کلام سنا جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا جب آپ چلے تو میں آپ کے پیچھے چلا آپ نے فرمایا: کون ہے۔ میں نے کہا: عمر ہوں۔ آپ نے فرمایا: عمر تم میرا رات دن کیوں پیچھا نہیں چھوڑتے۔ میں ڈرا کہ کہیں آپ بددعا نہ کر دیں فوراً میں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ آپ نے فرمایا: عمر اس کو پوشیدہ رکھو۔ میں نے عرض کیا: قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں اس کو ضرور ظاہر کروں گا جیسا کہ میں نے شرک کو ظاہر کیا ہے۔

ابن سعد، ابویعلیٰ، حکم اور بیہقی دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے نکلے آپ کو راستہ میں قبیلہ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا اس نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا: بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح امن سے رہو گے۔ آپ نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی بے دین ہو گیا۔ اس نے کہا: میں اس سے بھی تعجب خیز بات بتلاتا ہوں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن دونوں تمہارے دین سے بے دین ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہنوئی کے گھر چلے گئے وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے آپ کی آہٹ پا کر حضرت خباب چھپ گئے چونکہ تینوں صاحب آہستہ آہستہ سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے اور آپ کے آ جانے پر خاموش ہو گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ چپکے چپکے کیا پڑھا جا رہا تھا۔ آپ کی بہن اور بہنوئی نے کہا: کچھ نہیں۔ آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے کہا: معلوم ہوا کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو۔ آپ کے بہنوئی نے کہا: جب تمہارے دین میں حق ہی نہ ہو اس پر آپ کو غصہ آیا کود کر اپنے بہنوئی کو بڑی سختی سے زمین پر پٹخا آپ کی بہن نے انہیں چھڑانا چاہا تو آپ نے اپنی بہن کو زور سے دھکا دیا جس سے ان کے بھی چوٹ آئی اور منہ خون سے تر بتر ہو گیا آپ کی بہن نے نہایت غصہ سے کہا: جب تمہارا دین ہی سچا نہیں تو میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے ایک معبود کے کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے تاکہ میں اسے پڑھوں۔ آپ کی بہن نے کہا: تم ناپاک ہو اس مقدس کتاب کو پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ اول غسل کیجیے یا کم از کم وضو کر لیجیے۔ آپ نے وضو کیا اور کتاب لے کر پڑھی اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی آپ جس وقت اس آیت پر پہنچے:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝

تو آپ نے فرمایا: مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جلدی ملاؤ۔ جس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا آپ باہر آئے اور کہا: عمر میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ جمعرات کی رات کو ہمارے آقا حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی تھی کہ الٰہی اسلام کو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام کے مسلمان ہونے سے غلبہ عطا فرما، میری رائے میں یہ اسی کا اثر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا کے قریب ایک گھر میں تھے حضرت خباب رضی اللہ عنہ آپ کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں چلے جس مکان میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس کے دروازہ پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر کہا: عمر آرہے ہیں اگر اللہ ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ رکھتا ہے' تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے اور اگر ان کا ارادہ کچھ اور ہے' تو ان کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہے۔ اس اثناء میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان تمام حالات کی وحی آچکی تھی آپ نے مکان سے نکل کر حضرت عمر کا دامن اور تلوار پکڑ کر فرمایا: عمر یہ فسادات تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے جب تک تم پر بھی وہ خواری اور ذلت اللہ کی طرف سے مسلط نہ ہو جائے جیسی ولید بن مغیرہ کے لیے ہوئی۔ آپ نے کہا: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانك وعبداللہ ورسولہ اور مسلمان ہو گئے۔

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے قرآن کی موافقت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ قرآن پاک آپ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ اگر کسی معاملہ میں لوگوں کی رائے دوسری ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے دوسری تو قرآن پاک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری اس غرض کے بعد امہات المومنین کے پردہ کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ (پارہ:22،ع:4)

''اور جب تم اُمہات المومنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بدر کی طرف نکل کر کافروں سے مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ (پارہ:3،ع:15)

''اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ (بدر کی طرف) برآمد کیا اور بیشک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا۔''

ایک مرتبہ آپ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى یعنی اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔

سوال نمبر6:- (الف) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان اور فضائل پر جامع نوٹ تحریر کریں؟

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب حیدر کیوں ہے؟ آپ کی شجاعت پر کوئی واقعہ سپردِ قلم کریں؟

## جوابات: (الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان وفضائل:

آپ کی شان وفضائل یہ ہیں:

(i) آپ کی شان میں قرآن مجید میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔

(ii) مدینہ منورہ میں سوائے حضرت علی کے کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہہ سکے کہ جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو۔

(iii) مدینہ بھر میں آپ سب سے زیادہ فرائض جاننے والے اور معاملہ فہم شخص تھے۔

(iv) آپ کے اندر علم کی پختگی و مضبوطی تھی اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت تقدم، اسلام، داماد رسول، فقہ وحدیث، جرأت، جنگ، سخاوت مال کی وجہ سے افضل ہیں۔

(v) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں ہوتے تو سوائے حضرت علی کے کسی کی مجال نہ تھی آپ سے گفتگو کرے۔

(vi) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کو دیکھنا عبادت ہے۔

(vii) آپ میں اٹھارہ ایسی صفات پائی جاتی ہیں جو کسی اور صحابی میں نہیں ہیں۔

(viii) جس وقت یہ آیت نازل ہوئی: نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَاءَ كُمْ ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ الزہرا، حضرت حسن و حسین کو بلا کر دعا کی: الٰہی! یہ میرے گھر کے لوگ ہیں۔

(ix) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔

(x) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں محبوب ہوں اس کے علی بھی محبوب ہیں۔

(xi) جنگ خیبر کا جھنڈا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھمایا اور آپ فاتح خیبر ٹھہرے۔

## (ب) "حیدر" لقب کی وجہ:

جنگ خیبر کے موقع پر جب قلعہ قموص کا رئیس اعظم "مرحب" بڑے طنطنہ کے ساتھ نکلا اور رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھا کہ "خیبر خوب جانتا ہے کہ میں "مرحب" ہوں۔ اسلحہ پوش ہوں، بہت بہادر ہوں اور تجربہ کار ہوں۔"

اس کے جواب میں حضرت علی نے رجز کا یہ شعر پڑھا:

"میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے اور میں کچھار کے شیر کی طرح ہیبت ناک ہوں۔"

اسی سبب سے آپ کا لقب "حیدر" پڑ گیا۔

## حضرت علی کی شجاعت و بہادری:

جنگ احد میں جب مسلمان آگے اور پیچھے سے کفار کے بیچ میں آ گئے جس کے سبب بہت سے لوگ شہید ہوئے، تو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کافروں کے گھیرے میں آ گئے، انہوں نے اعلان کیا: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں۔ یہ اعلان سن کر مسلمان پریشان ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کافروں نے مسلمانوں کو آگے پیچھے سے گھیر لیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری نگاہ سے اوجھل ہو گئے، میں نے زندوں میں دیکھا وہاں نہیں پایا، میں نے مُردوں میں دیکھا وہاں نہیں پایا، میں نے سوچا ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ سے بھاگ جائیں، میں نے سوچا: یقیناً اللہ نے فرشتوں کے ذریعے ان کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا ہے، اب میں بھی ان غار میں گھس جاؤں اور ان کو مارتے مارتے شہید ہو جاؤں۔ پھر میں کافروں میں گھس گیا، آخر کار میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور بھاگ کر ان کے پاس چلا گیا، کفار حملہ کرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی ان کو روکو۔ تو میں نے تنہا ان سب کا مقابلہ کیا اور مار بھگایا، ان سب کے بعد ایک اور گروہ نے آپ پر حملہ کیا تو میں نے اکیلے ان کو مار بھگایا۔ اس موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے میری بہادری کی تحسین کی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: بیشک میں تم دونوں سے ہوں۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات **2024**




# نورانی گائیڈ

## حل شدہ پرچہ جات




مفتی محمد الحسن نورانی دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز ® زبیدہ سنٹر، ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2024ء/۱۴۴۵ھ

پہلا پرچہ: قرآن مجید و اصول تفسیر — کل نمبر: ۱۰۰
وقت: تین گھنٹے
نوٹ: تمام سوالات حل کریں؟

### حصہ اول ...... قرآن مجید

نمبر ۱: درج ذیل میں سے چھ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ 60=10x6

(۱) الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ
دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ
يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ
جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

(۳) لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ
لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝

(۴) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

(۵) وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ
تَكْفُرُوْنَ ۝

(۶) مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ
وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ
اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

(۷) قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(۸) اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(۹) فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ٥

سوال نمبر 2: کوئی سے دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ 10

(۱) سِقَایَةَ الْحَآجِّ (۲) مُتَحَیِّزًا (۳) مُرْدِفِیْنَ
(۴) یَوْمَ الْفُرْقَانِ (۵) اَلشُّقَّةُ (۶) اُولُوا الْاَرْحَامِ
(۷) اَلْاَعْرَابُ (۸) اِرْصَادًا (۹) طَوْعًا
(۱۰) مُدْبِرِیْنَ (۱۱) مَرْصَد (۱۲) مِیْثَاق (۱۳) اَلْاَنْفَال

**حصہ دوم ...... اصول تفسیر**

سوال نمبر 3: درج ذیل اجزاء میں سے صرف تین اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟

30=10x3

(الف) قرآن اور حدیث میں فرق لکھیں نیز بتائیں کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کیوں نازل ہوا؟
(ب) مقدمہ تفسیر نعیمی کی روشنی میں قرآن پاک کے فضائل پر مضمون زینتِ قرطاس کریں؟
(ج) نزول قرآن کا مفہوم لکھیں نیز بتائیں کہ نزول قرآن کتنے طریقوں سے ہوا؟
(د) لفظ قرآن کا معنی اور وجہ تسمیہ سپرد قلم کریں؟

☆☆☆

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2024ء

**پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر**

**حصہ اوّل ...... قرآن مجید**

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے چھ اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ٥ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ٥

(۲) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ٥ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ٥

(۳) لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ٥ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ٥

...ایُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○
...عْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○

...ء
...لَوْ ...
...ما كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِیَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ
...كْفُرُوْنَ ○
...ما كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ ؕ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا ۖ
...وَاللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ○ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِیْمَاۤ
...اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○
...قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَیُخْزِهِمْ وَیَنْصُرْكُمْ عَلَیْهِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ
...مُّؤْمِنِیْنَ ○
...اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ
...اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○
...فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْۤا اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ ؟
...وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ
...كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ ○

...ت: آیات مبارکہ کا ترجمہ:

...وہ جو نماز قائم کریں اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں، یہی سچے مسلمان
...ہیں ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔
... اے ایمان والو! جب کافروں کے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو، تو انہیں پیٹھ نہ دو۔ جو اس دن انہیں
...پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی حمایت میں جا ملنے کو، تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا۔ اس کا
...ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی۔
... (اور) کہ سچ کو سچا کرے اور جھوٹ کو جھوٹا۔ پڑے بُرا مانیں مجرم۔ جب تم اپنے رب سے فریاد
...کرتے تھے، تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں، ہزاروں فرشتوں کی قطار
...سے۔
... اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو۔ اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت، اگر تم جانتے
...ہو۔ اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے۔ اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

۵۔ اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹیاں اور تالیاں تو اب عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا۔

۶۔ کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون نہ بہائے تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا، تو اے مسلمانو! تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔

۷۔ تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا، تمہارے ہاتھوں سے اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا۔ اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا۔

۸۔ کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر جانو۔

۹۔ پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے اور انہیں گوارہ نہ ہوا کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں۔ اور وہ بولے اس گرمی میں نہ نکلو، تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے۔ کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی۔

سوال نمبر 2: کوئی سے دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱) سِقَايَةَ الْحَاجِّ (۲) مُتَحَيِّزًا (۳) مُرْدِفِيْنَ

(۴) يَوْمَ الْفُرْقَانِ (۵) اَلشُّقَّةُ (۶) اُولُو الْاَرْحَامِ

(۷) اَلْاَعْرَابُ (۸) اِرْصَادًا (۹) طَوْعًا

(۱۰) مُدْبِرِيْنَ (۱۱) مَرْصَدُ (۱۲) مِيْثَاقُ

(۱۳) اَلْاَنْفَالُ

**جواب:**

**الفاظ کے معانی:**

(۱) حجاج کو پانی پلانا (۲) جاملنا (۳) مسلسل

(۴) فیصلہ کا دن (۵) مسافت/راستہ (۶) رشتہ دار

(۷) دیہاتی (جمع ہے اعرابی کی) (۸) گھات کی جگہ بنانے کے لیے

(۹) خوشی سے (۱۰) پیٹھ پھیر کر/منہ موڑ کر

(۱۱) مرصد (۱۲) پختہ عہد (۱۳) مال غنیمت

## حصہ دوم ...... اصول تفسیر

سوال نمبر 3:- ذیل اجزاء میں سے صرف تین اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) قرآن اور حدیث میں فرق لکھیں نیز بتائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کیوں نازل ہوا؟

(ب) تفسیر نعیمی کی روشنی میں قرآن پاک کے فضائل پر مضمون زینتِ قرطاس کریں؟

(ج) نزول قرآن کا مفہوم لکھیں نیز بتائیں کہ نزول قرآن کتنے طریقوں سے ہوا؟

(د) قرآن کا معنی اور وجہ تسمیہ سپردِ قلم کریں؟

جواب:(الف) **قرآن اور حدیث کا فرق:**

قرآن اور حدیث دونوں ہی وحی الٰہی ہیں۔ دونوں کی اطاعت ضروری ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قرآن کریم کی عبارت خدا کی طرف سے ہے اور مضمون بھی۔ گویا جس طرح حضرت جبریل امین نے آ کر سنایا۔ اسی طرح بلا کسی فرق کے حضور علیہ السلام نے بیان فرما دیا۔ حدیث میں یہ ہے کہ مضمون رب کی طرف سے ہے اور الفاظ حضور علیہ السلام کے اپنے ہوتے ہیں۔ اب اس مضمون کا رب کی طرف سے آنا یا بطور الہام ہوتا ہے یا فرشتہ ہی عرض کرتا ہے لیکن اس کی ادائیگی حضور علیہ السلام کے اپنے الفاظ سے ہوتی ہے۔ اسی لیے اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری لیکن اس کی تلاوت نماز میں بجائے قرآن شریف کے نہیں ہو سکتی کیونکہ عمل مضمون پر ہوتا ہے اور تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے اور اسی وجہ سے قرآن پاک کے احکام حدیث سے منسوخ ہو سکتے ہیں۔ ہم اس کی پوری بحث ان شاء اللہ تعالیٰ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا (البقرہ: 106) میں کریں گے۔ دیکھو غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے مگر حدیث نے اس کو منسوخ کیا وغیرہ وغیرہ۔ اسی لیے قرآن پاک فرماتا ہے: وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (البقرہ:129) سکھاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو قرآن شریف اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اگر حدیث شریف ماننے کی ضرورت نہ ہوتی، تو حکمت کا ذکر نہ فرمایا جاتا فقط کتاب کا ذکر ہی کافی تھا۔ حدیث ماننے کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن ناقص ہے۔ قرآن پاک مکمل کتاب ہے لیکن اس مکمل میں سے مضامین حاصل کرنے کے لیے مکمل ہی انسان کی ضرورت تھی۔ اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سمندر میں موتی ضرور ہیں لیکن ان کو حاصل کرنے کے لیے کسی غواص (غوطہ خور) کی ضرورت ہے۔ اگر قرآن پاک سے مسائل ہر شخص نکال لیا کرتا تو اس کی سکھانے کے لیے پیغمبر کیوں بھیجے جاتے۔ اس کی پوری بحث ان شاء اللہ آئندہ ہوگی۔ اور جس طرح کہ قرآن شریف ہوتے ہوئے حدیث پاک کے سننے کی ضرورت ہے اور حدیث کے ماننے

سے قرآن کو ناقص ہونا پڑا، یعنی جس طرح حدیث قرآن کے تحت ہوتے ہوئے ہم جیسی حجت ہے
ماننے والی بھی ضرورت ہے حدیث سے بیان نہیں ہے کہ قرآن بلا حدیث ناقص ہے۔ آیت
کریمہ نے عام حکم دیا: أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ترجمہ:
اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی اور اپنے میں سے امر والوں کی (ہم قیاس نہیں)۔ یہ
بھی خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل جو منقول ہو جائے وہ حدیث ہے خواہ وہ سب
قابل عمل ہو یا نہ ہو مگر سنت صرف ان اقوال و افعال کو کہا جاتا ہے جو قابل عمل ہیں اسی لئے حدیث کی
نسبت فرمایا عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي تم پر میری سنت لازم ہے یہ نہ فرمایا عَلَيْكُمْ بِحَدِيثِي۔ لہذا کوئی شخص
کوئی شخص اہل حدیث نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام حدیثوں پر عمل ناممکن ہے۔ ہاں اہل سنت ہو سکتا ہے یعنی تمام
سنتوں پر عمل۔

## قرآن کا نزول آپ پر ہونے کا سبب:

بندوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے احکام کو مانیں لیکن یہ تب ضروری ہوگا، جب وہ احکام
نبی کی پاک زبان سے ادا ہوں، حق تعالیٰ بلا واسطہ کسی غیر نبی سے کلام نہیں کرتا۔ اگر جبریل علیہ السلام
انسانی شکل میں آ کر لوگوں کو احکام سنا جاتے تو بھی ان پر عمل کرنا ضروری نہ ہوتا۔ اسی طرح کوئی غیر نبی
خواب یا الہام، یا غیبی آواز سے کسی حکم پر مطلع ہو جائے تو اس کا ماننا شرعاً لازم نہ ہوگا۔ ایک بار حضرت
جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں سائل بن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے،
انہوں نے آپ سے دریافت کیا: ایمان کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے جوابات دیے، وہ روانہ ہو گئے، تو آپ نے فرمایا: وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے، جو تمہیں دین
کی باتیں سکھانے کے لیے آئے تھے۔ دیکھو اس موقع پر حضرت جبریل علیہ السلام نے خود ہی نہ کہہ دیا کہ
اے صاحبو! میں جبریل ہوں، تمہیں فلاں فلاں حکم دیتا ہوں، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میری اطاعت ان پر
واجب نہیں ہوگی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے وہ کلمات لوگوں کو سنوائے۔ آج کل ہم
کا قیاس بھی حق تعالیٰ کے فرمان یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مبنی ہوتا ہے۔ ہمارے اس
کلام سے نتیجہ پیدا ہوا:

اصل اصول بندگی اس تاجور کی ہے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

## (ب) فضائل قرآن پر نوٹ:

کلام کی عظمت کلام کرنے والے کی عظمت سے ہوتی ہے۔ ایک بات فقیر بے نوا کے منہ سے نکلتی ہے۔

کوئی درمیان بھی نہیں دیتا۔ ایک بات کسی بادشاہ یا حکیم کے منہ سے نکلتی ہے تو اس کو
بیا ہے۔ اخباروں اور رسالوں میں اس کی اشاعت ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ کلام کی عظمت
کی عظمت سے لگاتے ہیں۔ اسی قاعدے کی بنا پر اندازہ لگاؤ کہ قرآن پاک سا کلام
کا کلام نہیں ہو سکتا کیوں کہ یہ خالق کا کلام ہے مثل مشہور ہے: کَلَامُ الْمُلُوْکِ مُلُوْکُ الْکَلَامِ
بادشاہ کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہے۔ اس کلام ربانی میں سارے علوم اور ساری
شخص اپنی لیاقت کے موافق حاصل کرتا ہے۔ اس کا پتہ عقل سے لگتا ہے اور تفسیریں دیکھنے
سے کہ جس مفسر میں جیسی قابلیت ہے اسی قسم کے وہ بیش بہا موتی اس قرآن سے نکالتا ہے۔ منطقی
تفسیرسے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں از اوّل تا آخر منطق ہی منطق ہے۔ نحوی اور صرفی مفسر کی
سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں صرف اور نحو ہی ہے۔ فصیح اور بلیغ مفسر کی تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن
میں فصاحت و بلاغت کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ صوفیاء کرام کی تفسیروں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن
میں علوم باطنی کے بیش قیمت موتی بھرے ہوئے ہیں۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قرآن میں
سب کچھ ہے لیکن جیسا کہ اس کا شناور، ویسی اس کی تحصیل۔ پھر جہاں تک سمجھنے والے کی سمجھ پہنچی وہاں
تک اس کی تحقیق۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک جہاز سواریوں سے بھرا ہوا سمندر کے سفر سے آ کر کنارے
پر لگا۔ جہاز میں کپتان سے لے کر مسافروں تک ہر قسم کے لوگوں نے سفر کیا لیکن اگر کسی مسافر سے
سمندر کے کچھ حالات دریافت کیجیے تو وہ کچھ نہ بتا سکے گا کیونکہ اس کی نظر فقط پانی کی ظاہری سطح پر تھی۔
اور جس نے کچھ تحقیق کی جائی وہ وہاں کے حالات کا کچھ پتہ دے گا۔ اگر کپتان سے معلومات حاصل کی
جائیں تو وہ اوّل سے آخر تک کے سمندر کے تقریباً سارے اندرونی حالات بیان کر سکے گا کہ فلاں جگہ اس
کی گہرائی اتنے میل تھی اور فلاں مقام پر پانی میں اس قسم کا پہاڑ تھا۔ میں اپنے جہاز کو اس طرح سے بچا کے
لایا وغیرہ۔ اسی طرح قرآن کریم ہم بھی پڑھتے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی پڑھتے تھے
صحابہ کرام بھی اسی قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی قرآن کو پڑھا۔
قرآن تو ایک ہی ہے لیکن پڑھنے والوں کے ذہن کی رسائی کی انتہا میں الگ الگ۔ ہماری نگاہ فقط ظاہری
الفاظ ہی بمشکل پہنچتی ہے۔ یہ حضرات بقدر وسعت علمی اس کی تہہ تک پہنچ کر مسائل اور فوائد کو نکال لیتے
ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے بارہ سال میں سورۃ بقرہ
پڑھی۔ اب بتاؤ پڑھنے والے فاروق اعظم جیسے صاحب کمال، پڑھانے والے خود صاحب قرآن صلی اللہ
علیہ وسلم اور بارہ سال کی مدت بتاؤ کہ آقا نے کیا کیا نہ دیا ہوگا اور ان کے نیاز مند خادم عمر فاروق رضی اللہ
عنہ نے کیا کیا نہ لیا ہوگا۔ پھر ذرا اس پر بھی غور کرتے چلو کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ
الْقُرْاٰنَ o (الرحمٰن: ۱،۲) اپنے محبوب علیہ السلام کو رحمٰن نے قرآن سکھایا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام تو

فقط پہنچانے والے ہیں۔ سوچو تو سکھانے والا الرحمٰن اور سیکھنے والا سید الانس والجان۔ اور کیا سکھایا۔ قرآن نہ معلوم رب نے کیا دیا اور محبوب علیہ السلام نے کیا کیا لیا۔ اسی لیے تفسیر روح البیان شریف نے فرمایا: "میں نے جان لیا۔" عرض کیا: میم تو فرمایا: "اس کا کرم ہے"۔ جبریل امین کہنے لگے کہ حضور آپ نے کیا سمجھا اور کیا جانا۔ میں تو کچھ بھی نہ سمجھا؟ فرمایا: یہ میرے اور رب کے درمیان راز ہیں۔

میان خالق و محبوب رمزے است
کراماً کاتبین راهم خبر نیست

تلاوت قرآن کرنے والا اطمینان کے ساتھ تلاوت کرتا ہوا جنت میں بڑھتا جائے گا جہاں اس کی تلاوت ختم ہوگی وہاں تک سب ملک اس کو دیا جائے گا۔ عربی کے مضامین پر غور کریں، رحمت کی آیات آئیں تو اظہار مسرت کریں، رحمت خداوندی کا سوال کریں، عذاب و سزا کی آیت آئے تو ڈرنے کی کیفیت پیدا کریں، نیز پناہ مانگنے کی کوشش کریں، تلاوت قرآن کے وقت خشوع وخضوع سے دل حاضر رہے، دل پر رقت طاری ہو جائے، آنکھوں میں آنسو آ جائیں۔ اگر معانی و مفاہیم سمجھ نہ آتے ہوں تو تب بھی باقاعدگی کے ساتھ تلاوت قرآن کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے کہ اس سے لذت حاصل ہوگی اور یہ خیال کرے کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرماتے تھے۔ تلاوت قرآن کے وقت باوضو ہونا چاہیے، کیونکہ طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے، گھر کی بجائے مسجد میں تلاوت کرنا افضل ہے، تلاوت کرتے وقت قبلہ رخ بیٹھا جائے تو نہایت باعث اجر ہے، خوشبو کا استعمال بھی مسنون ہے۔ تلاوت قرآن کا آغاز تعوذ و تسمیہ سے کیا جائے۔ دوران تلاوت ہر قسم کی بات سے احتراز کیا جائے۔

## (ج) نزول قرآن کا مفہوم:

نزول کے معنی ہیں اوپر سے نیچے اترنا۔ پس کلام میں ایسی حرکت نہیں ہو سکتی۔ اس کے نزول کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں اسے کسی چیز پر لکھ کر منتقل کیا جائے یا کسی آدمی کے ذریعہ سے کوئی بات کہلا کر بھیج دی جائے یا کسی واسطے کے بغیر سننے والے سے براہ راست گفتگو کر لی جائے۔ پس قرآن کا نزول پہلے دو طریقوں پر ہوا۔

## نزول قرآن کی تعداد:

قرآن کریم کا نزول چند طریقوں سے اور چند بار ہوا۔ اوّل تو لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف نازل ہوا کہ یکبارگی ماہ رمضان کی لیلۃ القدر میں ہوا۔ اس کے متعلق قرآن فرماتا ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ) اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (القدر) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا بقدر ضرورت آتا رہا۔ احادیث سے ثابت ہے کہ رمضان میں حضرت

...بارگاہ میں حاضر ہو کر قرآن سنایا کرتے تھے۔ بعض آیات دو دو مرتبہ بھی نازل ہوئیں۔

## ...قرآن کے معنی اور وجہ تسمیہ:

...یا تو قرء سے بنا ہے یا قراٰۃ سے یا قرن سے۔ (تفسیر کبیر پارہ نمبر ۲) قرء کے معنی جمع ہونے ... قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بھی سارے اولین و آخرین کے علوم کا مجموعہ ... روح البیان، پارہ نمبر ۲) دین دنیا کا کوئی ایسا علم نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ اسی لیے حق تعالیٰ نے ... عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل:۸۹) نیز یہ سورتوں اور آیتوں کا مجموعہ ہے اور ... جمع کرنے والا ہے۔ دیکھو ہندی، سندھی، عربی، عجمی لوگ ان کے لباس، طعام، زبان طریق ... الگ تھا کوئی صورت نہ تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بکھرے ہوئے بندے جمع ہوتے، لیکن قرآن ... سب کو جمع فرمایا اور ان کا نام رکھا مسلمان۔ خود فرمایا: سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج:۷۸) جیسے ... باغوں کے رنگ برنگے پھولوں کا رس ہے مگر اب ان سب رسوں کے مجموعہ کا نام شہد ہے۔ اسی ... "مختلف ملکوں، مختلف زبانوں کے لوگ ہیں۔ مگر اب ان کا نام ہے مسلمان، تو گویا یہ کتاب ... کو جمع فرمانے والی ہے۔ اسی طرح زندوں اور مردوں میں بظاہر کوئی علاقہ باقی نہ رہا تھا، لیکن ... کریم نے ان کو بھی خوف جمع فرمایا: مردے مسلمان زندوں سے فیض لینے لگے کہ اسی قرآن سے ... ثواب وغیرہ کیا جاتا ہے۔ زندہ وفات شدہ لوگوں سے کہ وہ حضرات اسی قرآن کی برکت سے ... غوث بنے۔ اور ان کا فیض بعد از وفات جاری رہا۔

...قراٰۃ سے بنا ہے، تو اس کے معنی ہیں پڑھی ہوئی چیز، تو اب اس کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ اور ... کتابیں یا صحیفے حق تعالیٰ کی طرف سے لکھے ہوئے عطا فرمائے گئے، لیکن قرآن کریم پڑھا ہوا ... اترا کہ جبریل امین حاضر ہوتے اور پڑھ کر سنا جاتے اور یقیناً پڑھا ہوا نازل ہونا لکھے ہوئے ... سے افضل ہے۔ نیز جس قدر قرآن کریم پڑھا گیا اور پڑھا جاتا ہے اس قدر کوئی دینی دنیوی ... اتنا نہ پڑھی گئی، کیونکہ جو آدمی کوئی کتاب بناتا ہے۔ وہ تھوڑے سے لوگوں کے پاس پہنچتی ہے ... ایک آدھ دفعہ پڑھتے ہیں۔ پھر کچھ زمانہ بعد ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پہلی آسمانی کتابیں بھی ... جماعتوں کے پاس آئیں اور کچھ دنوں رہ کر پہلے تو بگڑیں پھر ختم ہو گئیں جس کا ذکر تیسری فصل ... آئے گا لیکن قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ سارے عالم کی طرف آیا اور ساری خدائی میں پہنچا۔ ... پڑھا۔ بار بار پڑھا اور دل نہ بھرا، اکیلے پڑھا، جماعتوں کے ساتھ پڑھا۔ اگر کبھی تراویح کی ... نظر سے دیکھنے کا اتفاق ہو تو معلوم ہو گا کہ اس عظمت کے ساتھ کوئی کتاب پڑھی ہی نہیں گئی۔ ... سبب ہے کہ اس کو مسلمان ... [illegible]

اگر یہ قرن سے بنا ہے تو قرن کے معنی ہیں ملنا۔ اور ساتھ رہنا۔ اب اس کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ حق اور ہدایت اس کے ساتھ ہے۔ نیز اس کی سورتیں اور آیتیں ہر ایک بعض بعض کے ساتھ ہیں۔ کوئی کسی کے مخالف نہیں۔ نیز اس میں عقائد اور اعمال اور اعمال میں اخلاق، سیاسیات، عبادات، معاملات تمام ایک ساتھ جمع ہیں۔ نیز یہ مسلمان کے ہر وقت ساتھ رہتا ہے۔ دل کے ساتھ، خیال کے ساتھ، ظاہر اعضاء کے ساتھ اور باطنی عضووں کے ساتھ دل میں پہنچا۔ اس کو مسلمان بنایا ہاتھ، پاؤں، ناک، کان وغیرہ کو حرام کاموں سے روک کر حلال میں مشغول کر دیا۔ غرضیکہ سر سے لے کر پاؤں تک کے ہر عضو پر اپنا رنگ جما دیا۔ پھر زندگی میں ہر حالت میں ساتھ، بچپن میں ساتھ، جوانی میں ساتھ، بڑھاپے میں ساتھ۔ پھر ہر جگہ ساتھ رہا، تخت پر ساتھ، تختے پر ساتھ، گھر میں ساتھ، مسجد میں ساتھ، آبادی میں ساتھ، جنگل میں ساتھ، سوتے میں ساتھ، جاگتے میں ساتھ، مصیبت میں ساتھ، آرام میں ساتھ، سفر میں ساتھ، حضر میں ساتھ، غرضیکہ ہر حال میں ساتھ، پھر مرتے وقت ساتھ کہ پڑھتے اور سنتے ہوئے مرے۔ قبر میں ساتھ کہ بعض صحابہ کرام کو ان کی وفات کے بعد قبر میں قرآن پاک پڑھتے ہوئے سنا گیا۔ حشر میں ساتھ کہ گنہگار کو خدا سے بخشوائے۔ پل صراط پر نور بن کر مسلمان کے آگے آگے چلے اور راستہ دکھائے اور بتائے اور جب مسلمان جنت میں پہنچے گا تو فرمایا جائے گا کہ پڑھتا جا اور پڑھتا جا۔ غرضیکہ یہ مبارک چیز کبھی بھی ساتھ نہیں چھوڑتی۔

☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## ...نامہ (سال دوم) برائے طالبات 2024ء/۱۴۴۵ھ

دوسرا پرچہ: حدیث و اصول حدیث — کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات کا حل مطلوب ہے۔

### حصہ اوّل ..... حدیث شریف

(الف) درج ذیل اجزاء میں سے پانچ کا ترجمہ کریں؟ 50=10x5

...درج ذیل احادیث میں سے صرف ایک حدیث شریف پر اعراب لگائیں؟ 10

...ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ان رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قال الایمان بضع
...سبعون او بضع و ستون شعبۃ فافضلھا قول لا الہ الا اللہ و ادناھا اماطۃ الاذی
...الطریق و الحیاء شعبۃ من الایمان.

...انس رضی اللہ عنہ قال اتی علی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ و انا العب
...الغلمان فسلم علینا فبعثنی فی حاجۃ فابطات علی امی فلما جئت قالت ما
...حبسک فقلت بعثنی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لحاجۃ قالت ما حاجتہ؟
...انھا سر قالت لا تخبرن بسر رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ احد قال انس
...واللہ لو حدثت بہ احد الحدثتک بہ یا ثابت.

...ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ
...و الیوم الآخر فلیکرم ضیفہ و من کان یؤمن باللہ و الیوم الآخر فلیصل رحمہ و
...من کان یؤمن باللہ و الیوم الآخر فلیقل خیرا اولیصمت.

...عن انس رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فقال یا
...رسول اللہ انی ارید سفر فزودنی فقال زودک اللہ التقویٰ قال زدنی قال
...و غفر ذنبک قال زدنی قال و یسر لک الخیر حیثما کنت.

...عن عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قالت قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اذا اکل
...احدکم فلیذکر اسم اللہ تعالیٰ فان نسی ان یذکر اسم اللہ تعالیٰ فی اولہ فلیقل
...بسم اللہ اولہ و اخرہ.

...عن وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ ان اصحاب رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قالوا یا رسول اللہ انا ناکل ولا نشبع قال فلعلکم تفترقون قالوا نعم قال فاجتمعوا علی طعامکم واذکروا اسم اللہ یبارک لکم فیہ ۔

(۷) عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ عن النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قال ساقی القوم اٰخرھم یعنی شربا ۔

(۸) عن ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا ان رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قال البسوا من ثیابکم البیاض فانھا من خیر ثیابکم و کفنوا فیھا موتاکم ۔

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے پانچ کے معانی تحریر کریں؟ 10=2x5

متنہ، الایضاع، النصب، الربیع، العلیا، الیمنی، المبیت، المائدۃ

حصہ دوم ---- اصول حدیث

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے دو اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟ 30=2x15

(الف) حجیت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟

(ب) تدوین حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ قلمبند کریں؟

(ج) اقسام حدیث میں سے کوئی سے تین قسموں کے نام اور تعریفات لکھیں؟

☆☆☆

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2024ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اوّل ---- حدیث شریف

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل اجزاء میں سے پانچ کا ترجمہ کریں؟

(ب) درج ذیل احادیث میں سے صرف ایک حدیث شریف پر اعراب لگائیں۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّ سِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ . .

(۲) عن انس رضی اللہ عنہ قال اتی علی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ و انا العب مع الغلمان فسلم علینا فبعثنی فی حاجۃ فابطات علی امی فلما جئت قالت ما حبسک فقلت بعثنی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لحاجۃ قالت ما حاجتہ؟

... قالت لا تخبرن بسر رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احدقال انس ... لو حدثت به احد الحدثتك به يا ثابت .

... ابو هريرة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه و من كان يؤمن بالله و اليوم الآخر فليصل رحمه و من كان يؤمن بالله و اليوم الآخر فليقل خيرا اوليصمت .

... رضى الله عنه قال جاء رجل الى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال يا رسول الله انى اريد سفر افزودنى فقال زودك الله التقوىٰ قال زدنى قال ... قال زدنى قال و يسر لك الخير حيثما كنت .

... عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالت قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذا اكل احدكم فليذكر اسم الله تعالىٰ فان نسى ان يذكر اسم الله تعالىٰ فى اوله فليقل بسم الله اوله و اخره .

... وحشى بن حرب رضى الله عنه ان اصحاب رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قالوا يارسول الله انا ناكل و لا نشبع قال فلعلكم تفترقون قالوا نعم قال فاجتمعوا على طعامكم و اذكر اسم الله يبارك لكم فيه .

... ابى قتادة رضى الله عنه عن النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال ساقى القوم اخرهم ... شربا .

... ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ان رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال البسوا من ثيابكم البياض فانها من خير ثيابكم و كفنوا فيها موتاكم .

...

...) ترجمۃ الاحادیث مبارکہ:

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ ... فرمایا ایمان کے ستر سے کچھ اوپر یا ساٹھ سے کچھ اوپر شعبے ہیں۔ ان میں سے افضل درجہ "لا اِلٰہ اِلا اللہ" (اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے) کہنا ہے اور ان میں سے کمترین درجہ تکلیف دہ چیز کو راستے ... ہٹانا ہے۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ ... میرے پاس تشریف لائے میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے ہمیں سلام کیا پھر مجھے کسی

کام کے لیے بھیج دیا۔ چنانچہ مجھے والدہ کے پاس پہنچنے میں دیر ہوگئی۔ میں حاضر ہوا، تو انہوں نے پوچھا: کیا بات رکاوٹ بنی؟ میں نے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا تھا، پوچھا: کیا کام تھا؟ میں نے عرض کیا: یہ ایک راز ہے۔ کہنے لگیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز کسی کو نہ بتانا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اے ثابت! اگر میں یہ راز کسی کو بتاتا تو تمہیں بتاتا۔

۳- ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے، وہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی اختیار کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموشی اختیار کرے۔

۴- ترجمۃ الحدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں سفر کرنا چاہتا ہوں، مجھے زادِ راہ عنایت فرمائیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تجھے تقویٰ جیسا زادِ راہ عطا کرے۔ اس نے کہا: زیادہ کیجیے! فرمایا: اللہ تیرے گناہ بخش دے، عرض کیا: اور زیادہ کیجیے: فرمایا: اللہ تیرے لیے نیکی آسان کر دے تو جہاں بھی ہو۔

۵- ترجمۃ الحدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے، تو بسم اللہ پڑھے۔ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کہے: بسم اللہ اولہ و آخرہ۔

۶- ترجمۃ الحدیث: حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے؟ آپ نے فرمایا: شاید تم علیحدہ علیحدہ کھاتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: مل کر کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھ لیا کرو، تمہارے لیے اس میں برکت پیدا کی جائے گی۔

۷- ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو پلانے والا آخر میں پیے۔

۸- ترجمۃ الحدیث: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سفید لباس زیب تن کرو، یہ بہترین لباس ہے اور تم اسی (سفید کپڑے) میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

## (ب) اعراب:

حدیث نمبر ۱: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّ سِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ (2024ء)
عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ .

نمبر2:-
درج ذیل میں سے پانچ کے معانی تحریر کریں؟
، الابضاع، النصب، الربیع،
العلیا، الیمنی، المبیت، المائدۃ

الفاظ اوران کے معانی:

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| ته | مشقت | الابضاع | رکھنا |
| النصب | گاڑھنا/تھکاوٹ | الربیع | چھوٹی نہر |
| العلیا | بلند | الیمنی | دایاں |
| المبیت | رات بسر کرنے والا | المائدۃ | دسترخوان |

حصہ دوم ...... اصول حدیث

نمبر3:- درج ذیل میں سے دو اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟
(الف) حجیت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟
(ب) تدوین حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ قلمبند کریں؟
(ج) اقسام حدیث میں سے کوئی سے تین قسموں کے نام اور تعریفات لکھیں؟

جوابات:

(الف) حجیت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ:

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔
وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا
وسلم تم کو جو چیز دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لیے رسول اکرم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور افعال کی اتباع قیامت تک مسلمانوں پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بعد کے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور افعال کا کس ذریعہ سے فائدہ ہوگا؟ وہ ذریعہ قرآن ہے اور اُسوۂ حسنہ ہے جبکہ ہمیں اسوۂ رسول پر اطلاع صرف احادیث سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہدایت تھی اس طرح ہمارے لیے آپ کی احادیث ہدایت ہیں۔ اگر احادیث رسول کو حضور کی دی گئی ہدایات اور آپ کے نمونہ کے لیے معتبر نہ مانا جائے تو اللہ کی حجت بندوں پر تمام نہیں ہوگی۔ اس لیے ہمیں ہر کام میں حدیث کی حاجت پیش آتی ہے، اسی کو حجیت حدیث کہتے ہیں۔

(ب) تدوین حدیث پر نوٹ:

عام طور پر منکرین حدیث یہ کہتے ہیں کہ احادیث کی تدوین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اڑھائی سو سال بعد کی گئی اس لیے کتب احادیث قابل اعتبار نہیں ہیں لیکن ان کا قول غلط ہے، کیونکہ احادیث رسول کی حفاظت اور کتابت پر عہد رسالت سے لے کر تبع تابعین تک پورے تسلسل اور تواتر سے کام ہوتا رہا ہے اور اڑھائی سو سال کے اس طویل عرصہ میں بھی اس کام کا انقطاع نہیں ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابہ کرام نے احادیث کو قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے ایک طویل خطبہ دیا، یمن کے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے یہ خطبہ لکھ دیجیے، آپ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا: اس شخص کو یہ خطبہ لکھ دو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ احادیث کو قلمبند کیا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کی وجہ سے بہتر تیز ہو گیا تھا اس وجہ سے وہ احادیث نہیں لکھتے تھے۔ تاہم ان کے پاس آپ کی احادیث مبارکہ کتب احادیث اور صحائف کی شکل میں بھی محفوظ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی احادیث کو لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دور صحابہ میں تابعین نے صحابہ کی مرویات کو لکھ کر محفوظ کرنا شروع کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جن سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (5374) احادیث مروی ہیں، انہوں نے بے شمار شاگرد پیدا کیے اور ان لوگوں نے ان احادیث کو لکھ کر محفوظ کیا۔ یہ سلسلہ روایت آگے بڑھایا۔ چنانچہ مسند دارمی میں ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے بشیر بن نہیک نے آپ کی روایت کو لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دو ہزار چھ سو ساٹھ (2660) احادیث مروی ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو دو ہزار دو سو دس (2210) احادیث کی روایت کرتی

...احادیث کو عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے لکھ کر محفوظ کرلیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ منکرین
...قول غلط ہے کہ حدیث کی تدوین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اڑھائی سو سال بعد کی گئی ہے۔
...احادیث غیر معتبر ہیں۔

### ...حدیث میں سے تین کی تعریف:

...اقسام حدیث کی مشہور اقسام میں سے تین کی تعریف درج ذیل ہے:

۱۔ مرفوع: وہ حدیث ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا

۲۔ موقوف: وہ حدیث ہے جس میں صحابہ کرام کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

۳۔ مقطوع: وہ حدیث ہے جس میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2024ء/۱۴۴۵ھ

وقت: تین گھنٹے تیسرا پرچہ: فقہ و اصول فقہ کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں؟

### حصہ اول ...... فقہ

سوال نمبر 1: و سنة الغسل ان يبدا المغتسل بغسل يديه و فرجه و يزيل النجاسة ان كانت على بدنه ثم يتوضا وضوء ه للصلوة الا رجليه ثم يفيض الماءَ على راسه و على سائر بدنه ثلثا ثم يتنحى عن ذٰلك المكان فيغسل رجليه وليس على المراة ان تنقض ضفائرها في الغسل اذا بلغ الماءُ اصول الشعر . 48

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ 20=10+10

(ب) قدوری کی روشنی میں وضو اور غسل کے فرائض تحریر کریں؟ 47 و 38 10=5+5

سوال نمبر 2: فرائض الصلاة ستة التحريمة و القيام و القراءة و الركوع و السجود و القعدة الاخيرة مقدار التشهد و ما زاد على ذٰلك فهو سنة . 140

(الف) عبارت کا ترجمہ اور شرائط نماز تحریر کریں؟ 135 20=10+10

(ب) دوران سفر کس نماز میں قصر ہوگی اور کس میں نہیں ہوگی؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ 10

سوال نمبر 3: (الف) مردہ کو غسل اور کفن دینے کا طریقہ بیان کریں؟ 213 10

(ب) مرد اور عورت کا کفن سنت اور کفن کفایت تحریر کریں؟ 217 , 215 10

(ج) سونے چاندی کا نصاب زکوۃ بیان کر کے یہ بتائیں کہ کتنے فی صد زکوۃ واجب ہے؟ 10

### حصہ دوم ...... اصول فقہ

سوال نمبر 4: اصول فقہ کی تعریف، تعداد، موضوع اور فائدہ بیان کریں؟ 20=5x4

سوال نمبر 5: خاص کی تعریف، اس کی اقسام، حکم اور اس کی ایک مثال تحریر کریں؟ 20=5x4

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات میں سے چار کی تعریف کریں؟ 20=5x4

(۱) مطلق (۲) استعارہ (۳) عبارۃ النص

(۴) بیان تقریر (۵) حقیقت (۶) مفسر (۷) محکم

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2024ء

## تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

### حصہ اوّل ...... فقہ

...وَسُنَّةُ الْغُسْلِ اَنْ يَّبْدَاَ الْمُغْتَسِلُ بِغَسْلِ يَدَيْهِ وَ فَرْجِهِ وَ يُزِيْلَ النَّجَاسَةَ اِنْ كَانَتْ ... بَدَنِهٖ ثُمَّ يَتَوَضَّاَ وَضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ اِلَّا رِجْلَيْهِ ثُمَّ يَفِيْضُ الْمَاءِ عَلٰى رَاْسِهٖ وَعَلٰى سَائِرِ ... ثُمَّ يَتَنَحّٰى عَنْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ فَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ وَلَيْسَ عَلَى الْمَرْاَةِ اَنْ تَنْقُضَ ضَفَائِرَ... الْغُسْلِ اِذَا بَلَغَ الْمَاءِ اُصُوْلِ الشَّعْرِ .

...مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

...قدوری کی روشنی میں وضو اور غسل کے فرائض تحریر کریں؟

...ت: (الف) اعراب وترجمۃ العبارۃ:

اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

...ترجمۃ العبارۃ:

...کے مطابق غسل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ غسل کرنے والا اپنے ہاتھوں اور شرمگاہ کو دھونے سے (غسل کی) ابتداء کرے۔ اگر اس کے بدن پر (ناپاکی) نجاست ہو تو اسے دور کرے گا۔ پھر نماز کے وضو ...سا وضو کرے، لیکن پاؤں نہ دھوئے۔ پھر سر پر اور پورے بدن پر تین بار پانی بہائے۔ پھر اس جگہ سے ...ہو کر پاؤں دھوئے۔ جب پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے تو عورت پر مینڈھیاں کھولنا ضروری ...۔

(ب) فرائض وضو:

قدوری کی روشنی میں وضو کے فرائض چار ہیں:

۱- چہرہ دھونا ۲- ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا

۳- سر کا مسح کرنا ۴- پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا

فرائض غسل:

قدوری کی روشنی میں غسل کے فرائض تین ہیں:

۱- کلی کرنا ۲- ناک میں پانی چڑھانا

۳- سارے جسم/بدن پر پانی بہانا

سوال نمبر 2: فرائض الصلاة ستة التحريمة و القيام و القراءة و الركوع و السجود و القعدة الاخيرة مقدار التشهد و ما زاد على ذلك فهو سنة.

(الف) عبارت کا ترجمہ اور شرائط نماز تحریر کریں؟

(ب) دوران سفر کس نماز میں قصر ہوگی اور کس میں نہیں ہوگی؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

## جوابات:

### (الف) ترجمۃ العبارۃ:

نماز کے چھ فرائض ہیں تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجود، آخری قعدہ تشہد کی مقدار اور جو کچھ اس سے زائد ہو وہ سنت ہے۔

### شرائط نماز:

شرائط نماز درج ذیل ہیں:

I- جسم، لباس اور جس چیز پر نماز پڑھنا ہو اس کا پاک ہونا۔

II- ستر عورت III- نماز کی نیت IV- قبلہ رخ ہونا

V- وقت کا ہونا VI- تکبیر تحریمہ

نوٹ: بعض فقہاء کے نزدیک (V) اور (VI) شرائط بھی نماز کی صحت کے لیے ضروری ہیں جبکہ امام صاحب قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پہلی چار ہیں۔

### (ب) قصر نمازوں کا بیان:

دوران سفر مسافر نماز ظہر، عصر اور عشاء (یعنی چار رکعتوں والی نماز) کی قصر کرے گا یعنی چار کی بجائے دو رکعت فرض ادا کرے گا اس سے زائد جائز نہیں۔ نماز فجر اور مغرب کی قصر نہیں کرے۔

سوال نمبر 3: (الف) مردہ کو غسل اور کفن دینے کا طریقہ بیان کریں؟

(ب) مرد اور عورت کا کفن سنت اور کفن کفایت تحریر کریں؟

(ج) سونے چاندی کا نصاب زکوۃ بیان کرکے بیہ بتائیں کہ کتنے فی صد زکوۃ واجب ہے؟

## جوابات:

(الف) مردہ کو غسل دینے کا طریقہ: غسل دینے کے لیے میت کو تختہ پر لٹایا جائے، اس کے کپڑے اتار لیے جائیں، اس کی شرمگاہ پر کوئی کپڑا ڈال دیا جائے، سب سے پہلے اسے طہارت کرائی جائے مگر کلی نہ کروائیں اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالیں، اسے وضو کرایا جائے، اس کے سر اور داڑھی کو صابن

...دھویا جائے۔ اسے بائیں پہلو پر لٹا کر دائیں پہلو پر خوب پانی بہایا جائے، پھر دائیں پہلو پر لٹا کر
...پانی بہایا جائے، پھر سر سے پاؤں تک پانی بہایا جائے۔ تمام جسم کو تین بار دھویا جائے، اختتام
...ٹیک لگا کر بٹھانے کی کوشش کی جائے، اس کے پیٹ کو دبایا جائے، اگر کوئی نجاست برآمد ہو تو
...دھو دیا جائے، تمام غسل کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔ پھر خشک کپڑے کے ساتھ اسے صاف کیا جائے، پھر
...کر اسے کفن پہنا دیا جائے اور اعضاء سجدہ پر کافور لگا دی جائے۔

...تکفین: سب سے پہلے چارپائی پر لفافہ (چادر) بچھایا جائے، اس کے اوپر ازار بچھائی جائے،
...قمیض پہنا کر ان دونوں چادروں پر رکھ دیا جائے۔ پہلے بائیں طرف سے اور پھر دائیں طرف سے
...ازار لپیٹی جائے۔ اس کے بعد اسی طرح لفافہ لپیٹ دیا جائے۔ سر، پاؤں اور کمر کی جگہ سے کفن کو پٹیوں
...سے باندھ دیا جائے۔ عورت کو بھی اسی طرح کفن دیا جائے سوائے دوپٹہ کے کہ وہ قمیص سے اوپر ہو۔

...مرد اور عورت کا سنت کفن:

...مرد کا کفن سنت تین کپڑے ہیں:
(۱) لفافہ، (۲) ازار، (۳) کفنی

...عورت کا کفن سنت پانچ کپڑے ہیں:
(۱) لفافہ، (۲) ازار، (۳) کفنی، (۴) سینہ بند، (۵) دوپٹہ

...مرد و عورت کا کفن کفایت:
...کفن کفایت مرد کے لیے کفن کفایت دو کپڑے ہیں: (۱) لفافہ، (۲) کفنی۔ عورت کے لیے کفن
...کفایت تین کپڑے ہیں: (۱) کفنی، (۲) لفافہ، (۳) دوپٹہ۔

...سونے کا نصاب زکوۃ:
...سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے۔

...چاندی کا نصاب زکوۃ:
چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔

...زکوۃ کے واجب ہونے کی شرح:
زکوۃ کی واجب شرح اڑھائی فی صد ہے۔

**حصہ دوم ...... اصول فقہ**

**جواب: اصول فقہ کی تعریف:**

ایسے قواعد کا علم جن کے ذریعے ادلہ شرعیہ سے احکام عملی کے اصول کا طریقہ معلوم ہو۔

**تعداد:**

ان کی تعداد چار ہے: قرآن وسنت اور اجماع وقیاس۔

**موضوع:**

اس کا موضوع ادلہ شرعیہ اور احکام شرعیہ ہیں۔

**فائدہ:**

دلائل سے حصول احکام میں غلطی سے محفوظ رہنا۔

**سوال نمبر5: خاص کی تعریف، اس کی اقسام، حکم اور اس کی ایک مثال تحریر کریں؟**

**جواب: خاص کی تعریف:**

لفظ وضع بمعنی معلوم علی سبیل الانفراد یعنی جس چیز کی وضع معین چیز کے لیے ہو جیسے قرآن اور نبی وغیرہ۔

**قسمیں:**

خاص کی چار قسمیں ہیں:

۱- خاص فردی، ۲- خاص نوعی، ۳- خاص جنسی، ۴- خاص عددی

**خاص کا حکم مع مثال:**

یہ معنی پر یقینی وقطعی طور پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا اس پر اعتقاد وعمل لازم وفرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے یعنی اس کا حکم قطعی ہے۔ اگر کسی دلیل کی وجہ سے اس میں کسی دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو تو پھر بھی اس پر عمل واجب اور اس کا منکر فاسق ہوگا جیسے: "اقیموا الصلوٰۃ" یہاں "اقیموا" امر خاص ہے۔ یہ لزوم پر دال ہے۔ لہٰذا نماز فرض ہے اور اس کا منکر فاسق ہے۔

**سوال نمبر6: درج ذیل اصطلاحات میں سے چار کی تعریف کریں؟**

(۱) مطلق　　(۲) استعارہ　　(۳) عبارۃ النص

(۴) بیان تقریر　　(۵) حقیقت　　(۶) مفسر　　(۷) محکم

**جواب: تعریفات اصطلاحات:**

۱- مطلق: جو لفظ ذات مدلول پر دلالت کرے اور اس میں صفات کا لحاظ نہ ہو مثلاً رَقَبَۃٌ۔

...استعارہ: اہل اصول کے نزدیک استعارہ اور مجاز دونوں مترادف ہیں، ان کے نزدیک استعارہ
...حقیقت اور مجاز کے درمیان اتصال ومناسبت کی وجہ سے لفظ کو حقیقی معنی کی بجائے مجازی
...کر مثلاً شراء بول کر ملک مراد لینا۔

...عبارۃ النص: جو معنی نص سے مقصود ہو، نص کی عبارت ہی اس کی واضح الفاظ میں صراحت کر
...کا اعلان ہے: وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط (البقرہ: ۲۷۵) (اور اللہ نے بیع کو حلال
...قرار دیا) میں اس کی دلالت ہے کہ بیع حلال ہے اور سود حرام ہے۔

...بیان تقریر: ایک لفظ کا معنی ظاہر ہو، مگر اس کے علاوہ بھی احتمال ہو اور متکلم یہ واضح کرے کہ
...وہی معنی ہے، جو ظاہر کلام سے سمجھ میں آ رہا ہے، اس کو بیان تقریر کہا جاتا ہے مثلاً ارشاد ربانی ہے:
...يَطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ (الانعام: ۳۸) اس آیت میں لفظ "طائر" کا حقیقی معنی پرندہ ہے، مگر مجازی معنی
..."ہونے کا بھی احتمال تھا، "طائر" کی صفت "يَطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ" لگا کر واضح کر دیا کہ یہاں
...حقیقی معنی "طائر" ہی مراد ہے نہ کہ مجازی تیز رفتار والا معنی۔

...حقیقت کی تعریف: کسی واضع لغت نے کسی لفظ کو متعین چیز کے مقابلہ میں وضع کیا ہو، اگر
...معنی موضوع لہ میں استعمال کیا جائے، تو وہ حقیقت ہے مثلاً اَسَدٌ بول کر شیر مراد لینا حقیقت ہے۔

...مفسر: جس میں ظہور نص سے زیادہ ہو اور اس میں تاویل اور تخصیص کا احتمال خود متکلم دور کرے
...قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً میں كَآفَّةً
...محکم: جس میں ظہور معنی اس قدر آشکار ہو کہ تاویل اور نسخ کی گنجائش ہی باقی نہ رہے مثلاً جیسے اِنَّ
...عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2024ء/۱۴۴۵ھ

وقت: تین گھنٹے    چوتھا پرچہ: نحو    کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں؟

### حصہ اوّل ...... هداية النحو

سوال نمبر 1: (الف) کلمہ کی تعریف لکھیں اور اس کی تین اقسام کی وجہ حصر تحریر کریں؟ 15=10+15

(ب) اسم کی تعریف کر کے اس کی علامات مثالوں سمیت تحریر کریں؟ 20=15+5

سوال نمبر 2: (الف) اسم معرب، اعراب اور عامل کی تعریفات تحریر کریں؟ 15=5x3

(ب) جمع مؤنث سالم، غیر منصرف، اسمائے ستہ مکبرہ اور تثنیہ کا اعراب مثالوں کے ساتھ لکھیں؟ 20=5x4

سوال نمبر 3: (الف) اسباب منع صرف کون سے ہیں؟ نیز عدل تحقیقی و عدل تقدیری کی تعریفات تحریر کریں؟ 15=10+5

(ب) درج ذیل میں سے چار اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟ 20=5x4

(۱) فاعل (۲) مبتدا (۳) مفعول مطلق

(۴) منادی (۵) حال

### حصہ دوم ...... شرح مائة عامل

سوال نمبر 4: (الف) حروف جارہ کتنے ہیں کس پر داخل ہوتے ہیں اور کیا عمل کرتے ہیں؟ 10

(ب) نحو کے کل عوامل کتنے ہیں اور ان میں سے عامل قیاسیہ کتنے ہیں۔ 5

سوال نمبر 5: (الف) حرف لام کے کوئی دو معانی مثالوں کے ساتھ لکھیں؟ 10=5x2

(ب) حروف مشبہ بالفعل کون سے ہیں نیز کیا عمل کرتے ہیں؟ 5

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے تین جملوں کی ترکیب لکھیں؟ 15=5x3

(۱) الباء للالصاق (۲) اشتریت الفرس بسرجه

(۳) زيد بالبلد (۴) جئتك كرامك (۵) ارحم بزيد

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2024ء

## چوتھا پرچہ: نحو

### حصہ اوّل ...... هداية النحو

سوال نمبر 1: (الف) کلمہ کی تعریف لکھیں اوراس کی تین اقسام کی وجہ حصر تحریر کریں؟

(ب) اسم کی تعریف کرکے اس کی علامات مثالوں سمیت تحریر کریں؟

جواب: (الف) **کلمہ کی تعریف:**

کلمہ وہ لفظ جو ایک معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو مثلاً کِتَابٌ اور زَیْدٌ وغیرہ۔

**کلمہ کی اقسام ثلاثہ کی وجہ حصر:** دیکھیں گے کہ کلمہ اپنے معنی مستقل پر دلالت کرتا ہے یا نہیں، اگر نہیں کرتا تو حرف ہوگا اور اگر کرتا ہے تو پھر دیکھیں گے کہ وہ تین زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اسم ہوگا اور اگر ملا ہوا ہے تو فعل ہوگا۔

(ب) **اسم کی تعریف اور علامات مع امثلہ:**

**اسم کی تعریف:** اسم وہ کلمہ ہے، جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جائے جیسے: رَجُلٌ۔

**علامات اسم:** اسم کی گیارہ علامات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) شروع میں الف لام ہو جیسے اَلرَّجُلُ، (۲) شروع میں حرف جر ہو جیسے بِزَیْدٍ، (۳) آخر میں تنوین ہو جیسے زَیْدٌ، (۴) مسند الیہ ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ، (۵) مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ، (۶) مصغر ہو جیسے قُرَیْشٌ، (۷) منسوب ہو جیسے بَغْدَادِیٌّ، (۸) مثنیٰ ہو جیسے رَجُلَانِ، (۹) جمع ہو جیسے رِجَالٌ، (۱۰) موصوف ہو جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ، (۱۱) تائے متحرکہ آخر میں ملی ہوئی ہو جیسے ضَارِبَةٌ۔

سوال نمبر 2: (الف) اسم معرب، اعراب اور عامل کی تعریفات تحریر کریں؟

(ب) جمع مؤنث سالم، غیر منصرف، اسمائے ستہ مکبرہ اور تثنیہ کا اعراب مثالوں کے ساتھ لکھیں؟

جوابات: (الف) **اصطلاحات کی تعریفات:**

**اسم معرب:** معرب وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو اور کسی دوسرے کلمہ سے مرکب ہو مثلاً قَامَ زَیْدٌ میں زَیْدٌ معرب ہے۔

**اعراب:** اس حرکت یا حرف کو کہتے ہیں جس کے سبب معرب کے آخر میں تبدیلی آئے مثلاً ضمہ، فتحہ، کسرہ، واؤ، الف اور یاء۔

عامل: عامل وہ شئ ہے جس کی وجہ سے معرب کے آخر میں تبدیلی آتی ہے یعنی رفع، نصب اور جر حاصل ہوتے ہیں۔

**(ب) اسم معرب کے اعراب مع امثلہ:**

۱- جمع مؤنث سالم: اس کا اعراب رفع ضمہ لفظی سے، نصب اور جر دونوں کسرہ لفظی سے آتے ہیں جیسے جَاءَ تْنِیْ مُسْلِمَاتٌ، رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

۲- غیر منصرف: کا اعراب رفع ضمہ لفظی سے اور نصب و جر دونوں فتحہ لفظی سے آتا ہے مثلاً جَاءَنِیْ عُمَرُ، رَأَیْتُ عُمَرَ، مَرَرْتُ بِعُمَرَ۔

۳- اسمائے ستہ مکبرہ: جب اسماء ستہ مکبرہ غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب آئے گا: رفع واؤ ماقبل مضموم، نصب الف ماقبل مفتوح اور جر یاء ماقبل مکسور کے ساتھ جیسے: جَاءَنِیْ اَبُوْكَ وَ رَأَیْتُ اَبَاكَ وَ مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ۔

۴- تثنیہ: اس کا اعراب رفع الف کے ساتھ، نصب اور جر یاء ماقبل مفتوح سے آتا ہے جیسے جَاءَنِیَ الرَّجُلَانِ، رَأَیْتُ الرَّجُلَیْنِ، مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ۔

سوال نمبر3: (الف) اسباب منع صرف کون سے ہیں؟ نیز عدل تحقیقی و عدل تقدیری کی تعریفات تحریر کریں؟

(ب) درج ذیل میں سے چار اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟

(۱) فاعل (۲) مبتداء (۳) مفعول مطلق

(۴) منادیٰ (۵) حال

**جوابات:**

(الف) اسباب منع صرف: اسباب منع صرف نو ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) عدل، (۲) وصف، (۳) تانیث، (۴) معرفہ، (۵) عجمہ، (۶) جمع، (۷) ترکیب، (۸) الف نون زائدتان، (۹) وزن فعل۔

**مثالیں:**

۱- عُمَرُ ۲- اَسْوَدُ ۳- طَلْحَةُ ۴- زَیْنَبُ ۵- اِبْرَاهِیْمُ

۶- مَسَاجِدُ ۷- مَعْدِیْكَرَبُ ۸- عِمْرَانُ ۹- اَحْمَدُ

**تعریفات اصطلاحات:**

عدل تحقیقی: عدل تحقیقی یہ ہے کہ اس کے بدلنے پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی دوسری دلیل بھی

...ثُلٰثُ کے معنی ہیں تین تین۔ معنی کا تکرار لفظ کے تکرار کو چاہتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ
...ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ تھا، کیونکہ معنی کی زیادتی لفظ کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔

...عدل تقدیری: عدل تقدیری یہ ہے کہ اس کے بدلنے پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی دلیل نہ ہو
...کو غیر منصرف پڑھا جاتا ہے اور اس میں علم ہونے کے علاوہ بظاہر کوئی دوسرا سبب نہیں، حالانکہ غیر
...میں دو سبب ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہاں دوسرا سبب عدل تقدیری ہے کہ اصل میں یہ عَامِرٌ تھا۔

**(ب) تعریفات اصطلاحات:**

**فاعل کی تعریف:** فاعل وہ اسم ہے، جس سے پہلے فعل، یا شبہ فعل اور یا معنی فعل اس کی طرف اس
...ہو کہ وہ اس کے ساتھ قائم ہو اور اس پر واقع نہ ہو جیسے قَامَ زَيْدٌ، زَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًوا اور
...ضُرِبَ زَيْدٌ عَمْرًوا۔

**مبتداء کی تعریف:** وہ اسم ہے، جو عامل لفظی سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ میں زَيْدٌ
مبتداء ہے اور مسند الیہ ہے۔

**مفعول مطلق کی تعریف:** وہ مفعول ہے جو اپنے ماقبل فعل کا ہم معنی ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

**منادیٰ کی تعریف:** وہ اسم ہے جسے حرف نداء کے ساتھ پکارا جائے جیسے يَا اَللّٰهُ۔

**حال کی تعریف:** وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت بیان کرے جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ
رَاكِبًا۔

## حصہ دوم ...... شرح مائۃ عامل

**سوال نمبر 4:** (الف) حروف جارہ کتنے ہیں کس پر داخل ہوتے ہیں اور کیا عمل کرتے ہیں؟
(ب) نحو کے کل عوامل کتنے ہیں اور ان میں سے عامل قیاسیہ کتنے ہیں؟

**جواب:** (الف) **حروف جارہ کی تعداد:** حروف جارہ کی تعداد سترہ (17) ہے۔
**مدخول کی نشاندہی:** یہ اسم پر داخل ہوتے ہیں۔
**عمل:** یہ اسم کو جر دیتے ہیں۔
(ب) **کل عوامل نحو:** کل عوامل نحو کی تعداد سو (100) ہے۔
**عامل قیاسیہ کی تعداد:** عامل قیاسیہ کی تعداد سات (7) ہے۔

**سوال نمبر 5:** (الف) حرف لام کے کوئی دو معانی مثالوں کے ساتھ لکھیں؟
(ب) حروف مشبہ بالفعل کون سے ہیں نیز کیا عمل کرتے ہیں؟

جوابات: (الف) حرف لام کے دو معانی:

۱- زیادت کے لیے جیسے: رَدِفَ لَکُمْ (وہ تمہارے پیچھے سوار ہوا)۔
۲- قسم کے لیے جیسے: بِقَوْلِہٖ لَا یُؤَخِّرُ الْاَجَلُ (قسم بخدا! موت میں تاخیر نہیں ہوگی)۔

(ب) حروف مشبہ بالفعل:

اِنَّ   اَنَّ   کَاَنَّ   لٰکِنَّ   لَیْتَ   لَعَلَّ

ان کا عمل:

یہ اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔

سوال نمبر6: درج ذیل میں سے تین جملوں کی ترکیب لکھیں؟

(۱) اَلْبَاءُ لِلْاِلْصَاقِ (۲) اشتریت الفرس بسرجه
(۳) زید بالبلد (۴) جننك لاكرامك (۵) ارحم بزيد

جواب: جملوں کی تراکیب:

۱- الباء للالصاق:

الف لام برائے تعریف، باء مبتداء، لام حرف جر الف لام برائے تعریف الصاق مجرور، حرف جر اپنے مجرور سے مل کر ثابتۃ مقدر کا ظرف مستقر، ثابتۃ صیغہ صفت اسم فاعل ہی ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۲- اشتریت الفرس بسرجه:

اِشْتَرَیْتُ صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف اس میں تاء ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل الفرس مفعول بہ۔ با حرف جار سرج مضاف ہ ضمیر مجرور متصل۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا۔ حرف جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ اشتریت فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۳- زَیْدٌ بِالْبَلَدِ:

زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً مبتداء، بِالْبَلَدِ باء حرف جار اَلْبَلَدِ مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مجرور لفظاً، مجرور با جار متعلق ہوا ثَابِتٌ کے، ثَابِتٌ اسم فاعل اپنی مقدر ضمیر فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**...٦ کرامك:**

...ل ماضی مثبت صیغہ واحد متکلم، اس میں تا ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل کی مفعول بہ لام حرف ... مضاف کی مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا، حرف جار اپنے مجرور ... رف لغو، جنت فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**...ھو بزیاد:**

... صیغہ واحد مذکر حاضر امر حاضر معروف اس میں انت ضمیر مرفوع متصل مستتر فاعل، با حرف جار ... جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، ارحم فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ ...

☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2024ء/۱۴۴۵ھ

وقت: تین گھنٹے　　پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: حصہ اول کے تمام سوالات جبکہ حصہ دوم سے دو سوالات حل کریں؟

### حصہ اوّل ..... عربی ادب

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل میں سے کسی ایک جز کا ترجمہ کریں؟ 10

(۱) التلفزيون جهاز معقدو لكن مبداه يسير و هو تحويل الصور و الاصوات ال
موجات غير منظورة وفى جهاز الاستقبال تتحول الموجات ثانية الى صور
اصوات بوسيلة الهوالى و التفزيون الملون اكثر تعقيدا من التلفزيون الاسود في
ابيض

(۲) عن انس رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من قضى لاحد م
امتى حاجة يريد ان يسره بها فقد سرنى و من سرنى فقد سر الله و من سر الله
ادخله الله الجنة.

(ب) درج ذیل میں سے تین اشعار کا ترجمہ کریں؟ 15=5x3

(۱) هو محبوبك باد محتجب　　يعرف الشوق له من يغترب

(۲) لك من فى الصبا مهد رحيم　　فاذا ووريت فالقبر الكريم

(۳) لو لابس الصخر الاصم بعض ما　　يلقاه قلبى فض اصلاد الصفا

(۴) لاتحسبن يادهر انى صارع　　لنكبة تعرقنى عرق المدى

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل میں سے تین سوالات کے عربی میں جوابات دیں؟ 15=5x3

(۱) الى اى شىء فتح النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطريق فى راى تولستوى؟

(۲) لماذا شكر الاستاذ تلميذه حسنا؟

(۳) حما هى الدول التى تتصل بها حدود باكستان؟

(۴) من حمل راية الاسلام و ابلغ رسالته الى كافة الناس؟

(ب) درج ذیل میں سے دو جملوں کی عربی بنائیں؟ 10=5+5

... سے نرم لہجے میں بات کرو۔
... کی ضرورت ہے؟
... کس طرح رقم نکلوائی جا سکتی ہے؟

## حصہ دوم — منطق

... منطق کی وجہ تسمیہ اور اس کے واضع کے بارے میں تفصیلاً تحریر کریں؟ 15=7+8

... کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تعریف و مثال لکھیں؟ 10

... (الف) اسم، کلمہ اور اداۃ کس کی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تعریف و مثال پر قلم کریں؟ 15=5x3

... کون کون سی قسمیں ہیں؟ تعریف لکھنا نہ بھولیں۔ 10

... (ب) حقول کی اقسام ثلاثہ مع تعریفات و امثلہ لکھیں؟ 15=5x3

... کے نام اور وجہ حصر تحریر کریں؟ 10

☆☆☆

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2024ء

### پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

## حصہ اوّل — عربی ادب

... (الف) درج ذیل میں سے کسی ایک جز کا ترجمہ کریں؟

... يون جهاز معقد لكن مبداه يسير و هو تحويل الصور و الاصوات الى ... غير منظورة وفي جهاز الاستقبال تتحول الموجات ثانية الى صور و ... بوسيلة الهوائي و التلفزيون الملون اكثر تعقيدا من التلفزيون الاسود في ...

... رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من قضى لاحد من ... حاجة يريد ان يسره بها فقد سرني و من سرني فقد سر الله و من سر الله ... الجنة۔

... كسى تين اشعار كا ترجمہ كريں؟

... بهاد منتحب يعرف الشوق له من يخترب

(۲) لك مـن فـي الصبـا مهـد رحيـم فـاذا وورىـت فـالقبـر الكـريـم
(۳) لـو لابـس الصخـر الاصـم بعض مـا يـلـقـاه قـلـبـي فـض اصلاد الصفا
(۴) لاتـحـسـبـن بـادهـر انـي ضـارع لـنـكـبـة تـعـرقـنـي عـرق المدى

**جوابات:**

**(الف) اجزاء کا اردو ترجمہ:**

۱- ٹیلی ویژن ایک پیچیدہ ڈھانچہ ہے لیکن اس کا اصول آسان ہے اور یہ تصویروں اور آوازوں کو غیر مرئی لہروں میں تبدیل ہوتا ہے اور دوبارہ یہی لہریں ہوا کے ذریعے انٹینا میں تصویروں اور آوازوں میں بدل جاتی ہیں۔ رنگین ٹی وی، بلیک اینڈ وائٹ سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔

۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے کسی امتی کی ضرورت پوری کی اور وہ اس کے ذریعے اسے خوش کرنا چاہتا ہے، تو اس نے مجھے خوش کیا، جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

**(ب) ترجمہ اشعار:**

۱- وہ اعلانیہ و پوشیدہ تیرا محبوب ہے۔ پردیسی اپنے وطن کی محبت اور شوق کو جان/پہچان لیتا ہے۔

۲- تیرے اس وطن کی طرف سے بچپن میں نہایت مہربان پنگھوڑا فراہم کیا، جب تجھے دفن کیا گیا تو عزت واحترام کی جگہ دی گئی۔

۳- اگر سخت چٹان کو وہ مصیبتیں پہنچیں جو میرے دل کو پہنچیں، تو وہ (چٹان) ٹکڑوں کو بھی ریزہ ریزہ کر دیں۔

۴- اے زمانہ! تو یہ خیال نہ کر کہ میں تکلیف و مصیبت کے سامنے جھک جاؤں گا، جو میرا گوشت ہڈیوں سے جدا کر رہی ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل میں سے تین سوالات کے عربی میں جوابات دیں؟

(۱) الى اى شيء فتح النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطريق في راى تولستوى؟
(۲) لماذا شكر الاستاذ تلميذه حسنا؟
(۳) ما هي الدول التي تتصل بها حدود باكستان؟

حمل رایة الاسلام و ابلغ رسالته الی کافة الناس؟

ذیل میں سے دو جملوں کی عربی بنائیں؟

ماں باپ سے نرم لہجے میں بات کرو۔

کیا ایکسرے کی ضرورت ہے؟

بینک سے کس طرح رقم نکلوائی جاسکتی ہے؟

(الف) سوالوں کے عربی میں جوابات:

الطریق الی الرقی و التقدم فی رای تولستوی

شکر الاستاذ تلمیذه حسنا لانه لفت انظاره الی موضوع مهم جداً۔

یتصل حدود باکستان فی الشمال بالصین و فی الغربی الشمالی بجمهوریة افغانستان الاسلامیة و فی الغرب الجنوبی بجمهوریة ایران الاسلامیة و فی الشرق بالجمهوریة الهندیة و اما فی الغرب فحدها البحر العربی۔

حمل العرب رایة الاسلام و ابلغ رسالته الی کافة الناس۔

جملوں کی عربی:

قولوا لوالدیکم قولاً کریماً.

هل احتاج الی صورة بالاشعة السینیة۔

کیف یمکن ان تسحب النقود من المصرف؟

حصہ دوم ...... منطق

(الف) منطق کی وجہ تسمیہ اور اس کے واضع کے بارے میں تفصیلاً تحریر کریں؟

...ات کی ابتداء کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تعریف ومثال لکھیں؟

(الف) علم منطق کی وجہ تسمیہ:

منطق "نطق" سے مشتق ہے، نطق کی دو قسمیں ہیں: نطق ظاہری و نطق باطنی۔ چونکہ یہ علم ان دونوں ...ہوتا ہے اس لیے اسے علم منطق کہتے ہیں۔

تعارف:

...ذوالقرنین کے حکم پر ارسطو نے اس کو وضع کیا۔ لہٰذا اسے معلم اول کہا جاتا ہے، پھر ابونصر ...فارابی نے اس کی تشریح وتوضیح کی تو انہیں معلم ثانی کہا جاتا ہے۔ مگر فارابی کی کتابیں جل کر ضائع ہوجانے

کے بعد بوعلی سینا نے اس علم کو دوبارہ مفصل تحریر کیا تو وہ معلم ثالث قرار پائے۔

## (ب) دلالت کی اقسام مع تعریفات وامثلہ:

دلالت کی دو قسمیں ہیں:

i- دلالت لفظیہ ii- دلالت غیر لفظیہ

i- دلالت لفظیہ: وہ دلالت جس میں دال لفظ ہو جیسے زید کی دلالت ذات زید پر۔

ii- دلالت غیر لفظیہ: وہ دلالت جس میں دال غیر لفظ ہو جیسے دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

سوال نمبر 4: (الف) اسم، کلمہ اور اداۃ کس کی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تعریف ومثال سپرد قلم کریں؟

(ب) مفہوم کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ تعریف لکھنا نہ بھولیں۔

## جوابات: (الف) اسم، کلمہ اور اداۃ کی تعریفات وامثلہ:

اسم: وہ لفظ مفرد ہے جو مستقل معنی پر دلالت کرتا ہو اور اپنی ہیئت کے ساتھ کسی زمانہ (ماضی، حال، مستقبل) پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے زَیْدٌ۔

کلمہ: وہ لفظ مفرد ہے جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور تین زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کسی زمانہ پر دلالت کرتا ہو جیسے ضَرَبَ۔

اداۃ: وہ لفظ مفرد جو مستقل معنی پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے مِن۔

یہ تینوں اقسام: یہ تینوں استقلال وعدم استقلال کے اعتبار سے لفظ مفرد کی اقسام ہیں۔

## (ب) مفہوم اور اس کی اقسام کی تعریفات مع امثلہ:

تعریف مفہوم: جو چیز ذہن میں آئے، اسے مفہوم کہا جاتا ہے۔ مفہوم کی دو اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- جزئی: وہ مفہوم ہے، جس کا نفسِ تصور شرکت کثیرین سے مانع ہو مثلاً زَیْدٌ۔

۲- کلی: وہ مفہوم ہے، جس کا نفس تصور شرکت کثیرین سے مانع نہ ہو جیسے اِنْسَانٌ۔

سوال نمبر 5: (الف) منقول کی اقسام ثلٰثہ مع تعریفات وامثلہ لکھیں؟

(ب) کلیات خمسہ کے نام اور وجہ حصر تحریر کریں؟

## جوابات: (الف) منقول کی اقسام ثلٰثہ مع تعریفات وامثلہ:

منقول کی باعتبار ناقل تین اقسام ہیں:

عرفی، شرعی اور اصطلاحی

۔۔۔ وہ لفظ منقول ہے جس کے ناقل عرف عام والے ہوں جیسے: لفظ دابۃ کہ اس کی وضع تو ہوئی تھی ۔۔۔ب علی الارض کے لیے لیکن بعد میں عرف عام والوں نے اس کو نقل کر دیا چار پاؤں کی

۔۔۔ وہ لفظ منقول ہے جس کے ناقل اہل شرع ہوں جیسے: لفظ صَلٰوۃ کہ اس کی وضع تو ہوئی تھی، ۔۔۔لیے بعد میں اس کا استعمال ہونے لگا مخصوص عبادت یعنی نماز کے لیے۔

۔۔۔طلاحی: وہ لفظ منقول ہے جس کے ناقل عرف خاص والے ہوں جیسے: لفظ اسم اس کی وضع تو ہوئی ۔۔۔یا علامت کے معنی کے لیے لیکن نحویوں نے اس کو نقل کر دیا ایسے کلمہ کی طرف جو مستقل معنی پر ۔۔۔ہو اور تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مقترن نہ ہو جیسے: زَیْدٌ۔

۔۔۔لیات خمسہ کے نام:

۔۔۔ نوع ۲- جنس ۳- فصل ۴- خاصہ ۵- عرض عام

۔۔۔لیات خمسہ کی وجہ حصر: کلی کی نسبت جب اس کے افراد کی طرف کی جائے تو وہ تین حال سے ۔۔۔یں، یا تو وہ اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہوگی یا جزء ہوگی یا حقیقت سے خارج ہوگی۔ اگر عین ہو تو ۔۔۔ نوع کہا جاتا ہے جیسے انسان، اگر جز ہو تو دو حال سے خالی نہیں ہوگی کہ وہ تمام کو مشترک ہوگی یا نہیں، ۔۔۔ک ہو تو جنس اور مشترک نہ ہو تو اسے فصل کہا جاتا ہے۔ اگر اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو تو ۔۔۔حال سے خالی نہیں ہوگی یا تو حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہوگی یا نہیں، اگر خاص ہو تو اسے ۔۔۔ خاص نہ ہو تو اسے عرض عام کہا جاتا ہے۔

☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2024ء/۱۴۴۵ھ

وقت: تین گھنٹے | چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ | کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں؟

### حصہ اوّل ...... سیرت

سوال نمبر 1:۔(الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اور دادا کا مختصر تعارف تحریر کریں؟ 15=7+8

(ب) حرب فجار پر نوٹ لکھیں نیز بتائیں کہ قریش کے ساتھ تعمیر کعبہ کا معاملہ کس طرح پیش آیا؟ 15=7+8

سوال نمبر 2:(الف) تولد شریف کے وقت کون کون سے خوارق عادت امور ظاہر ہوئے؟ کوئی سے تین کا ذکر کریں؟ 15=5x3

(ب) مسجد نبوی کی تعمیر کس طرح ہوئی؟ تفصیلاً بیان کریں؟ 15

سوال نمبر 3:(الف) تحویل قبلہ کا واقعہ تفصیل سے لکھیں؟ 15

(ب) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل وانصاف پر نوٹ زینت قرطاس کریں؟ 15

### حصہ دوم ...... تاریخ

سوال نمبر 4:(الف) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو اہم واقعات سپرد قلم کریں؟ 10

(ب) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر دو حدیثیں تحریر کریں؟ 10

سوال نمبر 5:(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کس طرح کی؟ تحریر کریں؟ 10

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ سپرد قلم کریں؟ 10

سوال نمبر 6:(الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ تحریر کریں؟ 10

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے دو واقعات تحریر کریں؟ 10

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2024ء

## چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

### حصہ اول ...... سیرت

سوال نمبر 1:۔(الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اور دادا کا مختصر تعارف تحریر کریں؟

(ب) حرب فجار پر نوٹ لکھیں نیز بتائیں کہ قریش کے ساتھ تعمیر کعبہ کا معاملہ کس طرح پیش آیا؟

جوابات:(الف) حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ ماجد کا مختصر تعارف:

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام حضرت عبد اللہ تھا۔آپ بہت حسن وجمال والے تھے۔ ذبح سے آپ کی شہرت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔قریش کی عورتیں آپ کی طرف مائل تھیں لیکن اللہ تعالی نے آپ پر عفت وعصمت میں محفوظ رکھا۔آپ کے دادا آپ کے لیے کسی ایسی عورت کی تلاش میں تھے جو حسب ونسب اور شرف وعفت میں ممتاز ہو۔اس لیے وہ آپ کو بنو زہرہ کے سردار وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے ہاں لے گئے اور وہب کی بیٹی آمنہ کے لیے ان کی طرف سے شادی کا پیغام دیا، کیونکہ آمنہ زہریہ قرشیہ حسب ونسب اور شرف وعفت میں تمام عورتوں سے افضل تھیں۔

اسی طرح ان کا عقد نکاح بھی وہیں منعقد ہو گیا۔آپ کی پیشانی میں نور محمدی چمکتا تھا۔پھر یہ نور محمدی حضرت آمنہ کے رحم مبارک میں منتقل ہو گیا اور آپ کی ولادت سے چھ ماہ قبل آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔انہوں نے ایک لونڈی ام ایمن، برکہ حبشیہ، پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں ترکہ میں چھوڑیں۔

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا مختصر تعارف:

آپ کے دادا کا نام حضرت عبد المطلب تھا، ان کو اہل مکہ کی ریاست عطاء ہوئی اور رفادت وسقایت ان کے حوالے ہوئی۔نور محمدی ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ان سے کستوری کی سی خوشبو آتی تھی۔قریش کو جب بھی کوئی حادثہ پیش آتا، تو آپ کو کوہ شیبہ پر لے جا کر آپ کے وسیلہ سے دعا کرتے اور وہ دعا قبول ہو جاتی۔ہر سال ماہ رمضان میں کوہ حرام میں جا کر عبادت میں مصروف ہو جاتے۔صرف آپ ہی شراب وزنا کو حرام سمجھتے تھے۔محارم سے نکاح اور ننگے ہو کر (برہنہ) طواف سے منع کرتے۔لڑکیوں کو قتل سے روکتے۔ چور کا ہاتھ کاٹ دیتے۔آپ بہت بڑے مستجاب الدعوات اور فیاض تھے۔اپنے دستر خوان سے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چرند پرند کو کھلایا کرتے، اس لیے انہیں مطعم الطیر کہا جاتا تھا۔آپ نے چاہ زمزم کو نئے سرے سے کھدوایا اس کا واقعہ یوں ہے کہ عمرو بن حارث نے جاتے ہوئے کعبہ کے ہر دو غزال طلائی اور حجر رکن کو زمزم میں ڈال کر ایسا بند کیا کہ کسی کو اس کا نام ونشان تک کا پتہ نہ چلا، آخر کار عبد المطلب کو اسے کھودنے کا

اشارہ خواب میں ملا۔

چاہِ زمزم کے کھودنے میں عبدالمطلب نے اپنے معاونین کی قلت محسوس کر کے یہ منت مانی تھی کہ اگر میں اپنے سامنے دس بیٹوں کو جوان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ جب یہ مراد بر آئی تو ایفائے نذر کے لیے دس بیٹوں کو لے کر کعبہ میں آئے اور پجاری سے اپنی نذر کا حال بیان کیا اور کہا ان دسوں پر قرعہ ڈالو، دیکھو کس کا نام نکلتا ہے۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنا اپنا نام لکھ کر دیا۔ ایک طرف پجاری قرعہ نکال رہا تھا، دوسری طرف عبدالمطلب یوں دعا کر رہے تھے: "یا اللہ! میں نے ان میں سے ایک کی قربانی کی منت مانی تھی۔ اب میں ان پر قرعہ اندازی کرتا ہوں تو جسے چاہتا ہے اس کا نام نکال"۔

اتفاق سے حضرت عبداللہ کا نام نکلا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور حضرت عبدالمطلب کو سب بیٹوں میں پیارے تھے۔ حضرت عبدالمطلب چھری ہاتھ میں لے کر ان کو قربان گاہ کی طرف لے چلے مگر قریش اور حضرت عبداللہ کے بھائی مانع ہوئے۔ آخرکار حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا، اتفاق سے عبداللہ ہی کے نام پر قرعہ نکلا۔ پھر حضرت عبداللہ اور بیس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا مگر نتیجہ وہی نکلا۔ بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹوں پر نوبت پہنچی تو قرعہ اونٹوں پر نکلا۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے سو (100) اونٹ قربانی کیے اور حضرت عبداللہ بچ گئے۔ اسی واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انا ابن الذبیحین یعنی میں دو ذبیحوں (اسمٰعیل و عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

## (ب) حرب فجار پر نوٹ:

آغازِ اسلام سے پہلے عرب میں جو لڑائیاں ان مہینوں میں پیش آتی تھیں جن میں لڑنا ناجائز تھا وہ حروبِ فجار کہلاتی تھیں۔ چوتھی یعنی اخیر حرب فجار میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ نعمان بن منذر شاہ حیرہ ہر سال اپنا تجارتی مال بازار عکاظ میں فروخت کرنے کے لیے اشرافِ عرب میں سے کسی کی پناہ میں بھیجا کرتا تھا۔ اس دفعہ جو اس نے اونٹ لدوا کر تیار کیے اتفاق تمام عرب کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر تھی، جن میں بنی کنانہ میں سے براض اور ہوازن میں سے عروہ رحال موجود تھا۔ نعمان نے کہا: اس قافلہ کو کون پناہ دے گا؟ براض بولا: میں بنی کنانہ کی طرف سے پناہ دیتا ہوں۔ نعمان نے کہا: مجھے ایسا شخص چاہیے جو اہل نجد و تہامہ سے پناہ دے، تو عروہ نے کہا: میں پناہ دیتا ہوں۔ نعمان نے کہا: اہل کنانہ سے بھی۔ عروہ نے جواب دیا: تمام مخلوق سے۔ لہٰذا عروہ قافلہ لے کر روانہ ہو گیا اور براض نے اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کر دیا۔ کیونکہ عروہ ہوازن کا سردار تھا اور ہوازن والے قصاص کی بجائے کسی قریش سردار کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر قریش نے منظور نہ کیا۔

آخری جنگ جو قریش و کنانہ و ہوازن کے درمیان چھڑ گئی، کنانہ کا سپہ سالار اعظم حرب بن امیہ تھا، جو

سفیان کا باپ اور حضرت امیر معاویہ کا دادا تھا اور ہوازن کا سپہ سالار اعظم مسعود بن معتب ثقفی تھا۔ لشکر
قریش کے ایک پہلو پر عبداللہ بن جدعان اور دوسرے پر کریز بن ربیعہ اور قلب بن امیہ تھا۔ اس جنگ میں
چار لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سے ایک میں حضرت کے چچا آپ کو بھی لے گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کی عمر مبارک چودہ سال کی تھی۔ مگر آپ نے خود لڑائی نہیں کی، بلکہ تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو
دیتے رہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: و کنت انبل علی اعمامی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے بھی تیر پھینکے
تھے۔ بہر حال اخیر میں فریقین میں صلح ہوگئی۔

## تعمیر کعبہ میں پیش آنے والا معاملہ:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس (35) برس ہوئی تو قریش نے کعبہ کو از سر نو بنایا۔
عمارت نشیب میں واقع تھی، جس کی وجہ سے وادی مکہ کی رودوں کا پانی حرم شریف میں آ جاتا۔ اس پانی کو
روکنے کے لیے بند بھی بنوایا مگر وہ ٹوٹ پھوٹ جاتا۔ اس بار ایسی زور کی رو آئی کہ کعبہ کی دیواریں پھٹ
گئیں۔ اس وجہ سے قریش نے پرانی عمارت کو ڈھا کر نئے سرے سے مضبوط و مسقف بنانے کا فیصلہ کیا۔
اتفاق سے ایک رومی تاجر باقوم کا جہاز ساحل جدہ پر کنارے سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ باقوم مذکور معمار و نجار
تھا۔ قریش کو خبر ہوئی تو ولید بن مغیرہ چند دیگر قریشی لوگوں کے ساتھ وہاں پہنچا۔ اس نے چھت کے لیے
جہاز کے تختے خرید لیے اور باقوم کو بھی ساتھ کیا۔ دیواروں کے لیے قریش کے ہر قبیلے نے الگ الگ قسم
کے پتھر ڈھونڈنے شروع کر دیئے۔ دو دو مرد مل کر دور سے پتھروں کو کندھوں پر اٹھا کر لاتے۔ آپ اس کام
میں اپنے چچا حضرت عباس کے ساتھ شریک تھے۔ قبائل قریش نے تعمیر کے لیے کسب حلال کی کمائی کے سوا
اور مال خرچ نہ کیا۔

جب عمارت کی تکمیل ہوگئی اور حجر اسود نصب کرنے کی باری آئی تو ہر قبیلہ کی خواہش تھی کہ یہ سعادت
اس کے حصہ میں آئے جس کی وجہ سے ان کے درمیان جنگ چھڑنے کی نوبت آ گئی۔ لہٰذا حضرت ام
المؤمنین حضرت ام سلمہ کے والد (جو قریش میں سب سے معمر تھے) نے رائے دی جو کل صبح اس مسجد کے
باب بنی شیبہ سے حرم میں جو سب سے پہلے داخل ہوگا' وہی اس جھگڑے کا فیصلہ کرے گا۔ سب نے اس
رائے سے اتفاق کیا۔

اگلے روز سب سے پہلے جو شخص داخل ہوا وہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ انہیں دیکھتے
ہی سب پکار اٹھے کہ "یہ امین ہیں ہم راضی ہیں ان پر"۔ جب انہوں نے آپ سے معاملہ کا ذکر کیا تو آپ
نے اپنی چادر مبارک زمین پر بچھا کر اس میں حجر اسود رکھا اور فرمایا: ہر قبیلہ اپنا ایک سردار منتخب کر لے، وہ
ہر ایک سردار چادر کے چاروں کونے تھام لیں' اور اسے اوپر اٹھائیں۔ اس طرح جب چادر اپنے مقام پر

پہنچ گئی، تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اسے (حجر اسود) نصب کیا اور تمام قبائل بھی خوش ہو گئے۔ یہ معاملہ بغیر جنگ وجدال کے بخیر وعافیت پایہ تکمیل کو پہنچا۔

سوال نمبر 2: (الف) تولد شریف کے وقت کون کون سے خوارق عادت امور ظاہر ہوئے؟ کوئی سے تین کا ذکر کریں؟

(ب) مسجد نبوی کی تعمیر کس طرح ہوئی؟ تفصیلاً بیان کریں؟

## جوابات:

### (الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت رونما ہونے والے واقعات:

تولد شریف کے وقت غیب سے عجیب وغریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پسندیدہ ہیں۔ چنانچہ ستارے تعظیم کے لیے جھک کر آپ کے قریب آ گئے اور ان کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آ گئے۔ شیاطین پہلے آسمانوں پر چلے جاتے اور کاہنوں کو بعض مغیبات کی خبر دے دیتے تھے اور وہ لوگوں کو کچھ اپنی طرف سے ملا کر بتا دیا کرتے تھے۔ اب آسمانوں میں ان کا آنا جانا بند کر دیا گیا اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی۔ اس طرح وحی وغیر وحی میں خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ جاتا رہا۔ شہر مدائن میں محل کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اس میں اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس خادمان اسلام کے قبضہ میں آ جائے گا۔ فارس کے آتش کدے ایسے سرد پڑ گئے کہ ہر چند ان میں آگ جلانے کی کوشش کی جاتی تھی مگر نہ جلتی تھی بحیرہ ساوہ جو ہمدان وقم کے درمیان چھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا اور جس کے کناروں پر شرک وبت پرستی ہوا کرتی تھی، یکا یک بالکل خشک ہو گیا۔ وادی ساوہ (شام وکوفہ کے درمیان) کی ندی جو بالکل خشک پڑی تھی، لبالب بہنے لگی۔

### (ب) مسجد نبوی کی تعمیر:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ جہاں بیٹھا تھا۔ وہ جگہ دو نجاری یتیموں (سہیل وسہل) کی تھی۔ جن کے ولی حضرت اسعد بن زرارہ نجاری خزرجی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ اس زمین میں کھجوریں خشک کرنے کے لیے پھیلا دیا کرتے تھے۔ اس کے ایک حصہ میں حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے ایک مختصر جگہ بنائی ہوئی تھی، جس پر چھت نہ تھی۔ یہاں وہ نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ باقی زمین میں کھجور کے درخت اور مشرکوں کی قبریں اور گڑھے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں مسجد جامع بنانے کا ارادہ کیا۔ آپ نے ان یتیم بچوں کو بلا بھیجا اور ان سے قیمت پر زمین طلب کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم بلا قیمت آپ کی نذر

...ہیں۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اور قیمت دے کر خرید لی۔ تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ قبریں اکھڑوا کر
...دوسری جگہ دبا دی گئیں۔ درخت کاٹ دیئے گئے اور گڑھے ہموار کر دیئے گئے۔ حضور سرور
...صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی کام کر رہے تھے۔ آپ اپنی چادر میں اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے اور یوں فرما

...ہذا الحمال لا حمال خیبر ہذا ابر ربنا و اطہر

...ہمارے پروردگار! یہ اینٹیں خیبر کے تمر و زبیب سے زیادہ ثواب والی اور پاکیزہ ہیں۔ اور نیز فرما

...ان الاجر اجر الاخرہ فارحم الانصار و المہاجرہ

...بیشک اجر صرف آخرت کا اجر ہے پس تو انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔

...نہایت سادہ تھی۔ بنیادیں تین ہاتھ تک پتھر کی تھیں۔ دیواریں کچی اینٹوں کی۔ چھت برگ خرما
...سے کچھ اونچی اور ستون کھجور کے تھے۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا۔ تین دروازے
...ایک جانب کعبہ اور دو دائیں بائیں، جب قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف ہو گیا تو جانب کعبہ کا دروازہ بند کر
...اس کے مقابل شمالی جناب میں نیا دروازہ بنا دیا گیا۔ چونکہ چھت پر مٹی کم تھی اور فرش خام تھا۔ اس
...فرش میں کیچڑ ہو جایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ رات کو بارش بہت ہوئی۔ جو نمازی آتا کپڑے میں کنکریاں
...اور اپنی جگہ پر بچھا لیتا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''یہ خوب
...کنکروں کا فرش بنوا دیا۔

...نمبر 3: (الف) تحویل قبلہ کا واقعہ تفصیل سے لکھیں؟
...سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل و انصاف پر نوٹ زینت قرطاس کریں؟

...جوابات:

(الف) تحویل قبلہ پر نوٹ: نماز اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور نماز کی روح خشوع ہے، مقصود
...تقویت پہنچتی ہے، نماز و جماعت و جمعہ میں اتحاد جہت کا اثر جو دوسرے نمازیوں پر پڑتا ہے محتاج
...نہیں، اس لیے نماز میں ایک جہت کا تعین ضروری ہے بلکہ جو ذات پاک سزاوار عبادت ہے، یہ تعین
...جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مکہ میں کعبہ کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے، ہجرت کے بعد
...کی مصلحت کچھ عرصہ بیت المقدس آپ کا قبلہ مقرر رہا۔ آپ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی
...نماز پڑھی، یہود آپ پر طعن کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر قبلہ میں
...محتاج ہیں؟ اس لیے آپ کی آرزو بھی تھی کہ ملت ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہو۔ ''بیشک

ہم دیکھتے ہیں تیرے منہ کا پھرنا آسمان کی طرف، پس ہم ضرور پھیریں گے تجھ کو اس قبلہ کی طرف جو تواسے پسند کرتا ہے، پس منہ پھیر اپنا مسجد حرام کی طرف جس جگہ تم ہو۔ پس تم منہ پھیرو اپنے اس کی طرف۔"
کیفیت یہ ہے کہ جب یوم دوشنبہ یا نصف شعبان سہ شنبہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے، تیسری رکعت کے رکوع میں تھے وحی الٰہی سے آپ نے نماز ہی میں کعبہ کی طرف رخ کرلیا اور مقتدیوں نے آپ کی اقتداء کی۔ اس مسجد کو مسجد "قبلتین" بھی کہتے ہیں۔ ایک نمازی جو جماعت میں شامل تھا عصر کے وقت مسجد بنی حارثہ میں گیا، اس نے دیکھا کہ وہاں انصار نماز عصر بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے ہیں۔ اس نے تحویل قبلہ کی خبر دی، وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ رخ ہو گئے۔ دوسرے روز قبا میں عین اسی وقت خبر پہنچی جب لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے بھی اس حال میں اپنا رخ بدل کر کعبہ کی طرف کرلیا۔ تحویل قبلہ یہودیوں پر سخت ناگوار گزرا۔ اس پر اعتراض کرنے لگے، ان کا اعتراض ان آیات میں مذکور ہے اور جواب بھی۔

**(ب) سرکار دو عالم کا عدل وانصاف:** آپ سب سے زیادہ عدل وانصاف سے کام لیتے۔ طفولیت کے دور میں جب آپ پہلی مرتبہ حضرت حلیمہ سعدیہ کی گود میں گئے تو آپ نے صرف ان کی دائیں چھاتی سے دودھ پیا اور بائیں چھاتی ان کے شیر خوار بچہ کے لیے چھوڑ دی۔

ایک دفعہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر فرمائی قریش کی خواہش تھی کہ وہ حد سے بچ جائے۔ چنانچہ انہوں نے اسامہ بن زید کو بطور سفارش آپ کے پاس بھیجا تو آپ نے فرمایا: تم سے پہلی قومیں بھی اسی لیے برباد ہوئیں کہ ان کے غریبوں کو سزا دی جاتی اور امیروں کو چھوڑ دیا جاتا۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے لیے صف آرائی فرمارہے تھے۔ حضرت سواد بن غزیہ انصاری صف سے آگے نکلے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک تیر کی لکڑی سے ان کے پیٹ کو ٹھوکا اور فرمایا: اے سواد! برابر ہو جاؤ۔ اس پر سواد نے حضور سے قصاص طلب کیا' آپ نے فوراً اپنا شکم مبارک برہنہ کر دیا اور فرمایا: اسود! قصاص لے لو۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ایسے ہیں جن سے آپ کے عدل وانصاف کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

## حصہ دوم ...... تاریخ

سوال نمبر 4: (الف) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو اہم واقعات سپرد قلم کریں؟ 10

(ب) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر دو حدیثیں تحریر کریں؟ 10

(الف) ۱- دور صدیقی میں جمع قرآن کا واقعہ:

جس وقت جو آیت اترتی حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق اونٹ کی ہڈیوں پر، کھجوروں کے پتوں پر کاغذوں پر لکھ لیتے تھے اور یہ چیزیں متفرق طور پر لوگوں کے پاس رہیں لیکن ان حضرات کو زیادہ حافظے پر تھا۔ یعنی عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پورے قرآن کے حافظ تھے جیسا کہ آج حافظ ہیں بلکہ اس سے زیادہ تو یوں سمجھو کہ قرآن پاک کی ترتیب خود حضور علیہ السلام نے دے دی تھی لیکن ایک جگہ کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا تھا۔ اس کی تین وجہیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ چونکہ صدہا حافظ اس کو اسی ترتیب سے یاد کر چکے تھے جو آج تک چلی آرہی ہے اور نماز میں پڑھنا فرض تھا۔ نماز کے علاوہ بھی صحابہ کرام برکت کے لیے اس کو اکثر اوقات پڑھتے ہی رہتے تھے۔ اس لیے اس کے ضائع ہونے کا کچھ اندیشہ نہ تھا اور دوسرے یہ کہ جہاد اور دیگر ضروریات زندگی کی وجہ سے اتنا موقعہ نہ مل سکا کہ اس کو ایک جگہ جمع کیا جاتا۔ تیسرے یہ کہ جب تک کہ پورا قرآن پاک نہ آجاتا' اس کو جمع کرنا غیر ممکن تھا کیونکہ ہر سورۃ کی کچھ آیات اتر چکی تھیں کچھ اترنے والی ہوتی تھیں۔ حضور کی وفات سے کچھ روز پہلے نزول قرآن کی تکمیل ہوئی۔ غرضیکہ حضور علیہ السلام کی زندگی پاک میں قرآن کریم کتابی شکل میں ایک جگہ جمع نہ ہو سکا۔ البتہ مرتب ہو گیا' اللہ کی شان ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی زمانے میں یعنی حضور علیہ السلام کی وفات ہی کے سال یمامہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں سے صحابہ کرام کو سخت جنگ کرنی پڑی اس جنگ میں تقریباً ستر حافظ قرآن بھی شہید ہو گئے، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ صدیقی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اگر اسی طرح حافظ اور قرآء شہید ہوتے رہے تو بہت جلد قرآن پاک ضائع ہو جائے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا' جنہوں نے حضور علیہ السلام کے زمانہ میں وحی لکھنے کی خدمت سرانجام دی تھی اور اس کا نگران حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا کہ تم تمام جگہ سے قرآن پاک کی آیات جمع کر کے کتابی شکل میں تیار کرو۔ زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے تھے: آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام نے نہ کیا؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کام اچھا ہے۔ (نوٹ) اس بدعت حسنہ کا ثبوت ہوا۔ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے نہایت محنت اور جانفشانی سے ان تمام آیتوں کو یکجا جمع کیا جو کہ لوگوں کے سینوں، کھجور کے پتوں اور کاغذوں پر لکھی ہوئی تھیں اور ترتیب وہی رہی جو حضور علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ یہ قرآن کا نسخہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیات میں ان کے پاس رہا۔ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ پھر ان کے بعد حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔

۲۔ مسیلمہ کذاب کی سرکوبی: اسی سال کے آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو ساتھ لے کر یمامہ کی طرف گئے تا کہ جھوٹے نبوت کے دعویٰ دار مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ کریں، دونوں لشکروں کے درمیان بڑی زبردست لڑائی ہوئی۔ حضرت خالد بن ولید نے کئی دنوں تک ان کا محاصرہ کیے رکھا۔ آخر کار نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کو مار دیا گیا۔ اسے حضرت وحشی نے قتل کیا تھا، جنہوں نے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا۔ جب مسیلمہ کذاب مارا گیا اس وقت اس کی عمر ایک سو پچاس برس تھی۔ اس کی پیدائش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی پیدائش سے بھی پہلے ہوئی تھی۔ اس میں کئی صحابہ کرام اور حفاظ قرآن شہید ہوئے جن کی تعداد ستر تھی۔

## (ب) خلافت بلافصل پر دو حدیثیں:

۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میرے بعد ان دو لوگوں کی پیروی کرنا یعنی ابوبکر اور عمر کی۔

۲۔ بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے تھوڑا عرصہ پہلے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے'' تو روایت کے آخر میں ارشاد فرمایا: مسجد نبوی کی طرف کھلنے والے ہر دروازے کو بند کر دیا جائے، صرف حضرت ابوبکر کے دروازے کو کھلا رہنے دیا جائے۔

سوال نمبر 5: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کس طرح کی؟ تحریر کریں؟
(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ سپرد قلم کریں؟

## جوابات: (الف) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت بے مثال ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص نے اعلانیہ ہجرت نہیں کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کی نیت سے نکلے تو اپنی تلوار تلے میں لٹکائی، کمان کندھے پر اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے جہاں سارے اشراف قریش تھے۔ آپ نے اطمینان سے طواف کیا۔ پھر نہایت اطمینان سے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی، پھر اشراف قریش کی جماعت کے پاس آ کر ایک ایک شخص سے الگ الگ فرمایا: تم لوگوں کے چہرے بد شکل ہو کر بگڑ جائیں اور تمہارا ناس ہو۔ پھر فرمایا: جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد، اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ دیکھنا چاہتا ہے، وہ میرا مقابلہ کرے۔ اس للکار پر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے مقابلہ کرنے کی جرأت کرے، اس طرح آپ نے ہجرت فرمائی۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ:

دن بدن مسلمانوں کی تعداد بڑھتے ہوئے دیکھ کر ایک روز کفار مکہ جمع ہوئے اور سب نے یہ طے کیا کہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے۔ (مَعَاذَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ) مگر سوال پیدا ہوا کہ کون قتل کرے گا؟
اعلان ہوا کہ ہے کوئی بہادر ہے، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے؟ اس اعلان پر پورا مجمع تو
خاموش رہا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان کو قتل کروں گا۔ لوگوں نے کہا: بے شک تم ہی ان کو قتل
کر سکتے ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور تلوار لٹکائے ہوئے چل دیئے۔ اسی خیال میں جا رہے تھے
کہ ایک صاحب قبیلہ زہرہ کے جن کا نام حضرت نعیم بن عبد اللہ بتایا جاتا ہے اور بعض لوگوں نے دوسروں کا
نام لکھا ہے۔ بہر حال اُنہوں نے پوچھا کہ اے عمر! کہاں جا رہے ہو؟ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے
جا رہا ہوں۔ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس قتل کے بعد تم بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح بچ سکو
گے؟ وہ تمہیں ان کے بدلے میں قتل کر دیں گے۔ اس بات کو سن کر وہ بگڑ گئے اور کہنے لگے: معلوم ہوتا ہے
کہ تم نے بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے تو لاؤ میں پہلے تجھی کو نپٹا دوں۔ یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور
حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے بھی یہ کہا کہ ہاں میں مسلمان ہو گیا ہوں اپنی تلوار سنبھالی۔ عنقریب دونوں
طرف سے تلوار چلنے کو تھی کہ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو پہلے اپنے گھر کی خبر لے۔ تیری بہن فاطمہ
بنت خطاب اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ دونوں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔
یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بے انتہا غصہ ہوا وہ وہیں سے پلٹ پڑے اور سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے۔
وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ دروازہ بند کیے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ ان کی آواز سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ گھر کے
ایک حصہ میں چھپ گئے۔ بہن نے دروازہ کھولا۔ آپ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا: تم لوگ کیا کر رہے
تھے؟ یہ آواز کس کی تھی؟ آپ کے بہنوئی نے ٹال دیا اور کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ کہنے لگے: مجھے معلوم ہوا
ہے کہ تم لوگوں نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا ہے؟ بہنوئی نے کہا: ہاں باپ دادا کا
دین باطل ہے اور دوسرا دین حق ہے۔ یہ سننا تھا کہ بے تحاشا ٹوٹ پڑے ان کی داڑھی پکڑ کر کھینچی اور زمین
پر پٹک کر خوب مارا۔ ان کی بہن چھڑانے کے لیے دوڑیں تو ان کے منہ پر ایک گھونسا اتنی زور سے مارا کہ وہ
خون سے تر بتر ہو گئیں۔ آخر وہ بھی حضرت عمر ہی کی بہن تھیں کہنے لگیں کہ عمر ہم کو اس وجہ سے مار رہے ہو کہ
ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ کان کھول کر سن لو کہ تم مار مار کر ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ نکال لو یہ ہو سکتا ہے،
لیکن ہمارے دل سے ایمان نکال لو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور آپ کی بہن نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ

کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بے شک ہم لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ تجھ سے جو ہو سکے تو کر لے بہن کے جواب اور ان کو خون سے تر بتر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ آپ نے فرمایا: اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تم لوگ پڑھ رہے تھے تاکہ میں بھی اس کو پڑھوں؟ آپ کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اس مقدس کتاب کو پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر چند اصرار کیا مگر وہ بغیر غسل کے دینے کو تیار نہ ہوئیں۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا پھر کتاب لے کر پڑھی۔ اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اس کو پڑھنا شروع کیا۔ جس وقت اس آیت کریمہ پر پہنچے: اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝ یعنی بے شک میں اللہ ہوں۔ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔ (پ ۱۶، ع ۱۰) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ جس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے بات سن لی تو آپ باہر نکل آئی اور کہا کہ اے عمر! میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ کل جمعرات کی شب میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ العالمین! عمر اور ابو جہل میں جو تجھے محبوب و پیارا ہو، اس سے اسلام کو قوت عطا فرما۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا پہاڑی کے قریب حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ آپ کو ساتھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے چلے۔ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حضرت حمزہ، حضرت طلحہ اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حفاظت اور نگرانی کے لیے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا: عمر آ رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کی بھلائی منظور ہے تب تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے اور اگر ان کی نیت کچھ اور ہے تو اس وقت ان کا قتل کرنا بہت آسان ہے۔ اسی درمیان میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان حالات کے بارے میں وحی نازل ہو چکی تھی، سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان سے باہر تشریف لا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دامن اور ان کی تلوار پکڑ لی اور فرمایا: اے عمر! کیا یہ فساد تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے جب تک کہ تم پر ذلت و رسوائی مسلط نہ ہو جائے؟ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس طرح اللہ کے محبوب پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں

مقبول ہوئی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرضوان فرماتے ہیں:

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر ۶: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ تحریر کریں؟

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے دو واقعات تحریر کریں؟

## جوابات:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت کل بارہ سال رہا۔ شروع کے چھ برسوں میں لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی، بلکہ ان برسوں میں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ لوگوں میں مقبول و محبوب رہے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں کچھ سختی تھی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں سختی کا وجود نہ تھا۔ آپ بہت بامروت تھے، لیکن آخری چھ برسوں میں بعض گورنروں کے سبب لوگوں کو آپ سے شکایت ہوگئی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ ابھی عبداللہ کے تقرر کو صرف دو سال گزرے تھے کہ مصر کے لوگوں کو ان سے شکایتیں پیدا ہوگئیں۔ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دادرسی چاہی آپ نے بذریعہ تحریر عبداللہ کو سخت تنبیہ فرمائی اور تاکید کی کہ خبردار! آئندہ تمہاری شکایت میرے پاس نہ پہنچے۔ مگر عبداللہ نے آپ کے خط کی کچھ پرواہ نہ کی بلکہ مصر کے جو لوگ دار الخلافہ مدینہ شریف میں شکایت لے کر آئے تھے ان کو قتل کر دیا۔ اس سے مصر کی حالت اور زیادہ خراب ہوگئی یہاں تک کہ وہاں سے سات سو افراد مدینہ شریف آگئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عبداللہ کی زیادتیاں بیان کیں اور دوسرے صحابہ کرام سے بھی شکایتیں کیں تو بعض صحابہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سخت کلامی کی اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کے پاس آئے ہیں اور عبداللہ بن ابی سرح جس پر قتل کا الزام ہے اس کی معزولی اور برطرفی کا آپ سے مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ ایسے شخص کو مناسب سزا دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ لوگ قتل ناحق کے سبب مصر کے گورنر کی معزولی چاہتے ہیں۔ آپ اس معاملہ میں انصاف کیجیے اور عبداللہ بن ابی سرح کی جگہ کسی دوسرے کو گورنر مقرر کر دیجیے۔ آپ نے مصر کے لوگوں سے فرمایا: اختاروا رجلا اولیہ علیکم مکانہ یعنی آپ لوگ خود ہی کسی کو گورنر چن لیجیے میں عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے آپ لوگوں کے چنے ہوئے گورنر کو مقرر کر دوں گا۔ ان لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق کے فرزند یعنی محمد بن ابوبکر کو منتخب کیا رضی اللہ عنہما۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے انتخاب کو منظور فرما

لیا اور حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کے لیے پروانہ تقرری اور عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں معزولی کی تحریر لکھ دی۔ محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما آئے ہوئے سات سو افراد اور کچھ انصار و مہاجرین کے ساتھ مصر کے لیے روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ سے ابھی یہ قافلہ تیسری منزل پر تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام سانڈنی پر بیٹھا ہوا نہایت تیزی سے لے کر جا رہا تھا۔ مگر آپ کو کوئی علم نہیں تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر فرمایا: نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے، نہ کسی سے لکھوایا ہے اور نہ میں نے غلام کو یہ خط دے کر مصر کی طرف روانہ کیا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر اپنی برات ظاہر فرمائی تو ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ ان کا دامن اس جرم سے پاک ہے۔ لوگوں نے تحریر کو بغور دیکھا تو یہ خیال قائم کیا کہ تحریر مروان کی ہے اور ساری شرارت اسی کی ذات سے ہے۔ مروان اس وقت امیر المؤمنین کے مکان میں موجود تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کر دیجیے۔ آپ نے انکار کر دیا۔ اس لیے کہ وہ لوگ غیظ وغضب میں بھرے ہوئے تھے مروان کو سزا دیتے اور اسے قتل کر دیتے۔ حالانکہ تحریر سے یقین کامل نہیں ہوتا اس لیے کہ الخط یشبہ الخط۔ یعنی ایک تحریر دوسری تحریر کے مشابہ ہوتی ہے تو انہیں مروان کی تحریر ہونے کا صرف شبہ تھا اور شبہ کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو پہنچتا ہے۔ اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مروان کو ان کے سپرد نہیں کیا۔ علاوہ اس کے سپرد کرنے میں بہت بڑے فتنہ کا اندیشہ بھی تھا۔

بہر حال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مروان کو لوگوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تو صحابہ کرام یہاں سے اُٹھ کر چلے گئے اور آپس میں یہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کبھی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے مگر کچھ لوگ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ وہ شک سے بری نہیں ہو سکتے جب تک کہ مروان کو ہمارے سپرد نہ کر دیں اور ہم اس سے تحقیق نہ کر لیں اور یہ معلوم نہ ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیا گیا۔ اگر یہ بات ثابت ہو گئی کہ خط اُنہوں نے ہی لکھا ہے تو ہم انہیں خلافت سے الگ کر دیں گے اور اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مروان نے خط لکھا ہے تو ہم اسے سزا دیں گے۔

لیکن حضرت عثمان جانتے تھے کہ اگر انہوں نے مروان کو ان کے حوالے کر دیا تو اسے قتل کر دیں گے۔ لوگوں نے برہم ہو کر آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ ان کے گھر پانی تک نہ پہنچنے دیا۔ پھر آپ چھت پر گئے اور پوچھا: مجمع میں حضرت علی یا حضرت سعد موجود ہیں۔ لوگوں نے کہا: ان میں سے کوئی نہیں ہے۔ آپ خاموش ہو گئے پھر تھوڑی دیر بعد بولے: علی سے کہو کہ ہم پیاسوں کو پانی پلا دے، جب آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے تین مشکیزے فوراً روانہ کیے۔ پانی بھی اتنی مشکل سے پہنچا کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند

غلام زخمی ہو گئے۔

اسی اثناء میں حضرت علی کو اطلاع ملی کہ لوگ حضرت عثمان غنی کو شہید کرنے کے در پے ہیں تو آپ نے اپنے صاحبزادوں حسنین کریمین کو برہنہ تلوار دے کر حضرت عثمان کی دروازے کے باہر کھڑا کر دیا۔ ان کے علاوہ حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور دیگر چند صحابہ نے بھی اپنے لڑکے حضرت عثمان کی حفاظت کے لیے بھیج دیے۔

جب محمد بن ابوبکر نے یہ دیکھا کہ تیر چلانے شروع کر دیئے۔ ان میں سے ایک تیر حضرت حسن کو جا لگا۔ محمد بن ابوبکر یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ کہیں حضرت حسن کو زخمی دیکھ کر بنو ہاشم نہ برہم ہو جائیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ ہم چپکے سے حضرت عثمان کے گھر میں داخل ہو کر انہیں شہید کر دیں۔

چنانچہ محمد بن ابوبکر دو آدمیوں کے ساتھ کسی کو خبر ہوئے بغیر ایک انصاری کے گھر میں کودے اور وہاں سے حضرت عثمان کی چھت پر سے کود کر گھر میں داخل ہو گئے۔ محمد بن ابوبکر نے آپ کی داڑھی پکڑ لی تو آپ نے اس سے فرمایا: اگر تیرا باپ تجھے اس حالت میں دیکھتا تو کیا کہتا؟ یہ سن کر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی؛ لیکن اتنے میں دوسرے دونوں آدمی گھر میں داخل ہو گئے اور آپ کو بے دردی سے شہید کر کے فرار ہو گئے۔

آپ کی اہلیہ چیخ و پکار کرنے لگیں، مگر اس شور وغل میں کسی کو آواز سنائی نہ دی۔ پھر انہوں نے چھت پر جا کر کہا: امیر المؤمنین شہید ہو گئے ہیں، لوگ دوڑے اور دیکھا کہ آپ واقعی ہی شہید ہو چکے ہیں۔

(ب) شجاعت علی رضی اللہ عنہ:

پہلا واقعہ: جنگ بدر میں جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسود بن عبد الاسد مخزومی کو کاٹ کر جہنم میں پہنچایا' تو اس کے بعد کافروں کے لشکر کا سردار عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کو ساتھ لے کر میدان میں نکلا اور چلا کر بولا: (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) اشراف قریش میں سے ہمارے جوڑ کے آدمی بھیجے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: اے بنی ہاشم! اٹھو اور حق کی حمایت میں لڑو، جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سن کر حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم دشمن کی طرف بڑھے۔ لشکر کا سردار عتبہ، حضرت حمزہ کے مقابل ہوا اور ذلت کے ساتھ مارا گیا، ولید جسے اپنے بہادری پر بڑا ناز تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا آگے بڑھا اور ڈینگیں مارتے ہوئے آپ پر حملہ کیا مگر شیر خدا نے تھوڑی ہی دیر میں اسے مار گرایا، ذوالفقار حیدری نے اس کے گھمنڈ و غرور کو خاک میں ملا دیا۔ اس کے

بعد آپ نے دیکھا کہ عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا ہے تو آپ نے جھپٹ کر اس پر حملہ کیا اور اسے بھی واصل جہنم کر دیا۔

دوسرا واقعہ: جنگ احد میں جب مسلمان آگے اور پیچھے سے کفار کے بیچ میں آ گئے، جس کے سبب بہت سے لوگ شہید ہوئے تو اس وقت سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی کافروں کے گھیرے میں آ چکے تھے۔ انہوں نے اعلان کیا: اے مسلمانو! تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں۔ یہ اعلان سن کر مسلمان پریشان ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کافروں نے مسلمانوں کو آگے پیچھے سے گھیر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو پہلے میں نے آپ کو زندوں میں تلاش کیا وہاں نہیں پایا، پھر مردوں میں دیکھا وہاں بھی نہیں پایا، میں نے سوچا کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ سے بھاگ جائیں۔ پھر میں نے سوچا کہ یقیناً اللہ نے فرشتوں کے ذریعے ان کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا ہے، اب میں بھی ان کفار میں گھس جاؤں اور ان کو مارتے مارتے شہید ہو جاؤں۔ پھر میں کافروں میں گھس گیا ان کو مارنے لگا، وہ پیچھے ہٹنے لگے اور آخر کار میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور بھاگ کر آپ کے پاس چلا گیا۔ کفار حملہ کرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! ان کو روکو، تو میں نے تنہا ان سب کا مقابلہ کیا اور مار بھگایا، ان سب کے بعد ایک اور گروہ نے آپ پر حملہ کر دیا تو میں نے اکیلے ان کو بھی مار بھگایا۔ اس موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے میری بہادری کی تحسین فرمائی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: بے شک میں تم دونوں سے ہوں۔

☆☆☆

# تنظیم المدارس (اہلِ سنّت) پاکستان

الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے) سال دوم (طالبات) ۱۴۴۶ھ/2025ء

وقت: تین گھنٹے پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں؟

## حصہ اوّل ...... قرآن مجید

سوال نمبر 1:- درج ذیل میں سے چھ اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَ كُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝

(۳) اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝

(۴) فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

(۵) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝

(۶) اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(۷) اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

(۸) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

(۹) وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَ نَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝

سوال نمبر2:۔کوئی سے دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱) عَنِيْدٌ (۲) اَقْلِعِىْ (۳) ضَائِقٌ (۴) فَخُوْرٌ

(۵) غُمَّةٌ (۶) اَلصُّدُوْرُ (۷) اَلْاَنْعَامُ (۸) ضَرَّاۤءُ

(۹) رِجْسًا (۱۰) جُرُفٌ (۱۱) مَرَدُوْا (۱۲) اَلدَّمْعُ

(۱۳) اَبَدًا

## حصہ دوم ...... اصول تفسیر

سوال نمبر3:۔درج ذیل اجزاء میں سے صرف تین اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) قرآن کریم کی تفسیر کون کرسکتا ہے؟ شرائط لکھیں؟

(ب) حفاظتِ قرآن پر ایک جامع مانع نوٹ سپرد قلم کریں؟

(ج) قرآن اور تفسیر کا معنی ومفہوم اور قرآن وحدیث کے مابین فرق بیان کریں؟

(د) قرآن پاک کا نزول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیوں اور کتنے عرصے میں ہوا؟

☆ ☆ ☆

## درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات ۱۴۴۶ھ/2025ء

### پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

## حصہ اوّل ...... قرآن مجید

سوال نمبر1:۔درج ذیل میں سے چھ اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ
وَلَنْ تُغْنِىَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ
عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝

(۳) اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ
وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ فَعَسٰۤى اُولٰۤئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝

(۴) فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

يَتَّقُوْنَ۝

(۸) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ط اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ج اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۝

(۹) وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ج وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ۝

جواب: اجزاء کا ترجمہ:

۱۔ اے کافرو! اگر تم فیصلہ چاہتے ہو، تو تمہارے پاس فیصلہ آ چکا۔ اگر تم باز آ جاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم پھر یہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور تمہارا گروہ تمہیں فائدہ نہ دے گا۔ اگرچہ بہت زیادہ ہو اور بے شک اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

۲۔ جو لوگ کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکیں۔ سو ابھی اور خرچ کریں گے مگر وہ ان کے لیے موجب افسوس ہوگا۔ پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے اور کافر لوگ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے۔

۳۔ اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ کے سواء کسی سے نہیں ڈرتے۔ سو امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والے ہوں۔

۴۔ تو تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد تعجب میں نہ ڈالیں، اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے دنیا کی زندگی میں ان پر وبال ڈالے اور حالت کفر میں ہی ان کی جان نکلے۔

۵۔ اور بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے۔

۶۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے خود بنالیا ہے؟ تو فرما دیجیے کہ تم بھی اس جیسی کوئی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔

۷۔ خبردار! اللہ کے ولیوں کو نہ کچھ خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے۔

۸۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا، جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ وہ اللہ کے حضور پیش کیے جائیں

گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا سن لو!
ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

۹۔ اور جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے ہود کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے، ان کو اپنی
رحمت سے بچالیا اور انہیں عذاب شدید سے نجات دی۔

**سوال نمبر 2:۔ کوئی سے دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟**

(۱) عَنِيْدٌ (۲) اَقْلِعِيْ (۳) ضَائِقٌ (۴) فَخُوْرٌ
(۵) غُمَّةٌ (۶) اَلصُّدُوْرُ (۷) اَلْاَنْعَامُ (۸) ضَرَّاءُ
(۹) رِجْسًا (۱۰) جُرُفٌ (۱۱) مَرَدُوْا (۱۲) اَلدَّمْعُ
(۱۳) اَبَدًا

**جواب: الفاظ اور ان کے معانی:**

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| عَنِيْدٌ | ہٹ دھرمی/ضد | اَقْلِعِيْ | تھم |
| ضَائِقٌ | تنگی | فَخُوْرٌ | بڑائی مارنے والا |
| غُمَّةٌ | گنجلک/الجھن | اَلصُّدُوْرُ | سینے |
| اَلْاَنْعَامُ | چوپائے/مویشی | ضَرَّارٌ | تکلیف |
| رِجْسًا | ناپاکی | جُرُفٌ | کھائی |
| مَرَدُوْا | وہ پلٹے | اَلدَّمْعُ | آنسو |
| اَبَدًا | ہمیشہ | | |

## حصہ دوم ...... اصول تفسیر

**سوال نمبر 3:۔ درج ذیل اجزاء میں سے صرف تین اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟**

(الف) قرآن کریم کی تفسیر کون کرسکتا ہے؟ شرائط لکھیں۔
(ب) حفاظتِ قرآن پر ایک جامع مانع نوٹ سپرد قلم کریں؟
(ج) قرآن اور تفسیر کا معنی ومفہوم اور قرآن وحدیث کے مابین فرق بیان کریں؟
(د) قرآن پاک کا نزول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیوں اور کتنے عرصے میں ہوا؟

**اجزاء کے جوابات: (الف) مفسر کی شرائط:**

قرآن کریم کی تفسیر وہی کرسکتا ہے جس کے اندر مندرجہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہوں:

۱۔ جو قرآن کے مقصد کو پہچان سکے۔

۲۔ ناسخ ومنسوخ آیات کی پوری خبر رکھتا ہو۔

۳۔ آیتوں کے شان نزول سے واقفیت رکھتا ہو۔

۴۔ آیات واحادیث میں مطابقت کرنے پر قدرت رکھتا ہو یعنی جن آیات کا آپس میں مقابلہ معلوم ہوتا ہو یا جو آیات احادیث کے خلاف معلوم ہوتی ہوں، ان کی ایسی توجیہہ کر سکے کہ مخالفت ختم ہو جائے۔

۵۔ آیتوں کی توجیہہ کر سکے یعنی جو آیات عقل کی رو سے محال معلوم ہوں ان کو حل کر سکے۔

۶۔ آیات میں جو کچھ حذف کیا گیا ہو اس کو نکالنے کی قدرت رکھتا ہو، کیونکہ بعض جگہ قرآن کی آیات میں پوری پوری عبارت حذف ہوتی ہے، کیونکہ ان کو حذف کیے بغیر ترجمہ درست نہیں ہوتا۔

۷۔ محکم اور متشابہ آیات کی پہنچان رکھتا ہو۔

۸۔ عرب کے محاوروں سے متعلق مکمل جانکاری رکھتا ہو جیسا

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (الدخان: 29)

ترجمہ: ”کفار کے مرنے پر زمین وآسمان نہ روئے۔“

اس جیسی آیات کے مقصود کو پہچان سکے اور معلوم کر سکے کہ کس جگہ کس قسم کا محاورہ استعمال ہوا ہے۔

۹۔ قرأتوں کے اختلاف سے واقف ہو۔

۱۰۔ مکی اور مدنی آیتوں کو جانتا ہو۔

جب کسی میں یہ تمام صفات بدرجہ اتم پائی جائیں، تو پھر تفسیر کرنے کی ہمت کرے۔

(ب) قرآن کریم کی حفاظت پر مضمون: قرآن کریم سے پہلے کئی کتابیں تھیں مثلاً تورات، انجیل اور زبور وغیرہ ایک خاص مدت تک اور خاص اقوام کے لیے دنیا میں بھیجی گئیں، اس لیے ان کی حفاظت کا ذمہ حق تعالیٰ نے خود نہ لیا، جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام کے وصال کے بعد وہ کتب قریب قریب ختم ہو گئیں، لیکن قرآن کریم تمام جہان کے لیے آیا اور ہمیشہ کے لیے آیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر:۹)

”ہم نے ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

اس کتب کی حفاظت اس طرح ہوئی کہ کوئی شخص اس میں زبر، زیر کا فرق نہ کر سکا، اس کی حفاظت کا

ذریعہ ہوا کہ قرآن فقط کاغذ تک محدود نہ رہا، بلکہ مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ کیا گیا۔ صحابہ کرام کے زمانہ کی حالت تو ہم سنی سنائی بیان کر سکتے ہیں، مگر اس زمانہ میں تو مشاہدہ ہو رہا ہے کہ اگر کسی چھوٹے سے گاؤں میں بھی کسی مجمع کے سامنے کوئی تلاوت کرنے والا ایک زیر، یا زبر کی بھی غلطی کرتا ہے، تو ہر چہار طرف سے صدائے احتجاج بلند ہو جاتی ہے کہ آپ نے کلام الٰہی غلط پڑھا ہے۔ اس وقت تو ہر علاقہ بلکہ ہر محلہ میں بلکہ تقریباً ہر دوسرے گھر حافظ قرآن موجود ہے۔

اس کی مثال یوں بھی بیان کی جاسکتی ہے کہ جب بچہ سکول میں داخل ہوتا ہے، تو چونکہ اسے ابھی کتاب سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہوتی، لہٰذا اس کے استاد چھوٹے چھوٹے قاعدے اور کتابیں، اسے خرید کر دیتے ہیں، وہ بچہ کتابیں پڑھتا بھی جاتا ہے اور ضائع بھی کرتا ہے۔ جب بچہ قدرے ہوش سنبھالتا ہے، تو اب وہ بچہ کتابیں پھاڑتا نہیں، لیکن ان پر لکھ لکھ کر خراب کرتا ہے۔ پھر جب وہ مزید سمجھدار ہو جاتا ہے اور اب وہ کتاب کی قدر و قیمت پہچانتا ہے، تو اب وہ کتاب کو جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ اس طرح دنیا خدائی کتابوں کو سنبھال کر نہ رکھ سکی، تو انہوں نے انہیں برباد کر دیا۔ پھر انہوں نے تورات، زبور اور انجیل میں بھی تبدیلی کر کے اسے غلط ملط بنا دیا۔ آخر میں قران کریم لایا گیا، لوگوں (امت محمدیہ) نے اس کو پہچانا، اس کی قدر و قیمت کو معلوم کیا، اس کی ضرورت و اہمیت کو جانا اور اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا۔ اس سلسلہ میں لاتعداد مدارس قائم ہوئے، جن میں خواتین وحضرات اپنے سینوں کو انوار قرآن کی روشنی سے منور کرتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

(ج) تفسیر کا معنی ومفہوم: لفظ تفسیر "فسر" سے مشتق ہے، جس کے معنی کھولنا، محاورہ میں تفسیر یہ ہے کہ کلام کرنے والے کا مقصد اس طرح بیان کرنا جس میں شک وشبہ باقی نہ رہے۔ مفسرین کی اصطلاح میں تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کے وہ احوال بیان کرنا جس میں عقل کو دخل نہیں بلکہ نقل کی ضرورت ہو جیسے آیات کا شان نزول، یا ان کا ناسخ اور منسوخ ہونا وغیرہ۔ تفسیر بالرائے حرام ہے، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قران میں اپنی رائے سے کچھ کہے اور ٹھیک بھی کہہ جائے جب بھی خطا کار ہے، تفسیر قرآن کے چند مرتبے ہیں:

(۱) تفسیر قرآن بالقرآن یہ سب سے مقدم ہے۔

(۲) تفسیر قرآن بالحدیث، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحب قرآن ہیں۔ ان کی تفسیر نہایت صحیح اور اعلیٰ۔

(۳) قرآن کی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، فقہاء کرام اور خلفائے راشدین کے اقوال سے ہو۔

(۴) تفسیر قران تابعین یا تبع تابعین کے اقوال سے۔ لفظ "تاویل" اول سے مشتق ہے، اس کے معنی

رجوع کرنا۔ اصطلاح میں "تاویل" یہ ہے کہ کسی کلام میں چند احتمال ہوں، ان میں سے کسی احتمال کو قرآن اور علمی دلائل سے ترجیح دینا، یا کلام اس علمی نکات وغیرہ نکال سکتا ہے، مگر شرط یہ ہے خلاف شریعت ہرگز نہ ہو۔ اس لیے مفسرین اپنی قوت علمی سے قرآن پاک میں بڑے بڑے نکات بیان فرماتے ہیں اور ہر ایک کے لیے نقل پیش نہیں فرماتے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم شریف باب ہشتم میں فرمایا: قرآن پاک کے لیے ایک ظاہری معنیٰ ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری معنیٰ کی تحقیق علمائے شریعت فرماتے ہیں اور باطنی کی صوفیائے کرام۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں، مگر باطنی تفسیر ظاہری معنیٰ کے خلاف ہرگز نہ ہوگی۔

"تحریف" مشتق ہے "حرف" سے۔ "حرف" کے معنی ہیں علیحدگی یا کنارہ۔ اصطلاح میں تحریف یہ ہے کہ کلام کا مطلب ایسا بیان کیا جائے، جو کلام کرنے والے مقصد کے خلاف ہو۔ مفسرین کی اصطلاح میں تحریف دو طرح کی ہے۔ تحریف لفظی اور تحریف معنوی۔ تحریف لفظی یہ ہے کہ قرآن پاک کی عبارت کو دیدہ دانستہ بدل دیا جائے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں کیا، تحریف معنوی یہ ہے کہ قرآن پاک کے ایسے معنیٰ اور مطلب بیان کیے جائیں، جو کہ اجماع امت یا عقیدہ اسلامیہ، یا اجماع مفسرین یا تفسیر قرآن کے خلاف ہوں۔ وہ یہ کہے کہ وہ یہ معنیٰ نہیں بلکہ یہ ہیں، جو میں بیان کر رہا ہوں جیسا کہ زمانہ حال میں چکڑالوی، قادیانی اور البھائی وغیرہ لوگ کر رہے ہیں۔ دونوں قسم کی تحریفیں کفر ہیں۔

<u>قرآن کا معنیٰ ومفہوم:</u> لفظ قران یا تو قرء سے یا قراۃ سے یا قرن سے بنا ہے۔ قرء کے معنیٰ جمع ہونے کے ہیں۔ اب قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سارے اولین و آخرین کے علوم کا مجموعہ ہے۔ دین و دنیا کا کوئی ایسا علم نہیں، جو قرآن میں نہ ہو۔ اس لیے حق تعالیٰ نے خود فرمایا: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۔ نیز یہ سورتوں اور آیتوں کا مجموعہ ہے، اور یہ تمام بکھروں کو جمع کرنے والا ہے۔ دیکھیں ہندی، سندھی، عربی، عجمی لوگ ان کے لباس، طعام، زبان طریق سب الگ الگ تھا۔ کوئی صورت نہ تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بکھرے ہوئے بندے جمع ہوتے لیکن قرآن کریم نے ان سب کو جمع فرمایا اور ان کا نام مسلمان رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ" جیسے مختلف باغوں کے رنگ برنگے پھولوں کا رس ہے مگر اب ان سب رسول کا نام شہد ہے۔ اسی طرح مسلمان مختلف زبانوں کے لوگ ہیں مگر اب ان کا نام مسلمان ہے۔ اگر قرآن قراۃ سے بنا ہے، تو اس کی معنیٰ ہیں "پڑھی ہوئی چیز" اب اس کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو کتابیں یا صحیفے حق تعالیٰ کی طرف سے لکھے ہوئے عطا فرمائے گئے، مگر

قرآن پڑھا ہوا اترا۔ اس طرح کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوتے اور پڑھ کر سنا جاتے، یقیناً پڑھا ہوا نازل ہونا لکھے ہوئے سے بہتر و افضل ہے۔ قرآن ''قرن'' سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ''ملنا اور ساتھ دینا ہے'' اب اس قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ حق اور ہدایت اس کے ساتھ ہے، کوئی کسی کے مخالف نہیں۔ نیز اس میں عقائد و اعمال، اخلاق و سیاسیات، عبادات اور معاملات تمام ایک ساتھ جمع ہیں۔ نیز یہ ان میں سے ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ اس کے دل کے ساتھ، اس کے خیالات کے ساتھ، روح کے ساتھ اور جسم کے ساتھ وغیرہ۔

قرآن و حدیث کے مابین فرق: قرآن اور حدیث دونوں ہی وحی الٰہی ہیں: دونوں کی اطاعت ضروری ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قرآن کریم کی عبارت خدا کی طرف سے ہے اور مضمون بھی۔ گویا جس طرح حضرت جبریل امین نے آ کر سنایا۔ اسی طرح بلا کسی فرق کے حضور علیہ السلام نے بیان فرما دیا۔ حدیث میں یہ ہے کہ مضمون رب کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ حضور علیہ السلام کے اپنے ہوتے ہیں۔ اب اس مضمون کا رب کی طرف اسے آنا یا بطور الہام ہوتا ہے یا فرشتہ ہی عرض کرتا ہے، لیکن اس کی ادائیگی حضور علیہ السلام کے اپنے الفاظ سے ہوتی ہے۔ اسی لیے اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری، لیکن اس کی تلاوت نماز میں بجائے قرآن شریف کے نہیں ہو سکتی، کیونکہ عمل مضمون پر ہوتا ہے اور تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے اور اسی وجہ سے قرآن پاک کے احکام حدیث سے منسوخ ہو سکتے ہیں۔ ہم اس کی پوری بحث انشاء اللہ تعالیٰ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا (البقرہ:۱۰۶) میں کریں گے۔ دیکھو غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے مگر حدیث نے اس کو منسوخ کیا وغیرہ وغیرہ۔ اسی لیے قرآن پاک فرماتا ہے: وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (البقرہ:۱۲۹) یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو قرآن شریف اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اگر حدیث شریف ماننے کی ضرورت نہ ہوتی، تو حکمت کا ذکر نہ فرمایا جاتا فقط کتاب کا ذکر ہی کافی تھا۔ حدیث ماننے کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن ناقص ہے۔ قرآن پاک مکمل کتاب ہے لیکن اس مکمل میں سے مضامین حاصل کرنے کے لیے مکمل ہی انسان کی ضرورت تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سمندر میں موتی ضرور ہیں لیکن ان کے حاصل کرنے کے لیے کسی غواص (غوطہ خور) کی ضرورت ہے۔ اگر قرآن پاک سے مسائل ہر شخص نکال لیا کرتا تو اس کی سکھانے کے لیے پیغمبر کیوں بھیجے جاتے۔ اس کی پوری بحث انشاء اللہ آئندہ ہو گی۔ جس طرح کہ قرآن شریف ہوتے ہوئے حدیث پاک کے سننے کی ضرورت ہے اور حدیث کے ماننے سے قرآن کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا' اسی طرح حدیث و قرآن کے ہوتے ہوئے ہم جیسوں کو فقہ کے ماننے کی ضرورت ہے۔ فقہ ماننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن و حدیث ناقص ہوں۔ اس لیے قرآن کریم نے عام حکم فرما دیا کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج (النساء:۵۹) یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اور اپنے میں سے امر والوں (علماء مجتہدین) کی

یہ بھی خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول وفعل جو منقول ہو جائے وہ حدیث ہے خواہ ہمارے لیے لائق عمل ہو یا نہ ہو۔ مگر سنت صرف ان اقوال واعمال کو کہا جاتا ہے جو ہمارے لیے لائق عمل ہوں۔ اسی لیے حضور نے فرمایا: عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ تم پر میری سنت لازم ہے۔ یہ نہ فرمایا: عَلَیْکُمْ بِحَدِیْثِیْ، لہٰذا دنیا میں کوئی شخص اہل حدیث نہیں ہو سکتا، کیونکہ تمام حدیثوں پر عمل ناممکن ہے۔ ہاں اہل سنت ہو سکتا ہے یعنی تمام سنتوں پر عمل۔

(د) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا نزول ہونے کی وجہ: بندوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے احکام کو مانیں لیکن یہ ماننا جب ضروری ہوگا، جب وہ احکام نبی کی پاک زبان سے ادا ہوں، حق تعالیٰ بلا واسطہ کسی غیر نبی سے کلام نہیں کرتا۔ اگر جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں آ کر لوگوں کو احکام سنا جاتے، تو کبھی ان پر عمل کرنا ضروری نہ ہوتا۔ اسی طرح کوئی غیر نبی خواب، یا الہام، یا غیبی آواز سے کسی حکم پر مطلع ہو جائے، تو اس کا ماننا شرعاً لازم نہ ہوگا۔ ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں سائل بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ سے دریافت کیا: ایمان کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابات دیئے، وہ روانہ ہو گئے، تو آپ نے فرمایا: وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے، جو تمہیں دین کی باتیں سکھانے کے لیے آئے تھے۔ دیکھو اس موقع پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے خود ہی نہ کہہ دیا کہ اے صاحبو! میں جبریل ہوں، تمہیں فلاں فلاں حکم دیتا ہوں، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میری اطاعت ان پر واجب نہیں ہوگی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے وہ کلمات لوگوں کو سنوائے۔ آئمہ کرام کا قیاس بھی حق تعالیٰ کے فرمان یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مبنی ہوتا ہے۔ ہمارے اس کلام سے نتیجہ یہ برآمد ہوا:

اصل اصول بندگی اس تاجور کی ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

نزول قرآن کا عرصہ: قرآن کریم کا نزول چند طریقوں سے اور چند بار ہوا۔ اوّل تو لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف نازل ہوا کہ یکبارگی ماہ رمضان کی لیلۃ القدر میں ہوا۔ اس کے متعلق قرآن فرماتا ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ (البقرہ) اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ○ (القدر) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا بقدر ضرورت آتا رہا۔ احادیث سے ثابت ہے ہے کہ رمضان میں حضرت جبرئیل آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر قرآن سنایا کرتے تھے۔ بعض آیات دو دو مرتبہ بھی نازل ہوئیں۔

☆ ☆ ☆

# تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

## سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

## ﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال ۱۴۴۶ھ/2025ء﴾

وقت: تین گھنٹے دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں؟

### القسم الاوّل ...... حدیث شریف

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل احادیث مبارکہ میں سے کوئی سی پانچ احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(ب) درج ذیل احادث میں سے صرف ایک حدیث شریف پر اعراب لگائیں؟

(۱) عن ابی هريره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دعی احدكم فليجب، فان كان صائما فليصل، وان كان مفطر افليطعم .

(۲) عن وحشى بن حرب رضی الله عنه ان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا يا رسول الله انا ناكل ولا نشبع؟ قال فلعلكم تفترقون قالوا نعم قال فاجتمعوا على طعامكم و اذكر اسم الله، يبارك لكم فيه .

(۳) و عن واثلة بن الاسقع رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من اعظم الفرى ان يدعى الرجل الى غير ابيه، اويرى عينه ما لم تر، اويقول على رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لم يقل .

(۴) عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا لَقِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَاِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ، اَوْ جِدَارٌ، اَوْحَجَرٌ، ثُمَّ لَقِيَهُ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ .

(۵) عن العرباض بن سارية رضی الله عنه قال: و عظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم موعظة و جلت منها القلوب و ذرفت منها العيون .

(۶) عن انس رضى الله عنه النبی صلى الله عليه وسلم: انه نهى ان يشرب الرجل قائما قال قتادة: فقلنا لانس فلا كل؟ قال: ذلك اشر او اخبث .

(۷) عن سمرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البسوا البياض، فانها اطهر و اطيب . و كفنوا فيها موتاكم .

(۸) عن ابن عمر رضی الله عنهما صلى الله عليه وسلم قال: الا سبال فی الازار، و القميص، و العمامة، من جرشيئا خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامة .

## جوابات: (الف) احادیث کا ترجمہ:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے، تو وہ اسے قبول کرے اگر روزہ دار ہو، تو دُعا کر دے اور اگر روزہ دار نہ ہو، تو کھا پی لے۔

۲۔ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کھانے کے باوجود بھوکے رہتے ہیں؟ فرمایا: تم لوگ شاید الگ الگ کھاتے ہوگے؟ بولے: جی ہاں! فرمایا: اکٹھے ہو کر کھایا کرو، اور اللہ کا نام لو تو اس میں تمہارے لیے برکت ہوگی۔

۳۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا جھوٹا الزام یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے۔ یا اپنی آنکھ کو وہ دکھائے جو اس نے نہیں دیکھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق وہ بات بیان کرے جو انہوں نے نہ کی ہو۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے اور اگر ان دونوں کے درمیان درخت یا پتھر یا دیوار حائل ہو، اور وہ پھر ملیں تو پھر اسے سلام کرے۔

۵۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ دیا ایسا وعظ جس سے دل خوف زدہ ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے آدمی کو منع فرمایا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے حضرت انس سے کھانے کے متعلق حکم دریافت کیا، تو انہوں نے جواب دیا: یہ اس سے بھی زیادہ بُرا یا زیادہ خبیث ہے۔

۷۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سفید لباس پہنا کرو، بیشک یہ پاکیزہ اور صاف ستھرا ہوتا ہے اور اپنے مردوں کو اس میں کفن دو۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ اسبال تہبند، قمیص اور عمامہ سب میں ہوتا ہے اور جو اسے تکبر کے طور پر لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس

کی طرف نظر رحمت نہ کرے گا۔

**(ب) اعراب:**

حدیث نمبر 4 پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

**سوال نمبر 2:- درج ذیل میں سے کوئی سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟**

(۱) اِمَاطَةٌ (۲) سَوْطٌ (۳) ضَيْفٌ

(۴) مِنْدِيْلٌ (۵) اَلْقَدَحُ (۶) دِيبَاجٌ

(۷) اَلْمُسْبِلُ

**جواب: الفاظ کے معانی:**

۱۔ ازالہ/ ہٹانا/ دور کرنا ۲۔ چھڑی/ ڈنڈا ۳۔ مہمان ۴۔ رومال

۵۔ پیالہ ۶۔ دیباج/ ریشم ۷۔ لٹکانے والا

**القسم الثانی ...... اصول حدیث**

**سوال نمبر 3:- درج ذیل میں سے کوئی سی دو اجزاء کا جواب دیں؟**

(۱) ارباب حدیث کے کل کتنے اور کون کون سے مراتب ہیں؟ ہر ایک کی تعریف لکھیں؟

(۲) ضرورت حدیث پر نوٹ تحریر کریں؟

(۳) درج ذیل میں سے کوئی سے تین کی تعریفات بیان کریں؟

(۱) شاذ (۲) معضل (۳) مشہور

(۴) امالی (۵) مستدرک

**اجزاء کے جوابات: ۱۔ مراتب ارباب حدیث:** مراتب ارباب حدیث پانچ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

i- طالب: حدیث کے متعلم کو طالب کہتے ہیں۔

ii- شیخ: حدیث کے معلم کو محدث یا شیخ کہتے ہیں۔

iii- حافظ: جس شخص کو ایک لاکھ احادیث متناً وسنداً اور اس کے رواۃ کے احوال جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

iv- حجۃ: جس شخص کو تین لاکھ احادیث متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

v- حاکم: جس شخص کو تمام احادیث مرویہ متناً اور سنداً جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

**۲۔ ضرورت حدیث پر نوٹ:** قرآن کریم میں بہت سے مضامین واحکام نہایت اختصار سے بیان

کیے گئے ہیں، مگر ان کی تفصیل احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اگر متن ہے، تو احادیث اس کی تفسیر ہے۔ اس سے ضرورت حدیث کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ اس حوالے سے ہم صلوٰۃ، زکوٰۃ، تیمم، حج اور عمرہ وغیرہ اعمال کو لیتے ہیں، تو احادیث کی تصریحات وتوضیحات کے بغیر ان احکام کا حتمی طور پر سمجھنا دشوار و ناممکن ہے۔ اگر احادیث کو پیش نظر نہ رکھا جائے، تو قرآن ایک لا ینحل مسئلہ بن جائے گا۔

۳۔ اصطلاحات کی تعریفات: شاذ: وہ حدیث ہے جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔ اس کا مقابل محفوظ ہے۔

معضل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان سے دو متوالی راویوں کو حذف کر دیا جائے یعنی چھوڑ دیا جائے۔

مشہور: وہ حدیث ہے جو دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔

امالی: جس کتاب میں شیخ کے املاء کرائے ہوئے حدیث کے فوائد بیان ہوں مثلاً امالی امام محمد۔

مستدرک: جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو لایا جائے جو ان ابواب میں کسی مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے حاکم کی "مستدرك على الصحيحين"

## تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

## سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

### ﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال ۱۴۴۶ھ/2025ء﴾

وقت: تین گھنٹے تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ کل نمبر: ۱۰۰

### حصہ اوّل ...... فقہ

سوال نمبر ۱:۔ والمعاني الناقضة للوضو .

(الف) وضو توڑنے والی چیزوں کو تحریر کریں؟

(ب) کن مواقع پر غسل کرنا مسنون ہے۔

(ج) کن جانداروں کے پانی میں مرنے کی صورت میں پانی ناپاک نہیں ہوتا؟

جوابات: (الف) وضو توڑنی والی چیزیں: وضو توڑنے والی چیزیں درج ذیل ہیں:

☆ ہر وہ چیز جو پاخانہ یا پیشاب کے راستے سے نکلے۔

☆ خون، پیپ یا کچ لہو جبکہ بدن سے نکل کر ایسے مقام کی طرف بہے جسے پاک کرنا کا حکم ہو۔

☆ منہ بھر تے آنا؟

☆ سونا کروٹ کے بل یا سہارا لے کر، یا ٹیک لگا کر کہ اگر اسے ہٹا دیا جائے تو گر پڑے۔

☆ بے ہوشی کے سبب عقل پر غلبہ ہو جانا۔

☆ پاگل پن سے اور

☆ رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگانا۔

(ب) غسل مسنون کے مواقع: جن مواقع پر غسل کرنا مسنون ہے، وہ یہ ہیں،

۱۔ جمعہ ۲۔ عیدین

۳۔ احرام کی چادریں باندھتے وقت ۴۔ یوم عرفہ

(ج) جن جانداروں کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا:

پانی میں ایسے جانوروں کا مرنا جس میں بہنے والا خون نہ ہو جیسے مچھر، مکھی، بچھو، بھڑ اور ایسے جانوروں کا مرنا جو پانی میں زندگی گزارتے ہیں مثلاً مچھلی، مینڈک اور کیکڑا وغیرہ ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 2:۔ اقل الحیض ثلثة ایام و لیالیها و ما نقص من ذلك فلیس بحیض وهو استحاضة۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) حیض، نفاس اور استحاضہ کی تعریفات لکھتے ہوئے ان کی مدت قلمبند کریں؟

(ج) نماز کے فرائض لکھیں؟

جوابات: (الف)

اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں دیکھیے۔

عبارت کا ترجمہ: حیض کی کم از کم مدت تین دن اور ان کی راتیں ہیں اور جو اس سے کم ہو وہ حیض نہیں ہے، وہ استحاضہ ہے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفات:

۱۔ حیض: حیض وہ خون ہوتا ہے جو بالغہ لڑکی کو رحم کی گہرائی سے صحت مند حالت میں مقررہ وقت پر جاری ہوتا ہے۔

مدت: اس کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور دس راتیں ہیں۔

۲۔ نفاس: نفاس وہ خون ہوتا ہے جو بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کی شرمگاہ سے نکلتا ہے۔

مدت: نفاس کی کم از کم مدت مقرر نہیں اور زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہیں۔

۳۔ استحاضہ: استحاضہ وہ خون ہوتا ہے جو بالغہ لڑکی کے آگے کے مقام سے حیض و نفاس کے علاوہ بیماری کی صورت میں نکلتا ہے۔

مدت: اس کی کم یا زیادہ کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔

## (ج) نماز کے فرائض:

نماز کے چھ فرائض ہیں:

تکبیر تحریمہ، قرأت، قیام، رکوع، سجود اور قعدہ اخیرہ تشہد کی مقدار۔

## سوال نمبر 3: الزکوٰۃ واجبۃ۔

(الف) زکوٰۃ فرض ہونے کی شرائط لکھتے ہوئے سونے اور چاندی کا نصاب تحریر کریں؟

(ب) جن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے وہ لکھ کر کفارہ صوم سپرد قلم کریں؟

(ج) حج کی اقسام بیان کر کے کوئی ایک کی تعریف لکھیں؟

## جوابات: (الف)

زکوٰۃ فرض ہونے کی شرائط: زکوٰۃ فرض ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

| | |
|---|---|
| ۱۔ آزاد ہونا | ۲۔ مسلمان ہونا |
| ۳۔ عاقل ہونا | ۴۔ بالغ ہونا |
| ۵۔ نصاب کا کامل ہونا | ۶۔ ایک سال کامل گزر جانا |

۷۔ مقروض نہ ہونا/قرض کی ادائیگی سے محفوظ ہونا۔

سونے کا نصاب: ساڑھے سات تولے

چاندی کا نصاب: ساڑھے باون تولے

## (ب) جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ کھانے، پینے اور جماع کرنے سے۔

۲۔ حقہ، بیڑی، سگریٹ وغیرہ پینے سے۔

۳۔ دانتوں میں پھنسی ہوئی چنے کی مقدار کے برابر یا اس سے زیادہ چیز نگل لینے سے یا منہ سے نکال کر پھر کھا لینے سے۔

۴۔ نتھنوں میں دوا چڑھانے یا کان میں تیل ڈالنے یا تیل کے چلے جانے سے۔

۵۔ کلی کرتے ہوئے بلا قصد پانی کے حلق سے نیچے جانے سے یا ناک میں پانی ڈالتے ہوئے بلا قصد پانی کے دماغ میں چڑھ جانے سے۔

۶۔ دوسرے کا یا اپنا تھوک نگلنے سے۔

۷۔ قصداً منہ بھر قے آنے سے۔

۸۔ منہ میں رنگین دھاگہ یا رنگین چیز رکھی اور تھوک رنگین ہو گیا، تو اس تھوک کو نگلنے سے۔

کفارہ صوم: کسی عذر کی وجہ سے اگر روزہ ٹوٹ جائے، تو اس کی قضاء لازم ہے اور اگر بلا عذر روزہ توڑا تو قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام یا لونڈی خرید کر آزاد کرنا، اگر یہ نہ ہو سکے تو لگاتار ساٹھ، روزے رکھنا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا۔

## (ج) حج کی اقسام:

حج کی تین اقسام ہیں: ا۔ حج قران ۲۔ حج تمتع ۳۔ حج مفرد/افراد

حج قران کی تعریف: قرآن کی لغوی معنی ہے دو چیزوں کو اکٹھا کرنا اور اصطلاح میں حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر ایک ساتھ حج وعمرہ کرنا، حج قران کہلاتا ہے۔

## حصہ دوم ...... اصول فقہ

سوال نمبر 4: (الف) خاص کا حکم لکھ کر قرآن سے اس کی کوئی ایک مثال تحریر کریں؟

(ب) خاص کی اقسام لکھیں؟

## جوابات: (الف)

خاص کا حکم بمع مثال: یہ معنی پر یقینی وقطعی طور پر دلالت کرتا ہے لہٰذا اس پر اعتقاد وعمل لازم وواجب ہے اور اس کا انکار کفر ہے یعنی اس کا حکم قطعی ہے۔ اگر کسی دلیل کی وجہ سے اس میں کسی دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو، تو پھر اس پر عمل واجب اور اس کا منکر فاسق ہوگا مثلاً اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ میں لفظ اَقِیۡمُوۡا خاص ہے۔

(ب) خاص کی اقسام: (i) خاص فردی، (ii) خاص نوعی، (iii) خاص جنسی، (iv) خاص عددی۔

ہر ایک کی تعریف: خاص فردی: جب لفظ کسی معین ذات پر دال ہو جیسے زَیۡدٌ۔

خاص نوعی: جب لفظ کسی معین نوع پر دال ہو جیسے رَجُلٌ۔

خاص جنسی: جب لفظ کسی جنس معین پر دال ہو جیسے حَیَوَانٌ۔

خاص عددی: جب لفظ کثیر پر دال ہو مگر محدود ہو جیسے اَسۡمَاءٌ۔

سوال نمبر 5: (الف) امر کا حکم تحریر کر کے امر کے دیگر معانی بیان کریں؟

(ب) ادا اور قضا کی تعریفات تحریر کریں؟

## جوابات: (الف) امر کا حکم اور امر کے دیگر معانی:

حکم: امر سے مقصود کسی کام کو لازم کرنا ہوتا ہے لہٰذا اس کا حکم لزوم، وجوب ہے۔ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (تم لوگوں سے بھلے طریقے سے بات کرو) قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (تم سیدھی بات کرو) تو اب اچھے اور احسن انداز میں لوگوں سے بات کرنا ہمارا فریضہ ہے۔

دیگر معانی: اگر کوئی قرینہ ہو، جو بتائے کہ یہاں امر لزوم کے لیے نہیں، تو پھر وہاں وجوب نہیں بلکہ دیگر پندرہ معانی میں سے کوئی معنی ہوگا۔

ا۔ تادیب و تربیت: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ (تم اپنے سامنے سے کھاؤ)۔

اہانت: ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ تم چکھو، ہاں، ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے۔

دھمکی دینا: فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے)۔

## (ب) ادا اور قضاء کی تعریفات:

ادا: مامور بہ کو اس کے حکم کے مطابق بجالانا ادا کہلاتا ہے جیسے نماز کو مقررہ وقت پر ادا کرنا وغیرہ۔

قضاء: لازم شدہ چیز کی مثل بجالانا قضاء کہلاتا ہے۔ جیسے ظہر کی نماز کو عصر کے وقت پڑھنا وغیرہ۔

سوال نمبر 6: - درج ذیل میں سے چار اصطلاحات کی تعریفات قلمبند کریں؟

(۱) مشترک (۲) مؤول (۳) ظاہر

(۴) نص (۵) حقیقت (۶) عبادۃ النص (۷) متواتر

## جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

(۱) مشترک: وہ لفظ جس کے دو یا دو سے زائد معنی ہوں لیکن ان کی وضع الگ الگ ہو جیسے عَیْن آنکھ اور چشمہ۔

(۲) مؤول: وہ لفظ مشترک جس کا کوئی معنی غالب رائے سے ترجیح پا جائے۔

(۳) ظاہر: وہ لفظ یا کلام جس کی مراد سامع پر واضح ہو جائے اگرچہ متکلم کی وہ غرض نہ ہو۔

(۴) نص: وہ لفظ جس کا معنی ظاہر سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ ہو اور متکلم کی غرض بھی وہی معنی ہو۔

(۵) حقیقت: وہ لفظ جو اپنے موضوع لہ کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے اَسَدٌ حیوان مفترس کے لیے۔

(۶) عبارۃ النص: اس سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جس کے لیے نص کو چلایا گیا اور اس کا قصد کیا گیا ہو۔
(۷) متواتر: وہ خبر جو اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ اسے رواۃ کا علی الکذب متفق ہونا محال ہو۔



## تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

## سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

### ﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال ۱۴۴۶ھ/2025ء﴾

وقت: تین گھنٹے چوتھا پرچہ: نحو کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں؟

حصہ اوّل ...... ھدایۃ النحو

سوال نمبر 1: (الف) وَحْدَ الْفِعْلِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا دَلَالَةً مُقْتَرِنَةً بِزَمَانٍ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى كَضَرَبَ يَضْرِبُ اِضْرِبْ وَ عَلَامَتُهٗ اَنْ يَصِحَّ الْاَخْبَارُ بِهٖ لَا عَنْهُ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) ھدایۃ النحو کی روشنی میں اسم کی تمام علامات مع امثلہ تحریر کریں؟

**جوابات: (الف)**

اعراب: اوپر سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: فعل کی تعریف وہ کلمہ ہے جو فی نفسہا (مستقل) معنی پر دلالت کرے اور وہ معنی کسی زمانے سے ملا ہوا ہو جیسے ضَرَبَ، يَضْرِبُ، اِضْرِبْ، اس کی علامت یہ ہے اس کے ساتھ خبر دینا صحیح ہو اس کے بارے میں نہیں۔

**(ب) علامات اسم:**

اسم کی دس علامات ہیں:

۱۔ مسند الیہ ہو جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ
۲۔ مضاف ہو جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ
۳۔ شروع میں الف لام ہو جیسے: اَلرَّجُلُ
۴۔ شروع میں حرف جر ہو جیسے: بِزَيْدٍ
۵۔ آخر میں تنوین ہو جیسے: كِتَابٌ
۶۔ تثنیہ ہو جیسے: رَجُلَانِ
۷۔ جمع ہو جیسے: رِجَالٌ
۸۔ موصوف ہو جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ
۹۔ مصغر ہو جیسے: قُرَيْشٌ
۱۰۔ منسوب ہو جیسے: بَغْدَادِيٌّ

۱۱۔ آخر میں تائے متحرکہ ملی ہوئی ہو جیسے: ضَارِبَةٌ۔

سوال نمبر 2: (الف) اسم متمکن کی کتنی قسمیں ہیں؟ صرف نام بیان کریں

(ب) مفرد منصرف صحیح، جمع مذکر سالم، اسم مقصور اور اسم منقوص کا اعراب مثالوں سمیت سپرد قلم کریں؟

## جوابات: (الف) اسم متمکن کی اقسام کے اسماء:

اسم متمکن کی دو قسمیں ہیں اور ان کے نام یہ ہیں: i- منصرف ii- غیر منصرف

## (ب) اعراب مع امثلہ:

i- مفرد منصرف صحیح: حالت رفع میں ضمہ اور حالت نصب و جر میں فتحہ آتا ہے جیسے جَاءَنِیْ عُمَرُ، رَاَیْتُ عُمَرَ، مَرَرْتُ بِعُمَرَ۔

ii- جمع مذکر سالم: حالت رفع میں واؤ ماقبل مضموم اور حالت نصب و جر میں یاء ماقبل مکسور آتی ہے جیسے جَاءَنِیْ مُسْلِمُوْنَ، رَاَیْتُ مُسْلِمِیْنَ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ۔

iii- اسم مقصور: حالت رفع میں ضمہ تقدیری، حالت نصب میں فتحہ تقدیری اور حالت جر میں کسرہ تقدیری آتا ہے جیسے جَاءَ مُوْسٰی، رَاَیْتُ مُوْسٰی، مَرَرْتُ بِمُوْسٰی۔

iv- اسم منقوص: حالت رفع میں ضمہ تقدیری، حالت نصب میں فتحہ لفظی اور حالت جر میں کسرہ تقدیری آتا ہے جیسے جَاءَ الْقَاضِیْ، رَاَیْتُ الْقَاضِیَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ۔

سوال نمبر 3: (الف) غیر منصرف کی تعریف، حکم اور اسباب منع صرف لکھیں؟

(ب) درج ذیل میں سے چار اصطلاحات کی تعریفات قلمبند کریں؟

(۱) مفعول مالم یسم فاعلہ (۲) خبر (۳) مفعول بہ

(۴) منادیٰ (۵) مفعول فیہ

## جوابات: (الف)

غیر منصرف: وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو پائے جائیں یا ایک پایا جائے، جو دو کے قائم مقام ہو جیسے اَحْمَدُ۔

غیر منصرف کا حکم: اس پر جر ہمیشہ فتحہ کے ساتھ آتا ہے اور کسرہ اور تنوین نہیں آتی۔

اسباب منع صرف: اسباب منع صرف نو ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) عدل، (۲) وصف، (۳) تانیث، (۴) معرفہ، (۵) عجمہ، (۶) جمع، (۷) ترکیب، (۸) الف نون زائدتان، (۹) وزن فعل۔

**(ب) اصطلاحاتِ نحویہ کی تعریفات:**

**مفعول مالم یسم فاعله:** یہ ایسا مفعول ہے، جس کے فاعل کو حذف کر کے اسے اس کی جگہ رکھ دیا جائے اور یہ فعل مجہول میں ہوتا ہے جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ، یُضْرَبُ زَیْدٌ ۔اس کو نائب فاعل بھی کہا جاتا ہے۔

**خبر:** وہ اسم جو عامل لفظی سے خالی ہو اور مسند ہو، اسے خبر کہتے ہیں جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

**مفعول بہ:** وہ مفعول ہے، جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ خَالِدًا، اس مثال میں خَالِدًا مفعول بہ ہے۔

**منادیٰ:** وہ اسم ہے جسے حرف نداء کے ساتھ پکارا جائے جیسے: یَا اَللّٰہُ۔

**مفعول فیہ:** وہ اسم ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہوتا ہے خواہ وہ ظرف زمان ہو جیسے: صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یا مکان ہو جیسے: جَلَسْتُ خَلْفَكَ ۔

**حصه دوم ...... شرح مائة عامل**

سوال نمبر 4: (الف) **النوع الاول حروف تجر الاسم فقط و تسمى حروفا جارة وهى سبعة عشر حرفا الباء للالصاق و هو اتصال الشيئى اما حقيقة نحوبه داء و اما مجازا نحو مررت بزيد** ۔ترجمہ کریں؟

(ب) مِنْ کن معانی کے لیے آتا ہے؟ صرف نام بیان کریں

**جوابات: (الف) عبارت کا ترجمہ:**

پہلی نوع: وہ حروف جر اسم کو صرف جر دیتے ہیں ان کا نام حروف جارہ ہے اور وہ سترا (۱۷) ہیں۔ باء الصاق کے لیے ہے اور وہ ایک شی کا دوسری شی سے ملنا ہے خواہ حقیقتاً ہو جیسے بِـــهٖ دَاءٌ (فلاں کے ساتھ بیماری ہے) یا مجازاً جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ (میں زید کے ساتھ گزرا)۔

**(ب) مِنْ کے معانی:** حرف مِنْ چار معانی کے لیے آتا ہے ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ابتدائے غایت ۲۔تبعیض ۳۔تبیین ۴۔زیادت

سوال نمبر 5: (الف) حروف مشبہ بالفعل کتنے ہیں اور کیا عمل کرتے ہیں؟

(ب) لَیْتَ اور لَعَلَّ کن معانی کے لیے آتے ہیں؟ مثالیں دے کر وضاحت کریں

**جوابات: (الف) حروف مشبہ بالفعل اور ان کا عمل:**

**حروف مشبہ بالفعل:** حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں اور وہ یہ ہیں:

اَنَّ اِنَّ کَاَنَّ لٰکِنَّ لَیْتَ لَعَلَّ

**عمل:** یہ مبتداء اور خبر پر داخل ہو کر مبتداء کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔

(ب) لَیْتَ اور لَعَلَّ کے معانی:

لَیْتَ: تمنی کے معانی میں آتا ہے جیسے لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ۔

لَعَلَّ: ترجی کے معانی میں آتا ہے جیسے لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ۔

سوال نمبر 6:- درج ذیل میں سے تین جملوں کی ترکیب لکھیں؟

(۱) هی سبعة عشر حرفا (۲) مررت بزيد

(۳) قدتكون للتعليل (۴) ارحم بزيد

(۵) جئتك لا كرامك

جواب:

(۱) هی مبتداء، سبعة عشر ممیز حرفًا تمیز سے مل کر خبر۔ مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) مررت فعل تا ضمیر فاعل باء جار زید مجرور ظرف اور فعل، فاعل اور ظرف لغو مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) قد تکون فعل ناقص اس میں پوشیدہ ضمیر، اسم، لام جارہ تعلیل مجرور سے مل کر ظرف مستقر ثابتة کا۔ ثابتةً اسم فاعل اپنے ہی ضمیر پوشیدہ فاعل سے مل کر خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴) اِرْحَمْ فعل، اس میں اَنْتَ ضمیر پوشیدہ اس کا فاعل۔ باء جارہ زید مجرور سے مل کر ظرف لغو ہوا۔ اِرْحَمْ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۵) جئتك جئت فعل، تاء ضمیر متکلم فاعل کی ضمیر مفعول بہ، لام جارہ اکرام مضاف کَ مضاف الیہ، مضاف اور مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا، جار اور مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل، فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔



## تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

## سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال ۱۴۴۶ھ/2025ء

وقت: تین گھنٹے    پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق    کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: حصہ اول کے دونوں سوالات جبکہ حصہ دوم سے کوئی دو سوالات حل کریں؟

## حصہ اوّل ---- عربی ادب

سوال نمبر 1: (الف) کوئی سے ایک جز کا ترجمہ کریں؟

(۱) يدخل نبيل بيته فيجد ولده راشدا جالسا امام التلفزيون وبيده وحدة تحكم عن بعد يشاهد تمثيلية تاريخية تعرض على الشاشة و عيناه تلمعان مما دفعته التمثيلية فئ نفسه من الحماس فيسكت نبيل الى انتها البرنا مج .

(۲) عن ابى هريرة رضى الله عنه.قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمؤمن على المؤمن ست خصال يعود ه اذامرض ويشهده اذامات و يجيبه اذا دعاه ويسلم عليه اذا لقيه و يشمت اذا عطس و ينصح له اذا غاب اوشهد .

(ب) درج ذیل میں سے تین اشعار کا ترجمہ کریں؟

(۱) كن الى المؤت على حب الوطن    من يخن اوطانه يوما يخن

(۲) ولو مدنحوى حادث الدهر كفه    لحدثت نفسى ان امد له يدا

(۳) وما انا راض اننى واطئ الثرىٰ    ولى همة لا ترتضى الافق مقعدا

(۴) على قدر اهل العزم تاتى العزائم    وتاتى على قدر الكرام المكارم

جوابات: (الف) عبارات کا ترجمہ:

۱۔ نبیل اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور اپنے بیٹے راشد کو ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوئے پاتا ہے۔ ریموٹ کنٹرول اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ایک تاریخی ڈرامہ ملاحظہ کر رہا ہے۔ جو اسکرین پر پیش کیا جا رہا ہے' اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اس جوش و بہادری سے جو ڈرامہ اس کے دل میں ابھار رہا تھا۔ نبیل پروگرام کے اختتام تک خاموش رہتا ہے۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مومن پر دوسرے مومن کے چھ حقوق ہیں: جب وہ بیمار ہو، تو اس کی بیمار پرسی کرے، جب مر جائے، تو اس کے جنازے میں شریک ہو، جب اسے دعوت دی جائے، تو وہ قبول کرے، جب وہ اسے ملے تو اسے سلام کہے، جب وہ چھینکے تو اس کا جواب دے اور وہ موجود ہو یا نہ ہو اس کا خیر خواہ رہے۔

(ب) اشعار کا ترجمہ:

۱۔ اے بہادر انسان تم مرتے دم تک وطن کی محبت پر قائم رہنا، جو آدمی وطن سے خیانت کرتا ہے، تو اس سے بھی خیانت کی جاتی ہے۔

۲۔ اگر زمانے کے حادثات اپنے ہاتھ میری طرف بڑھائیں، تو میں اپنے دل سے یہ کہتا رہوں گا کہ میں ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دوں۔

۳۔ اور میں اس بات پر خوش نہیں ہوں تاکہ میں زمین پر چلوں پھروں اس لیے کہ میرے پاس ہمت ہے، جو افق پر اپنا ٹھکانہ بنانے کو پسند نہیں کرتا۔

۴۔ باہمت شخص کو ارادے کے مطابق عزائم ملتے ہیں اور باعزت شخص کو شاں کے مطابق فضائل ملتے ہیں۔

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل میں سے تین سوالات کے عربی میں جوابات دیں؟

(۱) ما هي اللغات التي تعلمها الافغاني؟

(۲) ما ذا يحب الشعب الباكستاني؟

(۳) من اين صدر الافغاني مجلته؟

(۴) الى من كتب ابو بكر الرسالة؟

(۵) اين وضع ما يكل هارت الرسول الاعظم صلى الله عليه وسلم في كتابه عن مائة شخصية؟

(ب) درج ذیل میں سے دو جملوں کی عربی بنائیں؟

(۱) وہ بے چینی سے اپنی باری کا انتظار کرتا ہے۔

(۲) کیا مجھے ایکسرے کی ضرورت ہے؟

(۳) ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

(۴) قاہرہ مصر کا دارالحکومت ہے۔

(۵) آپ کو دین اور اسلامی دنیا سے محبت تھی۔

جوابات: (الف) سوالوں کے عربی میں جوابات:

۱۔ تعلم الافغاني العديد من اللغات كالفرنسية و التركية ولا نجليزية و الروسية و العربية و الفارسية وغيرها۔

۲۔ يحب الباكستاني النكت و اسرار السياسة و الاعابة۔

۳۔ اصدر الافغانی مجلته العروة الوثقی من باریسی۔

۴۔ کتب ابو بکر رضی اللہ عنہ الرسالة انی خالد بن الولید و معه من الناس۔

۵۔ وضع الرسول الاعظم محمد اعلیٰ راس المائة منها۔

(ب) جملوں کی عربی:

۱۔ هو ينتظر بدوره قلقا۔ ۲۔هل احتاج الى صورة بالاشعه السينية؟

۳۔ نحن نعبد الله۔ ۴۔مدينة القاهرة هی عاصمة مصر۔

۵۔ كان يحب الدين و العالم الاسلامی حبا شديدا۔

حصہ دوم ...... منطق

سوال نمبر 3: (الف) منطق کی تعریف، موضوع اور غرض لکھیں؟

(ب) تقدم کی کتنی قسمیں ہیں؟ تفصیلاً ذکر کریں۔

جوابات: (الف) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غایت:

علم منطق کی تعریف: ایسا قانونی آلہ ہے، جس کی رعایت کرنے سے ذہن کو فکری غلطی سے بچایا جاتا ہے۔

موضوع: معرف وقول شارح اور دلیل و حجت۔

غرض: ذہن کو فکری غلطی سے بچانا۔

(ب) تقدم کی اقسام: تقدم کی قسمیں درج ذیل ہیں:

(۱) تقدم ذاتی: موَخر، مقدم کا محتاج اور مقدم، موَخر کے لیے علت تامہ جیسے طلوع شمس کا تقدم وجود نہار پر، کیونکہ وجود نہار محتاج ہے طلوع شمس کا اور طلوع شمس علت ہے وجود نہار کے لیے۔

(۲) تقدم طبعی: موَخر، مقدم کا محتاج ہو، لیکن مقدم، موَخر کے لیے علت تامہ نہ ہو جیسے تصور کا تقدم تصدیق پر، کیونکہ تصدیق محتاج تصور تو ہے، لیکن تصور علت تصدیق نہیں ہے۔

(۳) تقدم زمانی: مقدم کا زمانہ موَخر کے زمانہ سے پہلے ہو جیسے زمانہ نوح مقدم ہے زمانہ موسیٰ علیہما السلام سے۔

(۴) تقدم وضعی: مقدم کو ذکر میں موَخر سے پہلے کر دینا۔

سوال نمبر 4: (الف) لفظ واحد المعنی کی اقسام مثالوں سمیت بیان کریں؟

(ب) جنس کی کتنی اور کون سی قسمیں ہیں؟ تفصیلاً قلمبند کریں؟

جوابات: (الف) لفظ واحد المعنی کی اقسام:

۱۔ علم: وہ لفظ مفرد جس کا معنی ایک ہو اور معین و مشخص ہو جیسے زید، عمر، بکر۔

۲۔ متواطی: وہ لفظ مفرد واحد المعنی ہے جس کا معنی معین و مشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق آتا ہو جیسے انسان کہ زید، عمر اور بکر وغیرہ پر برابر برابر صادق آتا ہے۔

۳۔ مشکک: وہ لفظ مفرد واحد المعنی ہے جس کا معنی معین و مشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق نہ آتا ہو بلکہ اس کا صدق بعض پر اولیٰ، بعض پر غیر اولیٰ، بعض پر اشد، بعض پر اضعف ہو جیسے سَوَادٌ وَ بِیَاضٌ۔

(ب) جنس کی اقسام:

جنس کی دو قسمیں ہیں: i- جنس قریب ii- جنس بعید

جنس قریب: جنس قریب وہ جنس ہوتی ہے کہ جب اس کی ماہیت کو بعض مشارکات سے ملا کر مَا هُوَ کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہی جنس آئے، اور جب دوسرے مشارکات کے ساتھ ملا کر مَا هُوَ کے ذریعے سوال کریں تو پھر بھی جواب میں وہی جنس آئے جیسے حیوان انسان کے لیے جب انسان کو فرس کے ساتھ ملا کر مَا هُوَ کے ذریعے سوال کیا اور یوں کہا: اَلْإِنْسَانُ وَالْفَرَسُ مَا هُمَا؟ تو جواب میں حیوان آیا۔ پھر جب انسان کو دوسرے مشارکات یعنی حمار، غنم اور بقر وغیرہ سے ملا کر سوال کیا اور یوں کہا: اَلْإِنْسَانُ وَالْغَنَمُ مَا هُمَا؟ تو ہر جگہ حیوان ہی آتا ہے لہٰذا معلوم ہو گیا کہ حیوان، انسان کے لیے جنس قریب ہے۔

جنس بعید: وہ جنس ہوتی ہے کہ جب اس ماہیت کو بعض مشارکات کے ساتھ ملا کر مَا هُوَ کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہ جنس آئے لیکن جب دوسرے مشارکات کے ساتھ ملا کر مَا هُوَ کے ذریعے سوال کریں، تو جواب میں وہ جنس نہ آئے بلکہ کوئی اور جنس آئے جیسے جسم نامی انسان کے لیے، جب انسان اور شجر کو ملا کر مَا هُوَ کے ذریعے سوال کیا اور یوں کہا: اَلْإِنْسَانُ وَالشَّجَرُ مَا هُمَا؟ تو جواب میں جسم نامی آئے گا۔ لیکن جب انسان کو دوسرے مشارکات یعنی فرس، غنم وغیرہ کے ساتھ ملا کر سوال کیا اور کہا: اَلْإِنْسَانُ وَالْغَنَمُ مَا هُمَا؟ تو جواب میں حیوان آئے گا نہ کہ جسم نامی۔ تو معلوم ہو گیا کہ جسم نامی انسان کے لیے جنس بعید ہے۔

سوال نمبر 5: (الف) دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت کی اقسام کتنی اور کون کون سی ہیں؟

(ب) قضیہ کی تعریف کریں نیز قضیہ کی اقسام مع تعریفات سپرد قلم کریں؟

جوابات: (الف) دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت کی اقسام:

دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت کی چار قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ تساوی: پہلی کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے اور دوسری کلی پہلی کلی کے تمام افراد پر صادق آئے، تو دونوں کلیوں کے مابین تساوی کی نسبت ہوگی مثلاً انسان اور ناطق کے مابین نسبت۔ ناطق اور انسان دونوں ایسی دو کلیاں جو ایک دوسری کے جمیع افراد پر صادق آتی ہیں۔

۲۔ تباین: پہلی کلی دوسری کے تمام افراد پر صادق نہ آئے اور دوسری کلی پہلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے، تو ان کے مابین نسبت تباین کی ہوگی جیسے انسان اور پتھر۔

۳۔ نسبت عام خاص مطلق: ایک کلی دوسری کے تمام افراد پر صادق آئے جبکہ دوسری کلی پہلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے، بلکہ بعض افراد پر صادق آئے، ان کے مابین نسبت عموم خصوص مطلق کی ہوگی جیسے ولی اور عالم یعنی ہر ولی عالم بھی ہے مگر ہر عالم ولی نہیں ہے۔

۴۔ نسبت عموم خصوص من وجہ: پہلی کلی دوسرے کے بعض افراد پر صادق آئے اور دوسری پہلی کے بعض افراد پر صادق آئے، تو ان کے مابین نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہوگی جیسے حیوان اور اسود کے مابین پائی جانے والی نسبت ہے۔

(ب) قضیہ و اقسام قضیہ: قضیہ کی تعریف:

وہ مرکب تام ہے جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ ۔

اقسام قضیہ مع تعریفات:

قضیہ حملیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے جو دو مفردوں کی طرف ایک ایک مفرد اور ایک قضیہ کی طرف کھلتا ہو جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ، زَيْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ۔

قضیہ شرطیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے جو دو قضیوں کی طرف کھلتا ہو جیسے: اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ۔



## تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

## سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال ۱۴۴۶ھ/2025ء﴾

وقت: تین گھنٹے — چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ — کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں؟

### حصہ اوّل ..... سیرت

سوال نمبر 1: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے دو کا مختصر تعارف لکھیں۔
(ب) واقعہ اصحاب فیل تحریر کریں؟

جوابات: (الف) اجداد مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف:

۱۔ نضر کے بعد فہر اپنے وقت کا رئیس عرب تھا، اس کا ہم عصر حسان بن عبد کلال حمیری چاہتا تھا کہ کعبہ کے پتھر اٹھا کر یمن میں لے جائے تا کہ حج کے لیے وہیں کعبہ بنا دیا جائے۔ جب وہ اس ارادے سے حمیر وغیرہ کو ساتھ لے کر یمن سے آیا اور مکہ سے ایک منزل پر مقام نخلہ میں اترا' تو فہر نے قبائل عرب کو جمع کر کے اس کا مقابلہ کیا، حمیر کو شکست ہوئی، حسان گرفتار ہوا اور تین برس کے بعد فدیہ دے کر رہا ہوا۔ اس واقعہ سے فہر کی ہیبت وعظمت کا سکہ اہل عرب کے دلوں پر جم گیا۔

۲۔ قصی بن کلاب: فہر کے بعد قصی بن کلاب نے نہایت عزت واقتدار حاصل کیا، قصی مذکور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد خامس ہیں۔ ان کا اصل نام زید تھا، کلاب کی وفات کے بعد ان کی والدہ فاطمہ نے بنو عذرہ میں سے ایک شخص ربیعہ بن حزام سے شادی کر لی تھی، وہ فاطمہ کو اپنی ولایت یعنی ملک شام لے گیا، فاطمہ اپنے ساتھ زید کو بھی لے گئی، چونکہ زید ابھی بچہ ہی تھا اور اپنے وطن مالوف سے دور جا رہا تھا۔ اس لیے ان کو قصی کہنے لگے۔ جب قصی جوان ہو گئے تو پھر مکہ میں اپنی قوم کے پاس واپس آ گئے اور وہیں حلیل خزاعی کی بیٹی سے شادی کر لی، حلیل اس وقت کعبہ کا متولی تھا۔ اس کے مرنے پر تولیت قصی کے ہاتھ میں آئی، اس نے خزاعہ کو بیت المال سے نکال دیا اور قریش کو گھاٹیوں، پہاڑیوں سے جمع کر کے مکہ کے اندر اور باہر آباد کیا۔ اس وجہ سے قصی کو مجمع بھی کہتے ہیں۔ قصی نے کئی کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ چنانچہ ایک کمیٹی گھر قائم کیا جسے دار الندوہ کہتے تھے، مہمات، امور میں مشورے یہیں کرتے، لڑائی کے لیے جھنڈا یہیں تیار ہوتا، نکاح اور دیگر تقریبات کی مراسم یہیں ادا کرتے۔ حرم کی رفاءت وسقایت کا منصب بھی قصی نے ہی قائم کیا۔ چنانچہ موسم حج میں قریش کو جمع کر کے اس نے یہ تقریر کی: ''تم خدا کے پڑوسی اور خدا کے گھر کے متولی ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور خدا کے گھر کے زائرین ہو۔ وہ اور مہمانوں کی نسبت تمہاری مہربانی کے زیادہ مستحق ہیں، اس لیے ایام حج میں ان کے کھانے پینے کے لیے کچھ مقرر کرو۔'' اس پر قریش نے سالانہ رقم مقرر کی جس سے ہر سال ایام منیٰ میں غریب حاجیوں کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ سقایت کے لیے قصی نے چرمی حوض بنائے جو ایام حج میں کعبہ کے صحن میں رکھے جاتے تھے۔ ان حوضوں کو بھرنے کے لیے مکہ کے کنوؤں کا پانی مشکوں میں اونٹوں پر لایا جاتا تھا۔ ان مناصب کے علاوہ قریش کے باقی شرف بھی یعنی حجابت، لواء اور قیادت قصی کے ہاتھ میں تھے۔ قصی ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے مزدلفہ میں روشنی کی تا کہ لوگوں کو عرفات سے نظر آ جائے۔ قصی کے چار لڑکے (عبد الدار، عبد مناف، عبد العزیٰ، عبد) اور دو لڑکیاں

(تخمر، برہ) تھیں۔ عبدالدار عمر میں سب سے بڑا تھا۔

(ب) واقعہ اصحاب فیل: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے سال بلکہ ولادت باسعادت سے پچپن روز قبل کا واقعہ ہے کہ یمن کے حاکم ابرہہ نے اپنے دارالحکومت ''صنعاء'' میں ایک خوبصورت گرجا گھر تعمیر کروایا اور اس کی دلی خواہش تھی کہ آئندہ سے لوگ مکہ میں کعبہ کا حج کرنے کے بجائے اس کلیسا کا حج کریں گے۔ اس کی بات اور خواہش کی صدائے بازگشت مکہ میں بھی سنائی گئی۔ اس کا یہ پروگرام کنانہ کے ایک شخص تک پہنچا تو وہ ناراض ہوا اور یمن پہنچا۔ ابرہہ کے تیار کردہ گرجا گھر میں پاخانہ کرکے اس کی بے حرمتی کی۔ ابرہہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے انتقامی کاروائی کے لیے کعبہ کو گرانے کا پروگرام بنایا۔ وہ اپنے مذموم مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مکہ سے دو میل کے فاصلہ پر مقام ''دخمس'' میں رکا۔ اس کے لشکر میں افواج کے علاوہ کثیر تعداد میں ہاتھی بھی تھے۔ یہاں قیام کے دوران اس نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ اہل مکہ کے مویشیوں کو قبضہ میں لے کر یہاں لے آؤ۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل حکم کرتے ہوئے اونٹ اور بکریاں قبضے میں لے کر یہاں لے آئے جن میں دو سو اونٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے۔ ابرہہ نے سردار قریش حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ حضرت عبدالمطلب ایک خوبصورت نوجوانوں اور کثیر الصفات کے مالک تھے۔ ابرہہ آپ کو آتے ہوئے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔ دوران ملاقات حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ابرہہ سے صرف اپنے اونٹ واپس کرنے کا مطالبہ کیا، جس پر ابرہہ پریشان ہو گیا۔ اس نے کہا: اے سردار قریش! میں کعبہ کو گرانے اور مسمار کرنے کے لیے آیا ہوں لیکن آپ نے کعبہ کے بارے میں کوئی بات نہ کر کے میری نظر میں اپنا مقام کم کر لیا ہے۔ اس پر آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا: اے ابرہہ! یاد رکھ اونٹ میرے ہیں اس لیے میں ان کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے اور کعبہ اللہ کا گھر ہے میرا گھر نہیں ہے' لہٰذا وہ خود اپنے گھر کی حفاظت کرے گا۔ اس گفتگو کے بعد ابرہہ نے آپ کے اونٹ واپس کر دیئے اور متکبرانہ لہجہ میں آپ سے یوں مخاطب ہوا! اے سردار قریش! اہل مکہ نے ہمارے کلیسا کی بے حرمتی کی ہے لہٰذا میں اس کا انتقام لینے آیا ہوں اور کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر دم لوں گا۔ آپ نے فرمایا: یہ تیرا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے' لہٰذا میں اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد آپ اپنے اونٹ لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور اہل مکہ کو خبردار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تم لوگ اپنے جانوروں کو لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور دروں میں پہنچ جاؤ۔ اس کے بعد کعبہ کے پاس پہنچ کر اس کی چوکھٹ کو تھام کر اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض گزار ہوئے:

اے اللہ! ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے، لہٰذا تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر' اہل کلیسا اور صلیب کے پجاریوں کے خلاف تو اپنے اطاعت شعار لوگوں کو مدد فرما۔ پھر آپ بھی اپنے اہل خانہ اور اونٹوں کو لے کر پہاڑ کی بلندی پر چڑھ گئے۔ دوسری طرف ابرہہ اپنے لشکر اور ہاتھیوں کو لے کر کعبہ پر حملہ آور ہوا۔

ابھی وہ کعبہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر کی طرف سے ابابیل کے جھنڈ کے جھنڈ آنا شروع ہو گئے اور ہر ایک کے منہ اور دو پنجوں میں تین تین کنکریاں تھیں، انہوں نے لشکر ابرہہ پر کنکریاں پھینکنا شروع کر دیں۔ وہ کنکری سوار کو چھیدتی ہوئی ہاتھی تک پہنچتی اور پھر اس کے جسم کو گولی کی طرح عبور کرتی ہوئی نیچے سے نکل جاتی۔ جس پر ایک کنکری گرتی وہ لشکری اور ہاتھی ختم ہو جاتا۔ اس طرح چند لمحوں میں خدائی لشکر نے ابرہہ، اس کے لشکر اور ہاتھیوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کعبہ کی حفاظت فرمائی اور دشمن کے عزائم خاک میں ملا دیئے۔ اس واقعہ کو سورۃ الفیل میں بیان کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت کون کون سے خوارق عادات اور امور ظاہر ہوئے؟

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر کتنی بار ہوا اور کب ہوا؟ نیز آپ نے شام کی طرف پہلا سفر کب اور کیوں فرمایا؟

جواب: (الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت رونما ہونے والے واقعات:

تولد شریف کے وقت غیب سے عجیب وغریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ و پسندیدہ ہیں۔ چنانچہ ستارے تعظیم کے لیے جھک کر آپ کے قریب آ گئے اور ان کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آ گئے۔ شیاطین پہلے آسمانوں پر چلے جاتے اور کاہنوں کو بعض مغیبات کی خبر دے دیتے تھے اور وہ لوگوں کو کچھ اپنی طرف سے ملا کر بتا دیا کرتے تھے۔ اب آسمانوں میں ان کا آنا جانا بند کر دیا گیا اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی۔ اس طرح وحی وغیر وحی میں خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ جاتا رہا۔ شہر مدائن میں محل کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اس میں اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس خادمان سلام کے قبضہ میں آ جائے گا۔ فارس کے آتش کدے ایسے سرد پڑ گئے کہ ہر چند ان میں آگ جلانے کی کوشش کی جاتی تھی مگر نہ جلتی تھی۔ بحیرہ ساوہ جو ہمدان وقم کے درمیان چھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا اور جس کے کناروں پر شرک و بت پرستی ہوا کرتی تھی، یکا یک بالکل خشک ہو گیا۔ وادی ساوہ (شام و کوفہ کے درمیان) کی جو ندی بالکل خشک پڑی تھی، لبالب بہنے لگی۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر چار مرتبہ ہوا، پہلی بار بچپن میں کہ بچے وساوس شیطان سے جن

میں بچے مبتلا ہوا کرتے ہیں، محفوظ رہیں۔ دوسری مرتبہ دس برس کی عمر میں ہوا تا کہ آپ کامل ترین اوصاف میں جوان ہوں۔ تیسری مرتبہ غار حراء میں بعثت کے وقت ہوا تا کہ آپ وحی کے بوجھ کو برداشت کرسکیں۔ چوتھی مرتبہ معراج شریف کی رات میں ہوا تا کہ آپ مناجات الٰہی کے لیے تیار ہو جائیں۔

## شام کے پہلے سفر کے بارے میں:

جواب: شام کا پہلا سفر: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال کی ہوئی تو ابو طالب حسب معمول قافلہ قریش کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام کو جانے لگا۔ یہ دیکھ کر آپ اس سے لپٹ گئے۔ اس لیے اس نے آپ کو بھی ساتھ لے لیا، جب قافلہ شہر بصریٰ میں پہنچا تو وہاں بحیرا راہب نے آپ کو دیکھ کر پہچان لیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: یہ سارے جہاں کا سردار ہے۔ رب العالمین کا رسول ہے۔ اللہ اس کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ قریشیوں نے پوچھا: تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا؟ اس نے کہا کہ جس وقت تم گھاٹی سے چڑھے کوئی درخت اور پتھر باقی نہ رہا مگر سجدے میں گر پڑا۔ درخت اور پتھر پیغمبر کے سوا کسی دوسرے شخص کو سجدہ نہیں کرتے اور میں ان کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جوان کے شانے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ پھر اس راہب نے کھانا تیار کیا، جب وہ اس کے پاس کھانا لایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کے چرانے میں مشغول تھے۔ اس نے کہا: آپ کو بلا لو۔ آپ آئے تو بادل نے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا، جب آپ قوم کے نزدیک آئے تو درخت کے سایہ کو ان کی طرف آگے بڑھتے ہوئے پایا' جس وقت آپ بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف ہٹ آیا۔ پھر کہا: ''تمہیں خدا کی قسم بتاؤ ان کا ولی کون ہے؟'' انہوں نے کہا: ابو طالب۔ پس اس نے ابو طالب سے بتاکید تمام کہا کہ ان کو مکہ واپس لے جاؤ' کیونکہ اگر تم آگے بڑھو گے تو ڈر ہے کہیں یہودی ان کو قتل کر دیں' لہٰذا ابو طالب آپ کو واپس لے آیا اور شہر بصریٰ سے آگے نہ بڑھا اور اس راہب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خشک روٹی اور زیتون کا تیل زادِ راہ دیا۔

سوال نمبر 3: (الف) دار الندوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہونے والی سازشی میٹنگ کا مختصر جائزہ سپرد قلم کریں؟

(ب) تحویل قبلہ کا واقعہ سپرد قلم کریں؟

جوابات: (الف) دار الندوہ میں کفار کی طرف سے منعقدہ میٹنگ: قریش نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے ہیں اور مہاجرین مکہ کو انصار نے اپنے حمایت و پناہ میں لے لیا ہے، تو وہ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی وہاں چلے جائیں۔ اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر حملہ آور ہوں۔ اس لیے تمام قبائل قریش کے سردار عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ، ابوسفیان،

طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود، ابو جہل بنیہ ومنبہ پسران حجاج اور امیہ بن خلف وغیرہ دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے۔ ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخ پارسا کی صورت بنائے دروازہ پر آ موجود ہوا، انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ بولا" میں نجدیوں سے ایک شیخ ہوں، میں نے سن لیا ہے جس امر کے لیے تم جمع ہوئے ہو۔ اس لیے میں بھی حاضر ہوا ہوں تا کہ سنوں کہ تم کیا کہتے ہو اور مجھے تم سے اپنی رائے اور نصیحت سے بھی دریغ نہ ہوگا۔" وہ بولے بہت اچھا آئیے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ایک بولا اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دو اور کھانے پینے کو کچھ نہ دو خود ہلاک ہو جائے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے اچھی نہیں اللہ کی قسم! اگر تم اس کو اس طرح کوٹھڑی میں قید بھی کر دو تو اس کی خبر بند دروازے میں سے اس کے اصحاب تک پہنچ جائے گی۔ وہ تم پر حملہ کر کے اس کو چھڑا لیں گے۔ دوسرا بولا کہ اس کو شہر سے نکال دو، جہاں چاہے چلا جائے ہمیں اس کا خوف نہ رہے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ رائے بھی اچھی نہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کا کلام کیسا شیریں اور دلفریب ہے' اگر تم ایسا کرو گے تو ممکن ہے وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے اور اپنے کلام سے اسے اپنا تابع بنا لے اور پھر انہیں ساتھ لے کر تم پر حملہ کر دے۔ ابو جہل بولا: میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ ابو جہل نے کہا: "وہ یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں اور ہر نوجوان کے ہاتھ میں ایک ایک تیز تلوار دے دیں۔ پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں۔ اس طرح جرم خون تمام قبائل پر عائد ہوگا۔ عبد مناف کی اولاد تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتی اس لیے وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم آسانی سے خون بہا دے دیں گے۔" یہ سن کر شیخ نجدی بولا: "یہی بات درست ہے، اس کے سوا کوئی اور رائے نہیں۔" سب نے اس رائے پر اتفاق کیا اور مجلس برخاست ہوگئی۔ قرآن مجید کی آیہ ذیل میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے:

وَاِذۡ يَمۡكُرُ بِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِيُثۡبِتُوۡكَ اَوۡ يَقۡتُلُوۡكَ اَوۡ يُخۡرِجُوۡكَ ؕ وَيَمۡكُرُوۡنَ وَ يَمۡكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيۡرُ الۡمٰكِرِيۡنَ۝ (انفال: ع:۳۰).

"اور جس وقت کافر تیرے حق میں بدسگالی کرتے تھے کہ تجھ کو قید رکھیں یا تجھ کو مار ڈالیں یا تجھ کو جلا وطن کر دیں اور وہ بدسگالی کرتے تھے اور اللہ خفیہ تدبیر کرتا تھا اور اللہ بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔"

(ب) تحویل قبلہ کا واقعہ: نماز اسلام کا ایک رکن ہے اور نماز کی روح خشوع ہے۔ خشوع کے لیے باطنی یکجہتی کے ساتھ ظاہری یکجہتی بھی درکار ہے کیونکہ ظاہر کا اثر باطن پر ضرور پڑتا ہے اور مقصود اصلی کو تقویت پہنچتی ہے۔ نماز جماعت وجمعہ میں اتحاد جہت کا اثر جو دوسرے نمازیوں پر پڑتا ہے' محتاج بیان نہیں۔ اس لیے نماز میں ایک جہت کا تعین ضروری ہے۔ مگر اس تعین میں انسانی عقل کو دخل نہیں۔ بلکہ ذات پاک سزا

دارِ عبادت ہے یہ تعیین اسی کا حق ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مکہ میں کعبہ کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد بحکم الٰہی بنا برحکمت و مصلحت اس وقت بیت المقدس آپ کا قبلہ مقرر ہوا۔ چنانچہ آپ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ یہود آپ پر طعن کیا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر قبلہ میں ہمارے تابع ہیں۔ اس لیے آپ کی یہ آرزو رہی کہ ملت ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہی ہو۔ مدت مذکورہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ آرزو پوری کردی۔
ارشاد ربانی ہے: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ط (البقرۃ: ۱۴۴)
''بیشک ہم دیکھتے ہیں تیرے منہ کا پھرنا آسمان کی طرف، پس ضرور ہم پھیریں گے تجھ کو اس قبلہ کی طرف کہ تو اسے پسند کرتا ہے۔ پس پھیر منہ اپنا مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو، پس پھیرو منہ اپنے اس کی طرف۔''
اس تحویل کی کیفیت یہ ہے کہ نصف رجب یوم دوشنبہ یا نصف شعبان یوم سہ شنبہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی سلمہ میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے۔ تیسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ وحی الٰہی سے آپ نے نماز ہی میں کعبہ کی طرف رخ کرلیا، اور مقتدیوں نے بھی آپ کا اتباع کیا۔ اس مسجد کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ ایک نمازی جو شامل جماعت تھا، عصر کے وقت مسجد بنی حارثہ میں گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہاں انصار نماز عصر بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے ہیں۔ اس نے تحویل قبلہ کی خبر دی، وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ رخ ہو گئے۔ دوسرے روز قباء میں عین اس وقت خبر پہنچی جب کہ لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے بھی اسی حال میں اپنا رخ بدل کر کعبہ کی طرف کرلیا۔
تحویل قبلہ یہودیوں پر سخت ناگوار گزرا۔ وہ اس پر اعتراض کرنے لگے۔ ان کا اعتراض اور اس کا جواب قرآن کریم میں یوں مذکور ہے:
سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ط قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ط يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (البقرۃ: ۱۴۲)
''اب کہیں گے لوگوں میں سے بیوقوف کس چیز نے پھیرا ان کو ان کے قبلے سے جس پر وہ تھے۔ کہہ دے اللہ کا ہے مشرق اور مغرب، چلاتا ہے جسے چاہتا ہے، سیدھی راہ کی طرف۔''
وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ط وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ط (البقرۃ: ۱۴۳)
''اور نہیں مقرر کیا ہم نے قبلہ اس کو جس پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ) مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کون تابع

رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا، الٹے پاؤں اور البتہ یہ قبلہ ہے شاق و دشوار۔ مگر ان لوگوں پر جن کو راہ دکھائی اللہ نے (حکمت احکام کی)۔"

پہلی آیت میں ان کا اعتراض نقل کر کے یوں جواب دیا گیا کہ شرق و غرب بلکہ جہات ستہ سب خدا کی ہیں۔ اس کو کسی خاص جہت سے خصوصیت نہیں، کیونکہ وہ مکان و جہت سے پاک ہے۔ وہ جس جہت کو چاہے قبلہ مقرر کر دے۔ ہمارا کام اطاعت ہے۔ دوسری آیت میں مذکور ہے کہ تحویل قبلہ اس واسطے ہوا کہ ثابت و متزلزل میں تمیز ہو جائے۔

## حصہ دوم ...... تاریخ

سوال نمبر 4: (الف) حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ سپرد قلم کریں؟

(ب) حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر مشتمل مختصر نوٹ لکھیں؟

جوابات: (الف) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ: بہت سے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والا کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ثبوت میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے وہ اشعار پڑھے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں ہیں اور ان میں سب سے پہلے آپ کے اسلام لانے کا ذکر ہے اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اُنہوں نے فرمایا: اول من اسلم ابو بکر۔ یعنی سب سے پہلے جو سلام لائے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے جب دریافت کیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق پہلے مسلمان ہوئے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ؟ تو اُنہوں نے جواب میں فرمایا: واللہ لقد امن ابو بکر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم و من بحیری الراھب۔ یعنی قسم ہے خدائے عز و جل کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بحیرٰی راہب ہی کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے تھے جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

محمد بن اسحٰق فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: جب میں نے کسی کو بھی سلام کی دعوت دی، تو اس کو تردد ہوا علاوہ ابوبکر کہ جب میں نے ان پر اسلام پیش کیا تو اُنہوں نے بغیر تردد کے اسلام قبول کر لیا...... امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سابق الاسلام ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ نبوت و رسالت کی نشانیاں قبل از اسلام ہی معلوم کر چکے تھے، اس لیے جب ان کو اسلام کی دعوت دی گئی تو اُنہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا، بعض محدثین یوں فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت کے قبل ہی سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کے دوست تھے اور آپ کے اخلاق کی عمدگی، عادات کی پاکیزگی اور آپ کی سچائی و دیانت داری پر یقین کامل رکھتے تھے۔ تو جب سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔ اس لیے کہ جو شخص زندگی کے عام حالات میں جھوٹ نہیں بولتا اور نہ غلط بات کہتا ہے، تو بھلا وہ خدائے ذوالجلال کے بارے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے کہ اس نے مجھے رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اسی بنیاد پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً بلا تامل مسلمان ہو گئے۔

ان تمام شواہد سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے۔ اسی لیے بعض حضرات نے یہاں تک دعویٰ کیا ہے کہ آپ کے سب سے پہلے مسلمان ہونے پر اجماع ہے۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ تو ان تمام اقوال میں ہمارے امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس طرح تطبیق فرمائی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب: مصعب بن زبیر وغیرہ لکھتے ہیں کہ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے، کیونکہ آپ نے بے خوف اور نڈر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور اسی پر مضبوط رہے۔ آپ سے کبھی بھی کسی امر میں ترش روئی سرزد نہیں ہوئی۔ اسلام میں آپ کا درجہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے۔ صدیق کا لقب ملنے میں معراج کا بھی قصہ مشہور ہے کہ آپ نے کافروں کے جواب میں ثابت قدمی دکھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا ہجرت کرنا، اہل وعیال کو چھوڑنا، غار اور تمام راستہ میں اپنے آقا کی خدمت بجالانا بلکہ اپنے اوپر لازم کر لینا، غزوۂ بدر میں کلام کرنا، حدیبیہ میں جو بوجہ مکہ شریف میں نہ داخل ہونے کے لوگوں میں شبہ پڑ گیا تھا اس کو دور کرنا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں جسے چاہے پسند کر لے، سن کر رو پڑنا، وفات حسرت آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ثابت قدم رہنا، لوگوں میں خطبہ کے ذریعہ اس وقت تسکین پیدا کرنا، مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خلافت کے لیے تیار ہو جانا۔ پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر ملک شام کی طرف بھیجنا اور اس سے نہ ہٹنا، مرتدوں سے ایسے نازک وقت میں لڑائی کے لیے کھڑے ہو جانا، صحابہ کو قائل کرنا، صحابہ کا شرح صدر کر کے ان کو حق دکھلا دینا، ملک شام کو فتح کرنا، لشکر شام کو مدد پہنچانا، آپ کے اس مناقب اور اجل فضائل میں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی

اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب لاتعداد ہیں، جو اس مختصر مضمون میں نہیں سما سکتے۔

اس کے علاوہ بہت سی احادیث میں بھی آپ کے فضائل کو بیان کیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی شخص کے مال سے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا فائدہ ابو بکر کے مال نے پہنچایا ہے۔ (جامع ترمذی)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر سن لو! میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے۔ (سنن ابی داؤد)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: غار ثور میں تم میرے ساتھ رہے اور حوض کوثر پر بھی تم میرے ساتھ ہو گے۔ (جامع ترمذی)

سوال نمبر 5: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ قلمبند کریں؟

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ زینت قرطاس کریں؟

جوابات: (الف) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت سے بے مثال ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص نے اعلانیہ ہجرت نہیں کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کی نیت سے نکلے تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی، کمان کندھے پر اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے جہاں سارے اشراف قریش تھے۔ آپ نے اطمینان سے طواف کیا۔ پھر نہایت اطمینان سے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی، پھر اشراف قریش کی جماعت کے پاس آ کر ایک ایک شخص سے الگ الگ فرمایا: تم لوگوں کے چہرے بد شکل ہو کر بگڑ جائیں اور تمہارا ناس ہو۔ پھر فرمایا: جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد، اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ دیکھنا چاہتا ہے، وہ میرا مقابلہ کرے۔ اس للکار پر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے مقابلہ کرنے کی جرأت کرے، اس طرح آپ نے ہجرت فرمائی۔

(ب) شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عموماً یہ دُعا کیا کرتے کہ: ''اے اللہ! تو مجھے اپنے محبوب کے مقدس شہر میں موت عطا فرما!'' اللہ نے آپ کی یہ دُعا قبول فرمائی۔

ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابولولوہ آپ کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوا اور وہ یوں عرض گزار ہوا: ان کا مالک چار درہم یومیہ کے حساب سے وصول کرتا ہے جو زیادتی ہے، لہٰذا آپ کچھ رقم کم کروا دیں؟ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ رقم تمہارے کام کے اعتبار سے زیادہ نہیں ہے، کیونکہ تم بڑھئی بھی ہو اور نقاشی بھی خوب جانتے ہو، تو چار درہم یومیہ کے حساب سے زیادہ نہیں

ہے۔ آپ کا یہ ارشاد اس پر بجلی بن کر گرا اور وہ غصہ سے آگ کا انگارہ بن کر غائب ہوگیا۔

کچھ دنوں بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو طلب کیا اور فرمایا: اے ابولولوہ! تم نے کہا تھا کہ میں آپ کو چکی بنا کر دوں گا جو ہوا سے چلے گی؟ تم وہ چکی کب بناؤ گے؟ اس نے جواب میں کہا: میں ایسی چکی تیار کروں گا جسے لوگ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ آپ اس کی دھمکی سمجھ گئے لیکن عمداً کوئی کارروائی نہ کی۔ دوسرے دن فجر کی نماز میں ابولولوہ غلام پہلی صف میں شامل ہوا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز کا آغاز کرنے سے قبل صفیں درست کرا رہے تھے کہ اس نے خنجر کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا۔ علاوہ ازیں بارہ نمازیوں کو بھی زخمی کر دیا جن میں سے چھ جام شہادت نوش کر گئے۔ ایک نمازی نے کپڑا پھینک کر قاتل پر قابو پایا تو وہ خودکشی کر کے واصل جہنم ہوگیا۔ آپ کو اٹھا کر گھر لایا گیا تو نبیذ اور دودھ پلایا گیا جو زخموں کے ذریعے جسم سے باہر آ گئی۔ آپ کی شہادت کے آثار نمایاں تھے، کسی نے مشورہ دیا اپنے صاحبزادہ عبداللہ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیں، آپ نے جواب میں فرمایا: عمر اپنے ایسے بیٹے کو جانشین نہیں بنا سکتا جسے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ نہ آتا ہو۔ بعدازاں آپ نے ایک کمیٹی تشکیل دی اور انہیں اختیار دیا کہ ان ہی میں سے جسے چاہیں اپنا خلیفہ مقرر کر لیں۔ کمیٹی کے ارکان یہ ہیں: (۱) حضرت عثمان، (۲) حضرت علی، (۳) حضرت طلحہ، (۴) حضرت زبیر، (۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، (۶) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اپنے بیٹے سے یوں مخاطب ہوئے: تم حساب لگاؤ ہم پر کتنا قرضہ ہے؟ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا: ابا حضور! چھیاسی ہزار (86000) کا قرضہ ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ قرضہ ہمارے مال سے ادا کیا جائے۔ اگر ضرورت پڑے تو قریش سے حاصل کر لینا' پھر ضرورت محسوس ہو، تو قبیلہ بنو عدی سے حاصل کر لینا۔ بعدازاں اپنے صاحبزادہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ اگر آپ کی اجازت ہو، تو عمر کی خواہش ہے کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں لیٹ جائے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: خواہ یہ جگہ میں نے اپنے لیے محفوظ کر رکھی تھی لیکن آج میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر ترجیح دیتی ہوں اور یہ جگہ انہیں پیش کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ نے ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ میں جام شہادت نوش فرمایا اور حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مدفون ہوئے۔

سوال نمبر 6: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولیات لکھیں؟

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں میں سے دو فیصلے سپرد قلم کریں؟

جوابات: (الف) اولیاتِ عثمان غنی: امام عسکری اوائل میں لکھتے ہیں کہ جاگیریں سب سے پہلے آپ نے ہی مقرر کیں، چراگاہیں رکھنے کا دستور آپ نے جاری کیا، تکبیر میں سب سے پہلے آپ نے آواز کو

پست کیا، سب سے پہلے آپ نے مسجد کی لپائی کرائی، جمعہ کی پہلی اذان آپ نے شروع کی، موذنون کی تنخواہیں آپ نے مقرر کیں، سب سے قبل آپ نے از خود زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا اور آپ ہی سب سے پہلے والدہ کی موجودگی میں خلیفہ بنے۔ نماز عید کا خطبہ سب سے پہلے دیا، پولیس کا محکمہ قائم کیا۔

آپ نے مسجد میں مقصورہ بنوایا۔ آپ نے اپنی زوجہ کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ آپ نے لوگوں کو قرآن کی ایک قرأت پر اکٹھا کیا۔ آپ کے دورِ خلافت میں امت میں پہلی بار اختلاف پیدا ہوا۔

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عدالت کے دو واقعات: آپ کی عدالت کے دو واقعات درج ذیل ہیں:

(۱) آقا اور غلام: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یمن کے ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنے لڑکے کے ساتھ کوفہ بھیجا۔ اتفاق سے دونوں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ لڑکے نے غلام کو مارا اور غلام نے اسے گالیاں دیں۔ کوفہ پہنچ کر غلام نے دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا میرا غلام ہے اور اسے بیچنا چاہا۔

یہ مقدمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عدالت میں پہنچا۔ آپ نے خادم قنبر سے فرمایا: اس کمرہ کی دیوار میں دو بڑے بڑے سوراخ بناؤ اور ان دونوں سے کہو کہ اپنے اپنے سوراخوں سے باہر نکالیں۔ جب یہ سب ہو گیا تو آپ نے فرمایا: اے قنبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لاؤ۔ جب حضرت قنبر تلوار لے آئے، تو آپ نے فرمایا: فوراً غلام کا سر کاٹ لو۔ اتنا سنتے ہی غلام نے فوراً اپنا سر اندر کھینچ لیا اور دوسرا نوجوان اپنی حالت پر قائم رہا۔ اس طرح آپ کے اجلاس میں بغیر کسی گواہ وشہادت کے فیصلہ ہو گیا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے؟ آپ نے غلام کو سزا دی اور اسے یمن بھیج دیا۔

(۲) ایک شخص کی وصیت: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے ایک دوست کو دس ہزار درہم دیئے اور وصیت کی کہ جب تم سے میرے لڑکے کی ملاقات ہو، تو اس میں سے جو تم چاہو وہ اس کو دے دینا۔ اتفاق سے کچھ روز بعد اس کا لڑکا وطن میں آ گیا۔ اس موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس شخص سے پوچھا کہ بتاؤ تم مرحوم کے لڑکے کو کتنا دو گے؟ اس نے کہا: ایک ہزار درہم۔ آپ نے فرمایا: اب تم اس کو نو ہزار دو۔ اس لیے کہ جو تم نے چاہا وہ نو ہزار ہیں اور مرحوم نے یہ وصیت کی کہ جو تم چاہو وہ اس کو دے دینا۔

☆ ☆ ☆